فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

للّٰہ الحمد والمنۃ کہ مرزائیوں اور سنت جماعت کے مختلف اور متعدد
معرکۃ الآراء سوالات کا معقولی اور منقولی براہین و دلائل
سے مسکت جواب

الموسوم بہ

سنہ ۱۳۳۰ ھ

ناصر الایمان

سنہ ۱۹۱۲ ع

مصنفہ و مؤلفہ

عالیجناب اسوۃ الاماجد الکرام و صفوۃ الاطائب الفخام
حمید الضرائب جلیل المراتب جناب المرزا زین العباد قزلباش
وکیل چیفکورٹ ریاست مالیر کوٹلہ پنجاب

در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

۱۵۷ لغایت ۴۲۰ ہمارے مطبع میں چھپی۔ مینجر

تقریظ

از حضور عَلَمَ الاعلام حجۃ الاسلام مرجع الانام مُبیّن الحلال والحرام نائب الامام مُفسّر کلام الملک العلّام صاحب العمامۃ والعباء خطیب منابر الانبیاء صدر المحققین و بدر المدققین سیّد المفسّرین آیت اللہ فی العالمین و حجۃ علی المجاہدین سرکار شریعتمدار مولینا ابوتراب سیّد علی الحائری مجتہد العصر و الزمان دام ظلہ العالی

بسمہٖ سبحانہٗ

الحمد للہ علی نوالہ والصّلوۃ والسّلام علی خواص رجالہ والسنۃ اقوالہ ومصادر افعالہ واعلی امثالہ علل الوجود ومفاتیح اقفالہ اسرار السجی محمد والہ **اما بعد** فقد وقفت بمطالعۃ بعض اجزاء الکتاب المستطاب الموسوم بہ **ناصر الایمان** من افادات اسوۃ الاماجد الکرام وصفوۃ الاطائب الفخام جمیل المناقب جلیل المراتب حمید الضرائب الیف الخلال العلیۃ حلیف الخصال البہیۃ الحائز اسنی مکارم المجد و السداد البالغ اقصے معارج الرّشاد جناب **المیرزا زین العباد** لازال فی درع الامان من مکارہ الزمان علی ہذا التصنیف والتالیف **لعمری** ان المولف اللبیب قد جہد غایۃ الجہد فی احقاق الحق و ابطال الباطل بالبراہین والدلائل **فللّٰہ** درّہ لقد اجاد فیما افاد فنال المراد جزاہ اللہ عن سائر المومنین جزاء موفورا وجعل سعیہ فی ذلک مشکورا واثابہ اللہ وایانا عن الشرع القویم جنات النعیم بصاحبہ والہ ادلاء عرفان القدیم صلوات اللہ علیہم باکرم تسلیم واہناء تنعیم ما شاء اللہ لاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم نمقہ عبدہ الاثیم خادم شرع رسولہ الکریم

علی الحائری فی مبارک حویلی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم النبیین واوصیاءہ الطاہرین **امابعد** آنکہ مینے سبب تصنیف کتاب ہذا سوالات سے پہلے عرض کر دیا ہے مگر مجھکو چند امور جو گذارش کرنا ہیں۔ ان کو بھی عرض کئے بغیر میرا دل نہیں مانتا۔ کہ جنمیں پہلا امر یہ ہے کہ حضور اقدس حجۃ الاسلام نصیر الملت والدین نعمۃ الہ فی المومنین آیت اللہ فی العالمین صدر المحققین سلطان المفسرین مجتہد العصر قبلہ وکعبہ **سید علی الحائری القمی لاہوری** مدظلہ العالی نے میری اس ناچیز تصنیف کو اپنے دستخط سے مزین فرما کر اسکو ایسی عزت بخشی کہ یہ اس قابل ہوگئی کہ شیعہ پبلک کے سامنے میں اس کو پیش کرسکوں بدیںوجہ میں نہایت عاجزانہ طور پر **اعلیحضرت** مدظلہ العالی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دوسرا مقصد اس ناچیز تصنیف سے یہ ہے کہ یہ تصنیف محض بنا بر استفادہ مومنین اثناعشر کے تحریر کی گئی ہے۔ سنیوں سے مناظرہ مقصود نہیں ہے۔ لہذا حضرات سُنّی اس کتاب کو نہ خرید کریں۔ نہ ملاحظہ فرماویں۔

تیسرا مقصد بھی قابل گذارش ہے کہ اس تصنیف کو جو چندہ پر دیا جاتا ہے اس سے بربِ کعبہ دولت کمانا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ مقصد ہے کہ اس چندہ کی آمدنی سے **خلافت مرشد** کا سلسلہ شروع کیا جاوے۔ کہ جو جواب میں **خلافت راشدہ** کے ہے کہ جسکا مصنف بھی مرزائی ہے۔ کہ جسنے سخت حملہ مذہب شیعہ پر کیا ہے۔

ایک بات قابل گذارش یہ بھی ہے کہ میرے کرمفرما **سید الطاف حسین** صاحب خلف سید مہدی حسین صاحب سکنہ مالیرکوٹلہ جو فارن آفس مالیرکوٹلہ میں کلرک ہیں۔ اُنہوں نے اس تصنیف کے مسودہ کو صاف کرنے میں نہایت محنت فرمائی ہیں ان کا بھی نہایت صدقدل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اب آخری گذارش یہ ہے کہ میں علم مناظرہ سے بالکل بے بہرا ہوں۔ مجھ کو

ہرگز کسی قسم کا دعویٰ نہیں ہے۔ علمیت بھی میری بہت کم ہے۔ گو میرے خاندانی ممبر یعنی **مرزا عابد علی بیگ** صاحب بہادر قزلباش سب جج جو میرے عم حقیقی تھے اور **مرزا عبد النقی بیگ** صاحب مرحوم جو برادر خورد مجھ مصنف کے تھے۔ جنہوں نے مناظرہ میں دریا بہا دیئے ہیں۔ اور فی الحال **آغا محمد زکی** صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو میرے برادر زادہ ہیں۔ وہ بھی ماشاء اللہ فن مناظرہ میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں میرے خاندان قزلباشان مراد آبادی پر میر انیس صاحب مرحوم کا یہ شعر صادق آتا ہے

جو ہوا فضل الٰہی سے وہی نیک ہوا
نام بڑھتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوا

مگر میں باوجود اس بات کے بھی شیعہ پبلک سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر اس ناچیز تصنیف میں کوئی نقص ملاحظہ فرما دیں تو اس سے مجھکو اطلاع فرما دیں۔ تاکہ طبع ثانی میں اسکی اصلاح کر دیجاوے۔ اور جس شیعہ بھائی کے یہ تصنیف پسند آجاوے انہیں کے نام نامی پر میں اس تصنیف کو معنون کرتا ہوں۔

خاکسار مرزا زین العابد قزلباش

وکیل چیفکورٹ

ریاست مالیر کوٹلہ پنجاب

۷۸۶

یا علیؑ مدد

وَعَلَیکَ خِزْیٌ یَا اُمَیَّةَ دَائِمًا ۔ یبقی کَمَا فِی النَّارِ دَامَ بَقَاکَ

ترجمہ: اے امیہ و اولاد امیہ تم جس طرح بقہر خدا آتش دوزخ مین معذب رہو گی اوسیطرح تمہاری ذلت و خواری باقی رہیگی

میرے ایک دوست سید صغیر حسن صاحب نے کہ جن کا مذہب شیعہ ہے چند سوالات و جوابات مطبوعہ کہ جنکے مصنف شیخ خادم حسین مرزائی معلوم ہوتے ہین۔ کوئٹہ بلوچستان سے میرے دیکھنے کیواسطے بھیجا اور یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ منجانب فرقہ شیعہ اسکا جواب بھی تحریر ہونا چاہئے۔

اگرچہ مین بہت عدیم الفرصت رہتا ہون مگر بخیال فرمائش و ہمدردی مذہب شیعہ اثنا عشریہ کہ جس کا مین بھی ایک ممبر ہون اس خدمت کو بسر و چشم قبول کیا

مینے ان سوالات و جوابات کو اول سے آخر تک دیکھا اگرچہ وہ آٹھ صفحہ پر ختم کئے گئے ہین۔ مگر اون مین سوائے اسکے اور کوئی بات نہ دیکھی کہ واقعات کربلا پر اسوقت تک جسقدر بھی کتابین تحریر ہو چکی ہین اونمین اصلی حالات پوشیدہ کئے گئے ہین۔

اصلی حالات کے اظہار کا وعدہ مصنف نے وعدہ کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ اونہون نے ایک رسالہ تحقیق واقعات کربلا لکھا ہے اور یہ اوسی کتاب کا یہ مختصر انتخاب ہے جو اونہون نے ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

اس انتخاب مین سوائے اس کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاتلانِ حسینؑ شیعہ ہی تھے مجالس عزا موقوف ہونی چاہئین۔ مرثیہ خوانی جہوٹی اور بیکار چیز ہے یہ سب وہی باتین ہین کہ جو متعدد مرتبہ ہندوستان مین پبلک کے سامنے پیش ہوچکی ہین۔ اور جس سے کوئی معقول نتیجہ اخذ نہین ہوا ہے۔ گرچونکہ مصنف مرزا صاحب قادیانی کی امت مین سے معلوم ہوتے ہین۔ بدیں وجہ اون کے خیال مین یہ مضمون اون کے دماغ و عقل کا پہلا شگوفہ معلوم ہوتا ہی مصنف نے اگرچہ اپنے خیال مین ایک انوکھی بات پبلک کے سامنے پیش کی ہے اور اپنی قابلیت کا اظہار اعلیٰ پیمانہ پر دکہانا چاہا ہے۔ گر افسوس ہے کہ شاید مصنف علم مناظرہ سے بالکل بے بہرہ ہین۔

ماہرین مناظرہ خواہ سنی ہون خواہ شیعہ وہ اس تصنیف کو دیکھکر اس مثال کو یاد کرین گے

"چاردن کا ڈومرا گاوے تال بے تال"

مناظرہ مین جسقدر مضامین ہوتے ہین وہ استدلال کے ساتھ ہوتے ہین۔ گر ان تمام جوابات مین مصنف نے کوئی سند مذہب شیعہ سے نہین دی ہے سند سب سے اعلیٰ چیز قرآن پاک ہے بعد اس کے قول رسولؐ اگر کوئی سند۔ تائید قول مصنف مین ہوتی تو پبلک کو اوس کی جانچ کا موقعہ ملتا۔ اور بلا سند کوئی بات قابل تسلیم نہین ہوتی ہے۔ پبلک ایسے کلام کو اگر مثل گوز شتر نہ خیال کرے تو کیا خیال کرے گی۔

میرے خیال مین ایسے بے تکے مضمون کی۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مصنف چونکہ نہ فرقہ شیعہ اثنا عشر کے ممبر ہین نہ پورا نے اہلسنت کے طریقہ پر ہین بلکہ جدید فرقہ سُنی مرزا قادیانی کے ایک ممبر معلوم ہوتے ہین۔ تو اون کا عمل قرآن اور حدیث پر کیسے ہوسکتا ہے۔ جیسے کہ اون کے پیشوا مرزا صاحب قادیانی نے نبوت کا گون پہن لیا تہا۔ ایسے ہی مصنف صاحب کافرکرتی پہن کر میدان مناظرہ مین آئے ہین۔

واقعاتِ کربلا مین شیعہ اور سُنی آپس مین ہم خیال ہین کہ ضرور یزید بن معاویہ نے میدان کربلا مین نہایت بیرحمی سے حسینؑ کو قتل کیا۔ بارہ سو برس کے بعد مرزا حیرت نے اسمعاملہ مین اپنی ایجاد خاص سے ایک مضمون تراشا تہا کہ حسینؑ کربلا مین شہید نہین ہوئی

بلکہ جانب مصر چلے گئے جسپر ہندوستان کے شیعہ اور سنی چلا اوٹھے اور مرزا صاحب کو وہ سُنّی پڑین جو ابتدا عمر سے اسوقت تک نہ سنی ہون گی۔

مرزا حیرت سنے یزید کو بوجہ عدم تورع قتل حسین علیہ السلام سے بچانا چاہا تھا۔ اور مصنف چونکہ دوسرے مرزا صاحب کی امت مین سے ہین۔ چاہیے تھا کہ حیرت سے بڑھ کر کوئی مضمون تراشتے اونہون نے سنی سنائی باتون کلپ دیکر پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔

مصنف نے اپنے خیالات کو اس عربی شعر سے شروع کیا ہے۔

اترجوا امة قتلت حسینا
شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ کیا جس امت نے حسین کو قتل کیا اوس کو
نانا رسولؐ کی شفاعت کی قیامت کے دن کیلئے امید کرتی ہے

گو مصنف کا اس شعر کے کہنے سے کچھ اور ہی مقصود ہے۔ جو ایک طویل بحث کا خلاصہ ہے اور ہمارا یہ مضمون بعد رحلت ختم المرسلین فی بحث آکر طے ہو چکا ہے مگر اوسی مضمون کیطرف اشارہ ہے۔ جس بحث کو مین بہانہ ترک کرتا ہون۔

مصنف کی تحریر مین جدت ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ سوال بھی خود کئے ہین اور انکے جواب بھی خود ہی دیئے ہین ورنہ ابتک یہی دستور رہا ہے کہ جس فرقہ سے جواب طلب ہوتا ہے سوالات اوسکو دیدیے جاتے ہین۔

مہذب لوگ اس طرز تحریر کو دہوکہ سے نسبت دینگے کیونکہ اس تحریر سے نہین معلوم ہوتا ہے کہ سوال کس کی طرف سے ہین اور جواب کس کی طرف سے بدین وجہ مین اس دہوکہ دہی کے جال کو سلجھانے کی غرض سے اور محض اس امر کے اظہار کی غرض سے کہ وہ مکالمہ سنی اور شیعہ کا سمجھا جاوے۔ اپنے فرقہ شیعہ کی طرف سے زیر جوابات سنی فرقہ شیعہ کا جواب لکھتا ہون۔

سوال نمبر ۱۔ (مطبوعہ اشتہار) قاتلان امام حسین سُنی تھے یا شیعہ؟۔

جواب نمبر ۱ (مطبوعہ اشتہار) قاتلان امام کوفہ کے رہنے والے پکے شیعہ تھے۔ شیعہ بھی شیعان علی و شیعان امام حسن جن سے پہلے کوئی شیعہ ہی نہین ہوا۔

جواب نمبر اول منجانب شیعہ۔ مصنف کو اگر علم کلام مین کچھ بھی مس ہوتا تو قبل اس کے کہ وہ اپنے خیالات ظاہر کرتے اس مضمون کے شروع مین اون کو یہ دکھانا لازم تھا کہ سنی کس کو

کہتے ہین اور شیعہ کسکو کہتے ہین اور اسکے بعد اونکو اس امر کا ثبوت دینا چاہیے تہا کہ کیا اون لوگون نے جو شیعہ کی صفت مین آتی ہین، امام حسینؑ کو قتل کیا۔؟

جب مصنف کو شیعہ اور سُنی مین تمیز ہی نہین ہے یا دانستہ اونہون نے اسکا اظہار نہین کیا ہے تو کس مُنہ سے وہ کہہ سکتے ہین کہ قاتلان حسینؑ شیعہ تہے اگر مصنف کے پاس کوئی اسکا پتہ نہ تہا تو کم از کم اونکو قاتلان حسینؑ کی نسبت اپنے مضمون مین دکہانا چاہیئے تھے کہ بآسانی معلوم ہوجاتا کہ وہ کوفے کے رہنے والے کون کون تھے کہ جو قتل امام حسینؑ مین شریک تہے اور وہ کیسے شیعہ تہے اور شیعان علیؑ اور حسنؑ تہے اور جنسے پہلے کوئی شیعہ ہوا ہی نہ تہا۔ اور اگر قاتلان حسینؑ کی فہرست اون کے علم سے باہر تہی تو کوئی سند مذہب شیعہ سے دینی چاہیے تہی کہ جس سے تائید کلام مصنف کی ہوتی ورنہ ایسی بے تکی الاپ پہ منصف مزاج خواہ شیعہ ہو خواہ سُنی یہی کہیگا کہ یہ کسی دیوانہ کی بڑ ہے۔

سوال نمبر ۲۔ (مطبوعہ اشتہار) انہون نے امام کو کیون شہید کرا تہا۔ یہ بات تو بالکل سمجھ مین نہین آسکتی کہ شیعہ علیؑ و شیعہ حسنؑ ہوکر امام حسین علیہ السلام کو اونہون نے شہید کر دیا ہو۔

جواب نمبر ۲ (مطبوعہ اشتہار)۔ اے صاحب وہ واقعی شیعہ تہے اور اسی وجہ سے امیر معاویہ اور یزید کی خلافت انکی آنکھون مین کھٹکتی تہی اونہون نے خلافت پانے کے لالچ مین ہی امیر معاویہ کی زندگی مین عمومًا اور انکے فوت ہوجانے پر خاصکر امام حسینؑ کو بارہ ہزار خطوط لکھے۔ اور بیشمار قاصد روانہ کئے کہ آپ کوفہ تشریف لائے۔ ہم آپ کی امداد کے لئے حاضر ہین جسپر امام نے کسی قدر دوراندیشی سے کام لیکر اپنے چچا زاد بہائی مسلم کو کوفہ مین بہیجا تہا۔ تاکہ کوفیون کے اخلاص اور جوش کی تصدیق کرکے اطلاع دین۔ اس سازش کی اطلاع یزید کو بھی ہوگئی اس نے ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر کرکے بہیجا تہا کہ کوفیون کو بغاوت سے روکے مسلم کے ہاتہ پر ۱۸ ہزار کوفی بیعت کرچکے تہے اور مسلم نے امام حسینؑ کو کوفہ کے آنے کے واسطے تسلی بخش طور پر عریضہ لکھ دیا تہا ابن زیاد جب کوفہ مین آیا۔ اور کوفیون کو ڈرایا دھمکایا تو بزدل کوفی سب کے سب بیعت امام سے منحرف ہوگئے ابن زیاد نے پہلے تو انہی کوفیون کے ہاتہ سے مسلم کو نہایت بیکسی سے شہید کروایا۔ پھر امام حسینؑ کو جو اوسوقت مکہ معظمہ سے روانہ ہوکر کوفہ کے نزدیک آگئے تہے۔ گرفتار کرنے کے واسطے انہی کوفیون کو

مقرر کیا امام سے کہا گیا۔ کہ یا تو یزید کی بیعت منظور فرمائیے۔ یا ابن زیاد کے پاس کوفہ کو چلئے
لیکن امام عالی مقام نے دونوں باتوں سے صاف انکار فرمایا شیعہ راویوں نے لکھا ہے۔ کہ
میدان کربلا میں مخالفین کی تعداد اسی ہزار تھی اور یہ سب کوفی تھے نہ انمیں کوئی شامی
تھا۔ نہ حجازی۔ اور یہ لوگ خود ہی امام کو بلانے والے تھے۔ اور خود ہی کمال بے شرمی سے امام کو
شہید کرنے کے واسطے کمربستہ ہوکر جمع ہوگئے تھے آخر جس بیرحمی اور بیدردی سے اونہوں نے امام
حسینؑ اور جوانان اہلبیت کو کربلا میں شہید کر کے خاندان نبوت کی بڑہتی ہوئی امیدوں پر ہمیشہ
کے واسطے پانی پھیر دیا۔ اسکی بابت کسی لکھنوی یا ملتانی مرثیہ خوان سے جاکر دریافت کرو۔ اور
یہی نہیں کہ ان کوفی شیعوں نے امام حسینؑ کے تشنہ حلقوم پر خنجر پھیرا۔ بلکہ امام حسن علیہ السلام کی عزت
اور جان و مال کے غارت کرنے میں بھی دریغ نہ کیا۔ اور وہ صرف اسی بات پر کہ وہ کیوں امیر
معاویہ سے پچاس ہزار سالانہ تنخواہ پر صلح کر لینے اور بیعت پر راضی ہو گئے۔ اور
شیعان علی ہمیشہ اون سے ناراض رہے۔ آخر اونہوں نے کوفہ کی سکونت ترک کر کے دربار مدینہ منورہ
مین آکر پناہ لی۔ اور یون ان ظالمون کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی۔ ان کم بختون کی بیوفائی کا سراغ
یہیں آکر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے جناب علیؑ کا دم بھی ناک مین کر دیا۔
شیعہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ ان شیعوں کی بیوفائیوں سے تنگدل ہو کر موت کی
آرزو فرمایا کرتے تھے امیر معاویہ کے مقابلہ مین جو تحکیم و فیصلہ جناب نے منظور فرمایا۔ وہ انہی
بیوفاؤن کی بزدلی اور دورنگی کی وجہ سے فرمایا۔ اسپر بھی بہت سے شیعہ جناب علیؑ کی جماعت
سے خارج ہو گئے۔ انکا نام خارجی رکھا گیا۔ ابن ملجم قاتل شیر خدا بھی پہلے شیعہ تہا۔ اور پھر
ان ہی خارجیوں کا ساتھی بن گیا۔ اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ اہلبیت کے دشمن اہلسنت نہیں
ہیں۔ بلکہ قدیمی شیعہ ہی اہلبیت کے قدیمی دشمن ہیں۔ بقول۔ ہمہ از ماست انچہ بر ماست۔

جواب سوال نمبر ۲۔ منجانب شیعہ — شیعہ کا جواب تو اوپر دیا گیا مگر اس فقرہ سے
کہ "وہ اسی وجہ سے امیر معاویہ اور یزید کی خلافت اون کی آنکھوں میں کھٹکتی تھی"...... اگر
مصنف کا یہ مقصد ہے کہ جن لوگوں کی نظروں میں خلافت معاویہ اور یزید کھٹکتی تھی وہی شیعہ ان علیؑ
تھے تو یہ اونکی سخت غلطی ہے اور اونکا یہ تراشیدہ فقرہ خود اونکی اظہار لیاقت کر رہا ہے کہ مصنف کو

علم تاریخ سے کچھ بھی مس نہین ہے ۔
معاویہ کی خلافت کا اگر حسد ہوگا تو اولاد ابوبکر و عمر و عثمان کو ہوگا نہ علیؑ کو نہ اون کی اولاد کو کیونکہ اِس خاندان سے تو خلافت ظاہری بعد رحلت ختم المرسلین بظاہر نکل چکی تھی اور نہ یہ وہ لگا ہین نہین کہ جو خلافت خلاف حکم رسولؐ منعقد ہوئی تھی اوسکی طرف نظر کرتین۔
مصنف کہتے ہین کہ کوفیون کی طرف سے بارہ ہزار خط امام حسینؑ کے پاس آئے اور بشیار قاصد کہ آپ کوفہ مین تشریف لائیے ہم آپ کی مدد کرینگے ۔
مصنف تسلیم کرتے ہین کہ معاویہ کی زندگی مین عموماً اور اوسکی وفات پر خصوصاً یہ خط امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے ۔ مصنف کو اس قول کی تائید مین مناسب تہا کہ وہ اوس زمانہ کے کوفہ کی مردم شماری دکہاتے اور جس سے مقابلہ کے بعد اوس میزان سے اسّی ھزار کم کرکے دیکہا جاتا کہ کسقدر باقی نکلتی ہے ۔ اور بالاخر اون باقیماندہ کی تعداد فہرست شیعیان مین داخل کیجاتی ۔ مگر چونکہ مردم شماری مصنف نہین دی ہے ۔ بدینوجہ یہ ترک ایک نمونہ جاہلیت مصنف ہے ۔
مزید جاہلیت یہ ہے کہ معاویہ کے زمانہ مین خطوط امام حسینؑ کے پاس کوفہ سے آئے کوئی تاریخ دان شخص اسقدر سفید جہوٹ نہین بول سکتا ۔ معاویہ کو اپنے زمانہ مین جس قدر تعلق رہا ہے وہ علیؑ اور حسنؑ سے رہا ہے ۔ اور حسنؑ کی زندگی بہی معاویہ کے زمانے مین ایسی تہی کہ معاویہ نے خبر رحلت امام حسن سنکر ایک چنگارسے کی تشبیہ دی تہی ۔ جس کو آئندہ دکہایا جاوے گا ۔
یہ جسقدر خطوط کہ جن کا تذکرہ مصنف کرتے ہین حسینؑ کے پاس زمانہ یزید مین آئے تہے ۔ اور وجہ ان خطوط کی یہ تہی کہ جب یزید کی بدنما حرکات حد سے تجاوز کر گئین حتی کہ اپنی پہوپی تک سے زنا کیا پس اوسکی رعایا نے یہ قصد کیا کہ ایسے فاسق و فاجر کی بیعت سے یہ بہتر ہے ۔ کہ حسین علیہ السلام کی طرف سے رجوع کیا جاوے ۔ چنانچہ صرف اسی بنیاد پر یہ خطوط مرسلہ آئے تہے ۔
اب جہان سے ہم آنریبل جج ہائیکورٹ بمبئی جسٹس ۔ آرنولڈ صاحب کے فیصلہ کی کچھ مضمون کی

نقل پیش کرتا ہون کہ جو اونہون نے ایک مشہور مقدمہ مین صادر کی تہی کہ جس سے حسین علیہ السلام کا کربلا مین پہونچنا مع کیفقدر حالات علیؑ مرتضےٰ و حسن مجتبیٰ علیہم السلام کے واضح ہوگا۔ جسٹس ممدوح ارشاد فرماتے ہین کہ مسلمانون کو عموماً یہ توقع تہی کہ حضرت علی جو سابق الاسلام اور رسول اللہ کے محبوب صحابی اور اونکی پیاری بیٹی کے شوہر تہے۔ خلیفہ اول ہون گے۔ مگر ایسا نہین ہوا عایشہ کہ محبوب ترین ازواج رسول مین سے تہین مگر علیؑ و فاطمہ سے حسد و کینہ رکہتی تہین اپنے والد بزرگوار ابوبکر کے خلیفہ منتخب ہونے کا باعث ہوئین۔ اون کے بعد عمر خلیفہ ہوئے۔ اون کے بعد عثمان۔

جب ۶۵۶ء مین عثمان مارے گئے۔ تو خلافت ظاہری علی کو دیگئی"

> مین اس موقعہ پر مصنف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہون کہ ان خلافتون مین مسلمان شیعہ تہے یا سُنی۔ چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان سُنی تہے۔ بس یہی کہا جاوے گا۔ کہ جو اون کی خلافت کو تسلیم کرتے تھے وہ سب سنی ہی تہے۔ اور اسوقت تک بہی جو ہر سہ کو خلیفہ تسلیم کرتے ہین وہ سنی ہی ہین ملامنہ

"مگر بنی امیہ کی مخالفت کا سلسلہ اون کے خلیفہ ہونے کے بعد بہی جاری رہا۔ اور عائشہ اور معاویہ کی اعانت سے اور حمایت سے بنی امیہ نے ان کی خلافت مین بڑا رخنہ ڈالا اور ہنوز وہ جہگڑہ طے نہوا تہا کہ ۶۶۱ء مین علیؑ مسجد کوفہ مین ایک خارجی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ کوفہ ایک بڑا شہر مسلمانونکا ساحل غربی فرات پر تہا اب وہ بالکل برباد ہوگیا ہے۔ اور قدیم شہر بابل کے کہنڈرون کے قریب اوس کے بہی کہنڈر ہین۔ الغرض علیؑ کی شہادت سے سب مسلمانون مین ایک تہلکہ عظیم ہوگیا۔ اوس زمانہ مین علیؑ شجاعان عرب مین مشہور آفاق تہے۔ ضرغام آل ابوطالب اسد اللہ الغالب اون کا لقب تہا۔ اور اشجع العرب اون کو کہتے تہے۔ شجاعت۔ حکمت۔ ہمت۔ عدالت۔ سخاوت اور زہد تقویٰ مین علیؑ کا عدیم النظیر تاریخ عالم مین کمتر نظر آتا ہے۔ علاوہ اس کے وہ زوج بتول فاطمہ کے شوہر تہے جو رسول اللہ کی اکلوتی اور پیاری بیٹی تہین اور حسن اور حسین کے والد تہے جنکے عاشق زار خود اون کے نانا رسول اللہ تہے اور خود رسالتماب نے اون کو

مجمع اصحاب مین سردار جوانان بہشت فرمایا تہا۔ ان کے بڑے صاحبزادہ حسن بن علی نے عزلت گزینی اختیار کی اور ایام زندگانی کو مدینہ مین عبادت خدا اور نیک کامون مین بسر کیا ۴۹ھ مین حسن مجتبے کو اون کی ایک زوجہ نے معاویہ یا یزید ابن معاویہ حاکم شام سے رشوت لیکر زہر سے شہید کیا۔

ان کے بعد اہلبیت رسول کے رئیس صرف اون کے چہوٹے بہائی امام حسین باقی رہ گئے جنمین اپنے پدر عالیقدر کی ہمت و شجاعت کوٹ کوٹ کر بہری تہی اپنے بڑے بہائی کی شہادت کے گیارہ برس بعد ۶۰ھ مین حضرت امام حسین اہل عراق کی منت وسماجت سے مجبور ہوکر مدینہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے کہ غاصبین بنی امیہ سے اپنی خلافت کا دعوی کرین اس سفر پر خطر مین اپنے عیال و اطفال اور چند اصحاب کو بہی ہمراہ لے گئے یہان تک کہ زمین کربلا پر پہونچے جو اوس زمانہ مین ایک ریگستان دریاے فرات سے ایک روز کی راہ پر قریب کوفہ کے تہا اور وہان جو پہونچے تو ایک فوج کثیر کو مقابلہ پر آمادہ پایا اس کے بعد جو واقعات غم انگیز گذرے تاریخ عالم مین کم نظر آتے ہین۔

جو مصائب و شدائد معرکہ کربلا مین اہلبیت پر گذرے زبان زد خلائق ہین صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ اس واقعہ جانگزا نے اسلام کو تہ وبالا کردیا"۔

کیا اس فیصلہ کی موجودگی مین جو بمبئی ہائیکورٹ کے ایک ذی علم جسٹس نے دیا ہے۔ مصنف معترض کا وہ قول صحیح تسلیم کرلیا جاوے گا کہ زمانہ معاویہ مین خطوط امام حسین علیہ السلام کے پاس کوفہ سے آئے۔ ہان زمانہ خلافت یزید مین ضرور ایسے خط آئے کہ جنکا حوالہ جسٹس آرنولڈ نے دیا ہے۔

مولفہ تحریر خطوط طیبہ مصنف کو عینک عقل سے دیکھنا چاہیے تہا۔ کہ وہ خط بہیجنے والے زیر خلافت یزید تہے یا نہین اور جو شخص زیر خلافت یزید ہوگا وہ سنی ہوگا یا شیعہ اور مضمون اون خطوط کا کیا تہا۔

اور یہ بہی غور کے قابل ہے جیسا کہ جسٹس ممدوح تحریر فرماتے ہین کہ اوس سفر مین امام حسین ع کے ساتھ چند اصحاب تہے۔

اور جو ہیں کہ زمین کربلا پر وارد ہوے تو ایک فوج کثیر کو مقابلہ پر امادہ پایا کیا فقرہ مندرجہ فیصلہ اس امر کے موئد نہین ہین کہ حضرت امام حسین کے ساتھ چند اصحاب تھے اور زمین کربلا پر قبل اس کے کہ حسینؑ وہان پہونچین فوج کثیر مقابلہ کو موجود تہی تو اب کیا کوئی صاحب عقل کہ جسکے تعصب کی عینک نہ لگی ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ فوج شیعون کی تہی اور سنیون کے خلیفہ یزید بن معاویہ کی نہین تھی۔

ہان یہ سچ ہے کہ جب امامؑ کو خطوط نے یہ باور کرایا کہ اہل کوفہ پر ظلم شرعی ہو رہی ہے کہ جنسے دین محمدی مین سخت رخنہ پڑنیکا اندیشہ ہے تو امام نے اپنی طرف سے ایک نائب روانہ کیا کہ جو مسلم بن عقیل تہے اور ضرور کسیقدر کوفیون نے اونسے بیعت بہی کی اور انہونے وہان کے حالات کی اطلاع امام حسین کو دی مگر جب مسلم بن عقیل کا مقابلہ ابن زیاد گورنر کوفہ سے ہوا تو وہ مسلمان جتنے کہ بیعت مسلم مین آچکے تہے بیعت مسلم سے دستبردار ہوگئے جیسے کہ بہت سے مسلمان کہ جنہون نے بیعت شجرہ کی تہی اوس بیعت سے منحرف ہوگئے تھے اور رسولخدا کو میدان جنگ مین چہوڑ کر فرار کر گئے تہے۔

جب رسولؐ سے بیعت کرکے بڑے بڑے خرانٹ مسلمان پہر گئے تھے تو اگر مسلمؑ سے اہل کوفہ پہر گئے تو اونہون نے بہی اوسی پرانی سنت پر عمل کیا۔

مصنف کو یہ سمجھنا چاہیئے تہا کہ جو شخص کہ بیعت سے پہر جاویگا تو کیا اوسکو اوس شخص کی بیعت مین سمجہا جاوے گا کہ جس کی بیعت اونہون نے کی تہی یا اوسکو بیعت کا توڑنیوالا کہین گے پس اس صورت مین وہ شیعہ کہ جنہون نے بیعت مسلم کی تہی جب وہ ابن زیاد کے دہمکانے سے اپنی اصلی حالت پہ پہر گئے تو کیا وہ شیعہ حسینؑ کہلائے جاوینگے یا سنی یزید بن معاویہ۔ بیشک مسلم حالت تنہائی مین نہایت دلیری سے لڑے اور ہزارون سینوںکا مقابلہ کرکے بہت کو جہنم واصل کیا اور صرف ایک اونکا ساتھی رہا کہ جس کا نام ہانی بن عروہ تہا۔ اور جس نے مسلم کے ساتھ ہی جام شہادت نوش کیا۔ یہ سچ ہے کہ حسینؑ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا کیونکہ امام ابن امام ایک زناکار فاسق و فاجر کی کیسے بیعت کرسکتے تہے۔ اور اس بیعت کا تذکرہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے خوب نظم کیا ہے اور جو سنی مذہب کا ایسا نامی شخص ہے کہ جس کے عرس مین سالانہ لاکہون ادمی جمع ہوتے ہین۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین | دین است حسین دین پناہ ہست حسین
سر داد نداد دست در دست یزید | حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسین

نہ معلوم کس تاریخ دانی پر مصنف نے یہ تحریر کیا ہے کہ قاتلان حسین سب کوفی تہے اونمین کوئی شامی اور حجازی نہ تہا۔ اگر درحقیقت ایسا ہی تہا تو مصنف نے اسکی کوئی سند نہین دی۔ مصنف اگر معمولی جغرافیہ ہی دیکھتے تو اون کو معلوم ہو جاتا کہ حجاز ایک حصہ ملک کو کہتے ہین اور کوفہ اور شام شہرونکا نام ہے۔ لشکر یزید مین کوفی بہی تہے اور شامی بہی تہے اور علاوہ ان کے دیگر اطراف عرب کے باشندہ تہے۔ جیسا کہ جسٹس آرنولد صاحب نے ملکی حیثیت سے اپنے فیصلہ مین فقط لفظ حجاز تحریر کیا ہے۔

اب مین چند منٹ کیواسطے مصنف کے جواب نمبر ۲۔ کے اس فقرہ کا جواب دینا مناسب سمجہتا ہون [یزید اور معاویہ کی خلافت ان کی آنکہو نمین کہٹکتی تہی] دینا چاہتا ہون مگر اس کے جواب کی سند مین محمڈن لا تصنیف آنریبل سید امیر علی جسٹس کلکتہ ہائیکورٹ کی پیش کرتا ہون کہ جو مشہور لایق مصنفین سے ہین۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو جاویگا کہ کیا وہ نفوس کہ جن کی طرف مصنف کا اشارہ ہے۔ ایسے تہے کہ جنکی نظرین ایسی بیکار خلافت پر پڑتین۔ خود آنحضرت نے فرمایا تہا کہ جو شخص میرے احکام کے معانی کو سمجہنا چاہے وہ میرے اس شاگرد کے کلام کو بگوش ہوش سنے۔ آپ کے کلام بلاغت فرجام و ہدایت انصرام کو حضرت علی سے زیادہ کون سمجہ سکتا تہا۔ جو اون کے دوست صادق اور شاگرد رشید اور برادر بجان برابر روح بتول تہے جس محنت اور شفقت سے خود رسول مقبول نے اپنے شاگرد رشید کو سن طفولیت مین احکام اور اسرار تعلیم کئے تہے اوسکا ثمرہ ظاہر ہوا۔

خلفاء راشدین مین سے خلیفہ اول و ثانی کے عہد خلافت مین حکومت اسلام کے تحفظ یا استحکام کی غرض سے خود دار الاسلام یعنے عرب مین اور بیرونجات مین بہی سخت لڑائی جہگڑے ہوا کئے۔ خلیفہ ثالث کی حکومت ایسی ضعیف اور مذبذب رہی اور مدت خلافت مین ایسی بدعملی اور بدانتظامی رہی کہ وہ جوشش و خروش جو اسلام نے اوگون کے طبایع مین

پیدا کیا تھا فروینہ ہوا خلیفہ ثالث کی عبرت انگیز وفات پر اعلم الناس بعد رسول اللہ باجماع امت علیؑ خلافت پر مامور ہوئے مگر اپنی گوشہ نشینی اور عزلت گزینی کے زمانہ مین حضرت علیؑ اپنے مالک کے احکام کی تحقیق و تنقیح دلائل عقلیہ سے کرتے رہتے تھے ۔

اگر حضرت علیؑ شہید نہ ہو جاتے تو مسلمانون کو اپنے پیغمبرؐ کے احکام کی حقیقت واقعی اس طرح معلوم ہو جاتی کہ عقل و نقل یعنے احکام عقلی اور احکام شرع باہم آمیختہ ہو جاتے اور اصول ادیہ فلسفہ حقہ اور حکمت الٰہیہ اصول عملی قرار پائے اس شاگرد رشید کے ہر ہر لفظ سے پایا جاتا ہے کہ اون سے زیادہ کریم النفس اوس زمانہ مین کوئی بھی نہ تھا ۔ افسوس صد افسوس ابن ملجم ملعون کے دست نجس سے یہ سب امیدین خاک مین مل گئین ۔

جب بنی امیہ نے مکر و کید سے اور سازشین کر کے اوس تخت خلافت پر قدم رکھا جسکو خلفاء راشدین نے اپنے قدوم سعادت لزوم سے شرف اور بزرگی بخشی تھی پس اوسیوقت علوم اسلامیہ کو اور اسلام کی آزادی کو صدمہ عظیم پہونچا ۔ اس فتنہ انگیز عہد مین جنگ و جدل کا بازار ہمیشہ گرم رہا اور مسلمانون کو اسقدر مہلت نہ ملی کہ ترقی علوم پر توجہ کرتے اوس پر طرہ یہ ہوا کہ خلفاء بنی امیہ مین اپنی اسلاف شرک و بت پرستی کی بو ابتک موجود تھی ۔

ھندہ جگر خوارہ اور ابو سفیان کی اولاد کے [معاویہ و یزید] کی رشک و حسد اور بغض و عناد سے مجبور ہو کر اولاد رسولؐ اور بنی فاطمہ نے زاویہ نشینی اور عزلت گزینی اختیار کی تھی اور رنج و مصیبت کی شب دیجور مین اپنے جد امجد کے احکام کو نیت خالص سے بجا لاتی تھی اور تعلیم و تدریس کے شغل سے اور مراقبہ اور ذکر خدا سے جو اولیاء اللہ کا خاصہ ہے اپنے دل حسرتین کو تسکین دیا کرتے تھے وہ سب بزرگوار علم عرفان کے عاشق زار تھے الغرض سچے عارف اور خداشناس تھے ۔ اور انہین کی برکت سے اسلام کی روحانیت اور حقانیت کا شمس فی رابعۃ النہار ہویدا اور آشکار رہے ۔

الغرض ایسی معزز تصنیف کہ جسکا انگلینڈ مین ڈنکا بج چکا ہے ۔ اوسکا لائق اور ذی علم مصنف علیؑ اور اولاد علیؑ کے بارہ مین مذکورالصدر خیالات ظاہر فرماوے اور معاویہ اور یزید کو قابل نفرت الفاظ مین یاد فرماوے تو ایسون کی حکومت کیونکر اون نظرون مین کھٹک سکتی ہے

کہ جو عارف حق ہوں۔

"یہ بھی مصنف نے غلط تحریر کیا ہے کہ امام حسنؑ کی عزت اور جان و مال کے غارت کرنے میں بھی دریغ نکیا اور وہ صرف اس بات پر کہ کیوں معاویہ سے پچاس ہزار سالانہ تنخواہ پہ صلح کر لی اور بیعت پر راضی ہوگئے اور شیعان علیؑ ہمیشہ اون سے ناراض رہے وغیرہ وغیرہ"

امام حسن علیہ السلام کی عزت و مال کبھی غارت نہیں ہوا۔ ہان یہ ضرور ہوا کہ بعد انتقال جناب ختم المرسلین باغ فدک جو اوچہا ذریعہ گذر اوقات اولاد فاطمہؑ کا تہا خلفاء اول و ثانی نے اون سے زبردستی لے لیا اور دیگر حبوب شرعی مثل بیت المال وغیرہ کے اور اپنے زیر حکم کر لین جہانتک ہو سکا خلفاء وقت نے طرح طرح کی اذیتین اولاد رسولؐ کو پہونچائین۔ جب اونکا زمانہ ختم ہوا۔ اور بنی امیہ کا زمانہ آیا چونکہ علی مرتضےٰ شہادت پا چکے تہے صرف امام حسنؑ و امام حسین علیہ السلام باقی تھے اور امام حسنؑ وارث خلافت حقہ کے تہے اور بنی ہاشم کے باہم سلسلہ قرابت بھی تہا۔ یہ دونون آپسمین ایک دوسرے کے چچا کے بیٹے تہے۔ کیونکہ ہاشم اور امیہ دونون عبد مناف کے فرزند تہے اور اسلام سے پہلے ہی دونون چچازاد بہائیون انتہا درجہ کی عداوت تہی باہم جنگ و جدل ہوا کرتا تہا عرب میں یہ ہر دو قبیلہ بنی امیہ بنی ہاشم صاحب عزت خیال کئے جاتے تہے۔ بنی امیہ باعتبار دولت کے اور بنی ہاشم باعتبار علم اور روحانیت کے مشہور تہے۔ معاویہ سلسلہ بنی امیہ مین تہا اور رسول و علی مرتضی سلسلہ بنی ہاشم مین تہے ابتداء اسلام مین بھی ان دونون فرقون مین کدورت اعلی درجہ پر پہونچ گئی تہی یہانتک کہ انحضرتؐ نے مکہ کو فتح کر لیا اور تمام قریش و بنی امیہ اون کے زیر فرمان ہوگئے اور یہی وجہ ہوئی کہ عرب مین بنی ہاشم کو قدرتاً بزرگی حاصل ہوگئی اور بنی امیہ اون کے زیر فرمان ہوگئے مگر مصداق آیۃ شریفہ الاعراب اشد من الکفر و النفاقہ کے حسد بنی امیہ کے دلون سے نہین گیا تہا اور اونہون نے اپنے حسد دیرینہ کا عوض اولاد رسولؐ سے ایسا لیا کہ زمانہ کی تواریخین بھری ہوئی ہین۔

مگر اپنے عہد حکومت مین اونہون نے وہ بدنما داغ جو ضبطی فدک وغیرہ کا خلفاء اولون کے پہر پر لگا ہوا تہا اوس کے چھپانے کی غرض سے و نیز اس خیال سے کہ ہم حسنؑ ایک ہی قوم کی

شاخ ہین اور محض بنا بر مصلحت ملکی امام حسن علیہ السلام کا سالانہ وظیفہ مقرر کردیا تو یہ بات طرفداران حسنؑ کو کیونکر ناگواری کا باعث ہوسکتی ہے۔ مصنف اگر بجائے لفظ سنّی کے گروہ بنی امیہ استعمال کرتے اور بجائے لفظ شیعہ کے گروہ بنی ہاشم استعمال کرتے تو کسیقدر مناسب تہا۔
اگر حسنؑ نے معاویہ سے شخص سے کہ جسکے قابل الفاظ مین تاریخ انگریزی سے اوپر دکہا آیا ہون اور جو مکر و کید مین اپنا جواب نہین رکہتا تہا۔ وظیفہ سالانہ حاصل کرلیا تو یہ عین اون کی دانشمندی تہی ایسی عمل کی تہی ہاشم یا شیعون کو برا ماننے کی کوئی وجہ نہین ہے۔
اب مین ایک سند اور کتاب الدرۃ الغالیہ فی مناقب معاویہ مصنفہ عبد الاول صاحب جونپوری سے دکہاتا ہون ملاحظہ ہو۔ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ کہ کیونکر امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے پچاس ہزار سالانہ تنخواہ پر صلح کی اور بیعت معاویہ پر راضی ہوگئے۔
شرائط صلح جو سنی عالم نے اپنی کتاب مین درج کئے ہین لفظ لفظ درج ذیل ہین۔
در بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہ اہل عراق نے حضرت امام حسنؑ کی بیعت کی جنمین چالیس ہزار لوگ ایسے تہے کہ جنہون نے اون کے والد حضرت علیؑ سے بیعت کی تہی اور اون کے اتباع مین جان دینے کا اقرار کیا تہا اور وہ لوگ امام حسنؑ کے نہایت مطیع تہے اور حضرت علیؑ سے بڑہکر امام حسن سے محبت رکھتے تہے اونہین حضرات نے امام حسن کو صلاح دی کہ آپ ملک شام کا قصد کیجئے اور اوسے امیر معاویہ سے چہین لیجئے اگرچہ بوجہ زہد کے امام کو یہ ناپسند تہا۔ مگر مجبور ہو کر چلنا ہی پڑا۔ آخر الامر جب امام نے دونون جانب کی کثرت فوج دیکہی تو سمجہ لیا کہ کوئی کسی پر غالب نہ ہوگا یہانتک کہ بہت لوگ ہلاک ہون گے۔ اور نیز عمر بن عاص وزیر امیر معاویہ نے کثرت فوج حضرت امام حسن علیہ السلام و آثار فتحمندی و قوت مطیعان امام حسنؑ ملاحظہ کرکے معاویہ کو صلح کیجانب متوجہ کر رکہا تہا۔ اور دو شخص کو صلح کا پیغام دیکر امام علیہ السلام کے پاس بہیجا یا بظاہر امام کو اعراض تہا تاکہ شروط صلح اور معاہدہ کی خوب پختگی ہوجاوے۔ منجملہ شرائط صلح ایک شرط یہ تہی کہ امارت اور سلطنت تمہارے بعد مجہی کو ملے کیونکہ مین بلحاظ قواعد سلطنت اس ریاست اسلامی کا مستحق ہون۔ دوسری شرط یہ تہی کہ جو کچہ حضرت علیؑ کے زمانے مین اہل مدینہ اور عراق والون سے سرزد ہوا اوس کا

مطالبہ نکیا جاوے اور اوسکا بدلہ کسی سے نہ لیا جاوے اور ان شہرون کے لوگون مین
سے کسیکو ہمارے متبعین سے طلب نکر سکوگے تیسری شرط یہ ہے کہ میرا کل قرضہ ادا
کرنا ہوگا۔ چوتھی شرط یہ تھی کہ مجھے اختیار ہے کہ جب مجھے ضرورت ہو بیت المال (خزانہ)
سے بقدر حاجت بے تکلف مین لے لیا کرون۔ پانچوین شرط یہ تھی کہ ہر سال بطور خراج
ایک لاکھ مجھے سالانہ دیا کرو۔ اگر تم ان شرطون کو قبول کرو تو ہم تمسے صلح کرسکتے ہین۔ ان
شرطون کے سُننے کے بعد امیر معاویہ بہت خوش ہوے۔ لیکن دوسری شرط کے قبول کرنے مین
امیر معاویہ کو تامل ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے پاس کہلا بھیجا کہ سب شروط قابل قبول ہین مگر
مجھے عدم مطالبہ علی الاطلاق مین ضرور کلام ہے مین دس آدمیون کو مستثنی الحکم کرکے دوسری
شرط کو بے تکلف منظور کرسکتا ہون۔ اون دس کو مین نہ چھوڑونگا۔ اور اونکو امان نہین۔ پھر
حضرت امام حسنؑ نے اس امر پر اصرار کیا کہ کل کو امن ہونا چاہئے اور سابق کے ماضی کا مطالبہ
اور بدلا کسی سے نہ لیا جاوے اور بدستور سابق اتفاق قایم رہے اسکے جواب مین امیر معاویہ نے
یہ کہلا بھیجا کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ جب مین قیس بن سعد عبادہ کو پاؤنگا ہوسکا ہاتھ اور زبان
کاٹونگا امام حسنؑ نے صلح نامنظور کی بالآخر طوعاً و کرہاً کل شرطون کو امیر معاویہ کو قبول ہی کرنا
پڑا۔ اور ایک سفید کاغذ امام حسنؑ کے پاس بھیجدیا کہ جو تم چاہو اس کاغذ مین لکھدو مین سب منظور
کرونگا۔ اوسی پر صلحنامہ لکھا گیا اور جملہ امور طے پا گئے۔ سچ ہے پدر نتواند پسر تمام کند۔ بعضون نے
کہا کہ امیر معاویہ سے امام نے صلح کیوقت دس لاکھ درہم لئے۔ جس کے قریب ڈہائی لاکھ
کے روپیہ ہوتے ہین اور بعضون نے ایک لاکھ دینار اور بعضون نے کہا کہ چار لاکھ درہم
وقت صلح کے امام حسنؑ نے امیر معاویہ سے لئے۔ امام نے امیر معاویہ کو کل مفتوحہ بلاد کا والی
(لاٹ گورنر) اور اپنا قائم مقام باختیار تمام بنا رکھا تھا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ امام نے جو رقم
وقت صلح کے لی تھی وہ خرچہ مصروفہ تھا جیسا سلاطین کی صلح کا قاعدہ ہے کہ جو دب کر
صلح کرے وہ خرچہ مصروفہ سابق دیوے۔ پھر بعد تحریر صلحنامہ کے عمرو بن عاص کے مجبور کرنیسے
امیر معاویہ نے امام سے کہا کہ آپ اُٹھکر لوگون کو سنا دیجئے کہ ہمارے اور آپکے کیا معاہدہ
ہوا۔ اور کیونکر صلح ہوئی فوراً امام کہڑے ہوگئے اور بہت بلیغ فصیح عبارت مین اظہار مدعا

فرمائینگے اور یہ بہی اوس اثنار مین فرمایا تہا کہ جس امر مین میرے اور معاویہ کے اختلاف تہا اگر وہ اونکا حق تہا تو اون کو مبارک ہو اور اگر میرا حق تہا تو مین نے معاویہ کو اللہ کیواسطے دیدیا تاکہ اصلاح امت محمدیہ کی ہو اور خون ریزی نہ ہونے پاوے ۔ یہ صلح سنہ ۴۱ ہجری مین ہوئی تہی اگر مین صلح نامہ کی توضیح کرون تو بہت طوالت ہوجاویگی ۔ مگر مصنف معترض کی تاریخ دانی کا اظہار ضروری ہے ۔ وہ کہتے ہین کہ پچاس ہزار سالانہ پر صلح کی ۔ مگر اونہین کے مذہب کے عالم دو لاکہہ سے زائد پر صلح کرنا ظاہر کرتے ہین ۔ اور دبکر صلح کرنیکا الزام معاویہ پر لگاتے ہین ۔ مگر مصنف معترض نے دبکر صلح کرنیکا الزام علی مرتضےٰ پر بمقابلہ معاویہ کے لگایا ہے ۔ اب ناظرین سنیون کے ہی قول سے اِس امر کا اندازہ کرسکتے ہین ۔ کہ علیؑ یا اولاد علیؑ نے دب کر صلح کی یا علیؑ اور اولاد علی سے دب کر معاویہ نے صلح کی کہ جس کی تعریف مناقب معاویہ والے نے یہ کی ہے ۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند ۔

کیا یہ عجیب بات نہین ہے کہ حسنؑ کا وظیفہ تو مصنف کی آنکہہ مین کہٹکا ۔ اور لیڈی عایشہ کا دس ہزار سالانہ وظیفہ جو خلفاء اوّل و ثانی سے لیڈی موصوفہ کو ملتا تہا اوسپر کچہہ زہر نہ اوگلا اوسکو شیر مادر سمجہکر پے گئے ۔ ذرا اسقدر تو سمجہا ہوتا کہ لیڈی ممدوحہ کو کس حسن کارگذاری مین یہ بوہل وظیفہ دیا گیا اگر اونکو ام المومنین سمجہکر دیا گیا تو پہر علاوہ لیڈی موصوفہ کے اور کس ام المومنین کو خلفاء نے کسقدر ٹکے گن دیے تہے ۔؟

کیا یہ مصنف اور سنیون کے لئے بدنما داغ نہین ہے کہ بعد رحلت ختم المرسلین اونکی اولاد طاہر کا کوئی مددگار نہین رہا تہا سب سنی اوس سے پہر گئے تہے ۔ علیؑ مرتضےٰ مزدوری کرین جناب سیدہ فاطمہ زہرا چکی پیسین حسنینؑ علیہم السلام فاقہ کرین اور بمقابلہ اون کے لیڈی عایشہ دس ہزار کا وظیفہ پاوین ۔

اب مین صرف ایک وظیفہ کی سند مصنف کو دیتا ہون اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ہند ایک ایسی عادل گورنمنٹ ہے اور اوسکی حکومت اسقدر وسیع ہے کہ اوس کے قلمرو کے اندر سورج نہین چہپتا ۔ اور اوس نے اپنے عدل اور طرز روش کیوجہ سے تمام ہندوستان کو مسخر کر رکہا ہے پہر باوجود اسقدر وسیع اور زبردست سلطنت ہونے کے کیا اوسکو کوئی خطرہ

اور خوف ہے جو والا امیر صاحب کابل کو سالانہ وظیفہ عطا فرماتی ہے۔ کابل وہی تو ہے کہ جسکو اپنی عہد حکومت ملک ہندوستان مین جب سے بہی ہے چند مرتبہ۔ جب چاہا اپنے قبضہ مین لیا ہے۔ چنانچہ امیر صاحب موجودہ بہی گورنمنٹ ہند کی تشانی ہین کیونکہ انکے والد مرحوم امیر عبدالرحمن خانصاحب مرحوم کو گورنمنٹ ہند نے اپنی طرف سے تخت کابل سپردہ فرمایا تہا۔ پہر اسکی کیا وجہ ہے کہ باوجود ایسی قدرت کے گورنمنٹ اون کو وظیفہ دیتی ہے۔ اور جو اتفاق سے سنی مذہب ہین اور سنی المذہب ہونیکی وجہ سے اگر اونکا گورنمنٹ سے وظیفہ کہانا اون کے اہل خاندان یا سنیان کابل یا سنیان ہندوستان کو ناگوار ہے تو تمامی سنیون کو باہم اتفاق کر کے امیر صاحب کیخدمت مین ایک ڈیپوٹیشن بہیجدینا چاہیئے کہ انکا فعل موجب ہماری ناگواری کا ہے۔ اب گورنمنٹ ہند سے وظیفہ لینا بند کردین۔ ورنہ بوقت ضرورت ہم اس رنجش کیوجہ سے آپ کی مخالفت کرینگے۔ اور نظیر کے طور پر واقعات بیشین امام حسنؑ اور معاویہ کے امیر صاحب موجودہ کو دکہائے۔ مین آپ کو آپکی پیشوایان مذہب از ابوبکر تا آخر کی قسم دلا کر کہتا ہون کہ اس سنت پر آپ ضرور عمل فرمائے دیکہئے تو بہی امیر صاحب کیطرف سے آپکو کیا بیش بہا خلعت عطا ہوگا۔ اور اگر ایسا کرین گے تو میرے خیال مین گورنمنٹ ہند بہی آپ کا تہینکس ادا فرماوے گی۔

مصنف جو یہ لکہتے ہین کہ معاویہ کے مقابلہ مین علیؑ نے کمزور فیصلہ کو منظور فرمایا مین اس فیصلہ کی حقیقت کو علاوہ کتب تواریخ اسلام کے ایک انگریزی کتاب پرسنل لا آف دی محمدنس کہ جو تمامی عدالت ہائے انگریزی مین مستند کتاب سمجہی جاتی ہے اور جس مین اس تصفیہ کا تذکرہ ہے۔ دکہاتا ہون جسکا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

سنی اور شیعہ مین اصل امر متنازعہ فیہ امامت ہی اور امامت سے مراد گروہ اسلام کی پیشوائی امور دینی مین ہے۔ اس اختلاف کا اثر بین فریقین کے مسائل فقہ مین موجود ہے۔ شیعہ حجیت اجماع کے منکرین یعنے اونکا قول یہ ہے کہ اجماع سے امام یا خلیفہ رسول منتخب نہین ہوسکتا جو اون حضرات کے برحق دعوے خلافت کو باطل کردی جنکو خود پیغمبر اپنا خلیفہ نامزد کر چکے تہے۔

گر سنی مسئلہ خلافت مین بہی اجماع کو حجت قطعی سمجہتے ہین خواہ وہ اجماع کسی طور سے منعقد ہوا ہو

جب آنحضرت نے انتقال فرمایا اوسوقت اس مسئلہ پر صحابہ مین بحث ہونے لگی کیونکہ کسی شخص کو خلیفہ رسول اور پیشوا امت مقرر کرنا ضرور تہا۔

اسوقت بنی ہاشم یعنے اقربا پیغمبر نے یہ حجت کی کہ منصب خلافت کے حقدار علیؑ ہین کہ خود پیغمبر اونکو اپنا خلیفہ بیان کر چکے ہین۔ مگر دیگر قریش نے جو ہمیشہ سے بنی ہاشم کے مدو چلے آتے تہے۔ کہا کہ خلیفہ بذریعہ انتخاب مقرر کیا جاوے۔ اودہر تو بنی ہاشم آنحضرت کی تجہیز و تکفین مین مصروف تہے۔ اودہر قریش نے ووٹ یعنے غلبہ آرائی سے ابو بکر کو خلیفہ مقرر کیا۔ تین سال خلافت کرکے ابو بکر نے انتقال کیا بعد اون کے عمر ابن الخطاب خلیفہ ہوئے اونکی وفات کے بعد علیؑ کو خلافت اس شرط پر دیجانی چاہی کہ خلیفہ اول و دوم نے جو اصول قائم کردئے تہے اون کے موافق حکومت کرین۔ علیؑ نے اس شرط پر خلافت منظور نہین کی۔ اور فرمایا کہ جن مقدمات مین کوئی قانونی یا کوئی فیصلہ پیغمبر کا نہوگا جسکی پابندی فرض ہو اونکا فیصلہ مین اپنی رائے سے کرونگا۔ حضرت علیؑ کا یہ فرمانا دوسرا امر متنازعہ فیہ درمیان سنی و شیعہ کے ہے تب خلافت عثمان بن عفان کو دی گئی۔ جنہون نے انتخاب کنندہ جماعت کی شرط کو منظور کرلیا مسائل شرعی جو اختلاف سنی و شیعہ مین ہے وہ اسی زمانہ سے ہوا ہے۔ خلیفہ ثالث اسبات کے راضی ہو جانیسے کہ خلیفہ اول و دوم کی پیروی جملہ امور مین بلا حجت و تکرار کرینگے۔ خواہ اون دونون صاحبون کے احکام مصالح وقت اور حوائج بشری کے مناسب و موافق ہون خواہ نہون اہل سنت کے مسائل کی ایک خاص صورت پیدا ہوگئی۔ ابو بکر و عمر ان دونون صاحبون نے اپنے اپنے عہد خلافت مین مسائل شرعیہ کی تشریح جو حضرت علیؑ نے فرمائی اوسکا لحاظ رکہا اور ہمیشہ فیصلہ خصومات اون معانی کے موافق کیا جو حضرت علیؑ نے بموجب احادیث کے بیان کیا۔ مگر حضرت عثمان نے دوسری روش اختیار کی یہ خلیفہ نیک نیت مگر ضعیف العقل تہے اور اپنے عزیز و اقارب اور سکرٹری مروان ابن الحکم کے بالکل تابع تہے تہوڑی مدت خلافت کرکے اوس سپاہ غدار کے ہاتھ سے قتل ہوئے کہ جسکی کمانیر محمد بن ابو بکر خلیفہ اول تہے۔ اونکی وفات کے بعد حضرت علی خلیفہ منتخب ہوئے۔ اون کے خلیفہ ہونیکے ساتھ ہی فریق مخالف نے دو شدید بغاوتین کین۔ ایک بغاوت جسکی کمانڈنگ آفیسر حضرت عائشہ صاحبزادی

ابو بکر خلیفہ اول کی تھیں یہ جنگ بلاوقت فرو ہوگئی۔ مگر دوسری بغاوت کامیاب ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت عثمان نے اپنی حین حیات اپنے عزیز قریب معاویہ بن ابی سفیان کو حاکم شام مقرر کیا تھا۔ اس طماع* شخص نے قتل عثمان کو اپنی دنیاوی عظمت اور ثروت کا ذریعہ قرار دیکر خلیفہ وقت سے بغاوت کی اور یہی بغاوت اسلام مین بڑی بڑی خرابیون کا باعث ہوئی۔

معاویہ نے کئی متواتر لڑائیون مین شکست کھاکر پنچایت کا پیغام بھیجا۔ اور حضرت علی نے اس خیال سے کہ مسلمانون کی، اور زیادہ خون ریزی نہ ہو پنچایت قبول کرلی۔ اہلبیت نبوی کیطرف سے ابو موسیٰ اشعری اور معاویہ کی جانب سے عمر ابن العاص حکم مقرر ہوئے عمر ابن العاص نے ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ ان دونون کو معزول کرکے ایک تیسرا خلیفہ منتخب کرلو تاکہ جو صدمہ عظیم مسلمانون کو ان دونون کی باہمی تنازعات سے پہونچا ہے۔ وہ دفع ہوجاوے۔ ابو موسیٰ اشعری نے اس رائے کو منظور کرلیا اور جب ان دونون حکمون کی رائے سے لوگ جمع ہوئے تو اوس نے علانیہ کہدیا کہ علی اور معاویہ دونون معزول کئے گئے اسکے بعد عمر ابن العاص نے کہا کہ علی کی معزولی سے مین اتفاق کرتا ہون مگر معاویہ کو مین خلافت پر قائم رکھتا ہون۔ اس مکاری اور حیلہ جوئی اور بیحیائی سے اون لوگون کو یاس ہوگئی جو سمجھتے تھے کہ اس پنچایت سے اسلام مین زیادہ خون ریزی نہ ہونے پاویگی اور عمر کی اس حرکت سے بنی فاطمہ منغض ہو کر اوٹھ کھڑے ہوئے اور فریقین نے حلف کرلیا کہ تاقیامت ایک دوسرے کے عدو جان رہینگے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد علی اثنا رنماز مین مسجد کوفہ مین شہید ہوئے اور اون کے شہید ہونیسے معاویہ کو شام اور حجاز مین

---

* اس انگریزی داں عالم نے جو معاویہ کو لفظ طماع سے یاد کیا ہے۔ کچھ شبہہ نہین کہ اس لفظ سے خود معاویہ نے اپنے آپ کو زینت دی تھی۔ دیکھو سیرۃ المحمدیہ صفحہ ۲۲۷ و تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۴ جہان من طریق عبد الملک بن عمیر عن معاویہ کے یہ لفظ ما زلت اطمع فی الخلافۃ الیٰ آخرہ حاصل ترجمہ یہ معاویہ نے کہا کہ مجھے ہمیشہ طمع خلافت طالب رہی۔ ۱۲ منہ

اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کا موقعہ مل گیا۔"
کیا اس سند کے دیکھنے کے بعد کوئی منصف مزاج یہ کہہ سکتا ہے کہ علیؑ نے معاویہ سے دبکر صلح کی۔ اور کمزور فیصلہ کرلیا۔ اور اگر اس فیصلہ کو دب کر فیصلہ کرلینا تسلیم کیا جاوے تو یہ فیصلہ صلح حدیبیہ کے فیصلہ کی شان رکھے گا۔ کہ جس فیصلہ رسولؐ پر حضرت عمر خلیفہ دوم نے یہ الفاظ کہے تھے"
[1]قال عمر واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ[1] کہا عمر نے قسم بخدا اور دنوں سے زیادہ مجھے ترجمہ ان کی نبوت مین آج شک ہوا"
مصنف اور تمامی سنیون کے حضرت عمر خلیفہ دوم روز صلح حدیبیہ خدا کی قسم کہا کر اپنی اظہار رائے کررہے ہین کہ مجھے نبوت رسول مین آج کے دن تمامی دنون سے زیادہ شک واقعہ ہوا۔
مصنف صاحب آپ تو کیا آپ کے پیشوایان دین ایسے صلحون کے موقعون شک ظاہر کیا کرتے تھے اور دبکر صلح کرلینا اپنی زبان سے کہا کرتے تہے۔ خیر وہان تو حضرت عمر تہے۔ یہان قایم مقام اونکا شیعہ آپکو ہی ہمین گے۔ افسوس ہے کہ آپ نے اونگلی ہی کٹائی گر آپ اون شہیدون مین داخل نہ ہون گے جیسے کہ عمرؓ وعثمانؓ تھے۔
افسوس ہے کہ مصنف میدان مناظرہ مین اوترائے۔ گر اپنی قوت کی خبر نہین ملاحظہ کیجئے مشکوۃ ۵۲۶۔ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حارب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم۔ ترجمہ۔
زید بن ارقم سے ہے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ جو لڑے علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ سے اوس سے مین لڑنے والا ہون اور جو صلح کرے ان سے اوس سے مین صلح کرنے والا ہون۔
اگر آپ کی مشکوۃ صحیح ہے تو یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اور جب یہ آپ خود تسلیم کررہے ہین کہ بحالت جنگ علیؑ نے معاویہ سے دبکر صلح کی۔ تو جو جنگ معاویہ نے علیؑ سے کی وہ دراصل علیؑ سے نہین کی بلکہ خود جناب رسالتمآب صلعم سے کی بڑے افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ جو شخص حضور انور صلعم سے جنگ کرنے والا ہو وہ مسلمانون کا خلیفہ تسلیم کیا جاوے اور وہ

[1] تفسیر معالم التنزیل فراء البغوی صفحہ ۸۳۲۔

شخص کہ جسکو غیر مذہب اسلام تک افصح العرب کہین بمقابلہ معاویہ کمزور اور دب کر صلح کرنے والا مانا جاوے۔

اگر تھوڑی دیر کیلئے تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ علیؑ مرتضےٰ نے دب کر صلح کی۔ تو دوسرا اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ہمیشہ دب کر جو کام کیا جاوے گا وہ کسی زبردست کے حکم سے مجبور ہو کر کیا جاوے گا۔ اور جس سے دبنے والے کا دل دکھے گا اور اسکے یہ معنی ہوئے کہ سنیون کے خلیفہ معاویہ کا یہ فعل کہ اوس نے علیؑ کو دبا کر صلح کی ضرور موجب ایذا حضرت علیؑ کا ہوا پس ایسی حالت مین۔ مین سنیون کے ایک مجتہد کا قول مسند احمد بن حنبل سے درج کرتا ہون جو من طریقٍ انّ النبی قال من اذا علیاً فقد اذانی ایھا الناس من اذا علیا بعث یوم القیمۃ یھودیاً او نصرانیاً۔ رسولؐ خدا ارشاد فرماتے ہین کہ جو ایذا دہندہ علیؑ کا ہے وہ میرا بھی ہے۔ اور میرا اور علیؑ کا ایذا دہندہ بروز قیامت یہود و نصاریٰ کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ اس روایت نے جو سنیون کی معتبر کتب مین موجود ہے ظاہر کیا ہے کہ معاویہ یا جو کوئی بھی ایذا دہندہ علیؑ کا ہوگا وہ ایذا دہندہ رسول کا ہے اور قیامت کو زیر کمان افسران یہود و نصاریٰ کے ہوگا تو اگر اسموقعہ پر معاویہ نے علیؑ کو دبا کر صلح کی تو یہ شیعون کے واسطے نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اونکا خلیفہ حلقہ اسلام سے خارج ہو کر گروہ یہود مین نظر آوے گا۔

اور شیعہ تو ارشاد رسول خدا کو صحیح تسلیم کرتے ہین جیسا کہ اونہون نے شرح ابن الحدید جلد دوم صفحہ ٢٣٤ مین دیکھا ہے۔

ومنها ان رسول اللّٰہ قال یطلع من ھذا الفج رجل من امتی یحشر علی غیر ملتی فطلع معاویہ ومنھا الحدیث المشھور المرفوع انہ قال ان معاویہ فی تابوت من نار فی درک من جھنم ینادی یا حنان یا منان فیقال لہ الآن وقد	جناب رسولخدا صلعم کا ارشاد فرماتے ہین کہ معاویہ ملت اسلام پر فوت نہ ہوگا اور یہ حدیث مشہور ہے۔ اور بلند مرتبہ ہی کہ معاویہ صندوق آتش مین ایک طبقہ جہنم مین ہوگا۔ اور وہان خدا کو حنان اور منان کہکر آواز دیگا۔ پس فرشتے کہین گے اب خدا کو پکارتا ہے تو نے تو

عصیت قبل وکنت من المفسدین ۔ دنیا مین خدا کی نافرمانی کی تہی اور مفسدین مین سے تہا۔ اور تو اس سزا کے لایق ہے۔ طبری

ہذا ذکرہ الطبری۔

نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

نعلوم مصنف نے کس بہروسہ پر اپنے خلیفہ معاویہ کی شان کو اسقدر بڑہایا ہے۔ کہ بمقابلہ اوس کی قوت کے علیؑ اور علیؑ کے ذریعہ سے رسولؐ اور رسولؐ کے ذریعہ سے خدا کو بودا قرار دیدیا ہے۔ یہ وہی معاویہ ہے کہ علاوہ انگریزی سارٹیفکٹون کے مین نے سُنیوں کے علما اور قاضیون کے فتوے پیش کردیے ہین۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معترض مصنف نسل معاویہ سے ہین اور کسی مصلحت سے اپنی اصلی نسل کو پوشیدہ رکہکر معاویہ اور یزید کے ترانے الاپ رہے ہین۔

ابن ملجم کو مصنف شیعہ قرار دیتے ہین مگر اوس کی کوئی سند نہین پیش کرتے اتنہ مصنف کو اسکا علم معلوم ہوتا ہے کہ خارجی کس کو کہتے ہین اور رافضی کس کو کہتے ہین۔ اگر ان دونون لفظون کے معنی پر بحث کی جاوے۔ تو بطور خود ایک کتاب ہو جاوے مگر مین زمانہ کی اصطلاح کے موافق عرض کرتا ہون کہ سنی فرقہ خارجی اوسکو کہتا ہے کہ جو شخص علیؑ اور عثمان پر تبرا کرے اور رافضی اوسکو کہتا ہے کہ جو ابوبکر و عمر و عثمان پر تبرا کرے۔

اب ہر منصف مزاج خود طے کرسکتا ہے کہ ابن ملجم کس فرقہ سے تہا۔ حضرت علیؑ کا شہید کرنے والا شیعہ سمجہا جاوے گا۔ یا پکا خارجی؟ میرے خیال مین تو معمولی عقل کا آدمی یہ نہین کہہ سکتا کہ وہ شیعیان علیؑ مین سے تہا۔ اگر مصنف کا اوسکو لفظ شیعہ سے تعبیر کرنا اسوجہ سے ہے کہ اوس نے جناب علیہ المرتضیٰ سے بیعت کرکے گویا اون کی خلافت کو تسلیم کرلیا تہا۔ تو محض اوسکا مصلحتاً بیعت کرلینا دلیل اس امر کی نہین ہوسکتی کہ وہ اونکا شیعہ تہا۔ کیا زبیر نے جناب علی مرتضےٰ سے بیعت نہین کی تہی جو کی تہی اور زبر زور کے ساتھ کی تہی لیکن پہر بھی حضرت علی مرتضےٰ کے مقابلہ مین بیعت سے انحراف کرکے جنگ جمل مین ہزارون مسلمانون کے خون کا باعث ہوئے اور جس کا افسوس مدت العمر جناب علی مرتضےٰ کو رہا۔ کیا اس جنگ کا باعث زبیر نہین تہے اور جنکی وجہ سے

بی بی عائشہ بھی اونٹ پر سوار ہو کر باوجود ممانعت ام المومنین ام سلمہ اور برخلاف حکم جناب رسول صلعم چشمہ حواب کے کتوں کی آواز و نیز بھی نہ چونک کر علیؑ مرتضے سے مقابلہ پر ڈٹ گئیں۔ کیا پھر زبیر بی بی عایشہ اور تمامی اہل جمل کو شیعیان علیؑ کہا جاوے گا اور اگر کہا جاوے تو پھر یہ اوس حدیث رسالتماب ؐ کے خلاف ہوگا کہ حسین علیہ تفضے سے یہ فرمایا ہے کہ اے علیؑ تمسے ناکثین مارقین اور قاسطین جنگ کرینگے۔ شیعہ علیؑ تو حاکم بصرہ تہا کہ جس نے علیؑ مرتضے کی محبت مین اہل جمل کے ہاتون اپنی پیاری جان نذر کرنے کو تیار ہو گیا مگر اہل جمل کے حکمون کو نہ مانا۔ مصنف کو اچھی طرح خیال کرلینا چاہیئے کہ جناب علیہ تفضے کی زندگی بعینہ جناب رسالتماب صلعم کی زندگی کا نمونہ تہی جناب علیؑ مرتضے پر قریب قریب سب واقعات ایسے گذرے ہین کہ جیسے جناب رسالتماب صلعم پر گذرے تہے۔ کچھ جناب علیہ تفضے ہی سے خارجی بیعت کر کر کے نہین پہر گئے بلکہ خود رسالتماب صلعم کے زمانہ مین بہی ایسے منافق موجود تہے کہ جو مسلمان کہلائے جاتے تہے۔ حالانکہ وہ مصلحت زمانہ کیوجہ سے اسلام لائے تہے اور رسول اللہ اون کو اچھی طرح جانتے تہے۔ اور اوسی مسئلہ تقیہ (راز داری) کی بنا پر ظاہر نہین کرتے تہے۔ اور خدا نے بہی بطور تقیہ قران مجید مین ان منافقین سے تعبیر کیا ہے نام نہین بتلائے ہین لیکن ان منافقین مین سے اکثر ایسے کم عقل منافق تہے کہ جنہون نے خاص طور پر اپنے عمل سے لوگونکو بتلا دیا کہ خدا کا منشا رجن منافقین سے ہے اونمین وہ بہی شامل ہین۔ بلکہ ایک منافق نے تو رسول خدا کے راز دار حذیفہ بن ایمان سے صاف صاف کہہ بھی دیا کہ "یا اللہ یا حذیفہ انا من المنافقین" اور یہ منافق ہر موقع جنگ سے رسول خدا کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے اولٹے پاؤن پہر جاتے تہے جس کا ذکر قرآن مجید کی آیتہ "وما محمد الا رسول الخ" مین صاف و صریح موجود ہے۔ ایسی حالت مین کیا قبول کیا جا سکتا ہے کہ وہ منافق جو بظاہر کلمہ پڑہنے کے مسلمان تہے جناب رسالتماب صلعم کے دوست اور اون کے شیعہ تہے؟ ہرگز نہین۔ اسی طرح اگرچہ ابن ملجم نے بہی بیعت کی مگر منافقانہ اور جس کا نتیجہ مسجد کوفہ مین ظاہر ہوا۔ پہر اوسکو شیعہ علیؑ کہنا اگر مصنف کی بیجا جرات نہین ہے تو اور کیا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوال نمبر ۲۳ (مطبوعہ اشتہار) یہ باتین ہم نے پہلے کسی مولوی یا مجتہد کی زبانی نہین سُنی۔ گر فرض کرلیا کہ درست ہین لیکن امیر معاویہ اور یزید بھی تو دشمن اہلبیت تھے۔ انکا کیا حال؟

جواب نمبر ۲۳۔ (مطبوعہ اشتہار) اول تو دشمنون کی شکایت وہ لوگ کرسکتے ہین۔ جن کے اپنے دوست اور اپنے قریبی نزدیکی خیرخواہ اور جان نثار ہون جب اپنے نام لیوا ہی دشمن جان ہون تو دشمنون کی کیا شکایت۔ دوسرے امیر معاویہ اور یزید کی حضرت علیؑ اور اہلبیت سے کچھ کشمکش تھی بھی تو ملکی معاملات مین کشمکش تھی۔ جس سے کوئی انسان ادنے اعلے امیر ہو یا غریب بری الذمہ نہین ہے۔ باقی یہ دونون فریق قریش اور نزدیکی رشتہ دار تھے اور مسلمان تھے۔ اور باوجود استحقاق سادات کو وہ حضرت علیؑ اور اہلبیت کرام کی عزت وحرمت ہر حال مین لازمی جانتے تھے چنانچہ شیعون کی کتابون سے ثابت ہے کہ امیر معاویہ کل مسلمانون کو عموماً اور حضرات حسنین اور جملہ جوانان بنی ہاشم اور اون کے شیعون کی خاص طور پر خاطر ومدارات کرتے تھے۔ حضرت علیؑ کے بھائی حضرت عقیل امیر معاویہ کے خاص درباری تھے اسی طرح حضرت جعفر کے بیٹے بھی اکثر دربار شام مین انعام بعزت واکرام پاتے تھے حسنین علیہم السلام اور اون کے رشتہ دارون کو ہزارون سیکڑون روپیہ کی سالانہ تنخواہین اور نذرانے دئیے جاتے تھے اور ہمیشہ تحائف وخلعت شام سے مدینہ کو اُن حضرات کی خدمت مین بھجواتے تھے اور حضرت امام حسینؑ کی بابتہ امیر معاویہ نے خاص طور پر مرتے وقت بھی یزید کو وصیت کی تھی کہ اِن کے پاک خون سے اپنے دامن کو آلودہ نہ کرنا اور خواہ وہ کچھ بھی کرگذرین انکو کوئی تکلیف وضرر نہ پہنچانا۔ اسی واسطے یزید نے ابن زیاد کو امام سے صرف بیعت لینے کے واسطے حکم دیا تھا۔ اور اگر امام حسینؑ کوفیون کے لکھنے پر کوفہ کے نزدیک نہ آجاتے یا پہلے سے خبر پاکر واپس تشریف لیجاتے تو اون کی جان عزیزیون ضایع نہ ہوتی لیکن کوفیون کی جلد بازی اور فتنہ پردازی کی وجہ سے ابن زیاد اس حکم کی زیادہ مدت تک تعمیل نہ کرسکا۔ اور آخر جو کچھ اسنے کیا اپنی مرضی اور منشا سے کیا یزید کا حکم قتل حسینؑ کے بارہ مین ثابت نہین ہوا۔ کیونکہ دربار شام مین جب اسیران اہلبیت پہونچے تو یزید سخت پشیمان ہوا اور اپنے مونہپر طمانچے مارے اور نہایت سخت روتا رہا۔ اور سر دربار ابن زیاد کو ملامت کی کہ مین نے تجھکو

کب حکم دیا تہا کہ امام کو شہید کر دینا۔ اسنے اسیران اہلبیت کو نہایت عزت واحترام سے اپنے خاص محل سرائے مین ٹہرایا اور اپنے گہراو خاندان کی عورتون کو حکم دیا کہ اہلبیت کے ساتھ امام کے غم مین سوگ کرین اور اپنے زیور اوتار ڈالین۔ امام زین العابدین کو ہر شام اپنے دستر خوان پر بلاتا رہا۔ اور آخر بہت سا روپیہ اور مال دیکر اہلبیت کو خاص انتظام کر کے شام سے رخصت کیا۔ دیکھو یہ سلوک اہلبیت کے ساتھ اوس باپ بیٹے کے ہین۔ جو روز ازل سے دشمنان اہلبیت تھے لیکن سوال یہ ہے کہ اون کوفیون نے کونسا حق جان نثاری ادا کیا۔ جو روز ازل سے شیعان علی ومحبان اہلبیت تھے۔ اور جن کا خمیر بہی پیدائش کے وقت اہلبیت کے خمیر کے ساتھ مشترک تھا۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم ؎ کہ بامن ہرچہ کرد آن آشنا کرد ؎

جواب نمبر ۳۔ منجانب شیعہ۔ اِس سوال وجواب مین قابل تحقیق یہ امر ہے کہ آیا درحقیقت اہین علیہ التحیۃ اور معاویہ دوستی یا دشمنی؟ اگر یہ تحقیق ہو جاوے۔ کہ دوستی تہی تو پہر کوئی شبہ نہ ہے گا کہ بے شک وہ جناب امیر علیہ السلام اور کل اہلبیت کی عزت و حرمت کو لازمی جانتا تہا۔ اور اونکی اولاد کو سیکڑون ہزارون سالانہ تنخواہین عطا کرتا تہا اور اس کے خلاف ثابت ہوا تو اوسکے یہی معنے نہون گے کہ معاویہ ایسا نہین کرتا تہا بلکہ یہ بہی واضح ہو جائے گا کہ مصنف نے صرف اپنے گروہ کے۔ ٹیلر یعنے درزی۔ جولاہون۔ تیلیون۔ کنجڑے۔ قصائیون۔ موچی۔ میراثی۔ کہٹ بنئے۔ چرکٹے وغیرہ وغیرہ جہال کے دل خوش کرنے کو ایک بادہوائی کہانی گائی ہے۔ اب مین معتبر کتب اہل سنت سے چند نظائر دکہاتا ہون۔ کہ جن کو پڑہ کر ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ درمیان علی ومعاویہ محبت تہی یا عداوت۔

کان خلفاء بنی أمیة یسبون علیا من سنة احدی واربعین وهی السنة التی خلع الحسن فیها نفسه من الخلافه الی اول سنة تسع وتسعین آخر ایام سلیمان ابن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذالک وکتب الی نوابه با بطاله ولما خطب

يوم الجمعة ابدل السبّ فی آخر الخطبة - تاریخ ابو الفدا جلد اول ص ٢١٢

جب کہ امام حسینؑ نے خلع خلافت کیا از ۴١ھ تا ٩٩ھ خلفاء بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر مین منبر و نبیر علیؑ پر لعنت کیا کرتے تہے - عمر بن عبد العزیز نے اس فعل کو موقوف کیا یہ

وکان معاویة وعماله یدعون لعثمان فی الخطبة یوم الجمعة ویسبون علیا ولما کان المغیرة متولی الکوفة کان یفعل ذالک طاعة لمعاویة فکان یقوم حجر وجماعة معه فیردون علیه سبه لعلی فلما ولی زیاد وعن بعثمان وسب علیا - تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ١٩٦ -

معاویہ اور اوسکے عامل جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتے تہے عثمان کیواسطے اور لعنت کرتے تہے علیؑ پر اور مغیرہ حاکم کوفہ بہی بنا بر خوشنودی معاویہ جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتا تہا عثمان کیواسطے اور لعنت کرتا تہا علیؑ پر اور جب زیاد حاکم ہوا تو اوس نے بہی طریقہ مغیرہ پر عمل کیا -

عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویة بن ابی سفیان سعداً قال ما منعک ان تسب ابا تراب - مسلم جلد دوم -

ظاہر ہے کہ معاویہ نے حکم دیا سعد بن ابی وقاص کو کہ تو کیون لعن نہین کرتا ابو تراب پر -

روی ابو الحسن علی بن محمد بن یوسف المدائنی فی کتاب الاحداث قال کتب معاویة نسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روی شیئاً من فضل ابی تراب واهل بیته فقامت الخطباء فی کل کورة وعلی کل منبر یلعنون علیاً ویبرؤن منه ویقعون فیه وفی اهل بیته اشد الناس بلاء حینئذ اهل الکوفة لکثیر من بها من الشیعة فاستعمل علیهم زیاد بن سمیة وهو بهم عارف لانه کان منهم ایام علیؑ فقتلهم تحت حجر ومدر واخافهم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبهم علی جذوع النخل وشردهم عن العراق فلم یبق بها معروف منهم ثم کتب الی عماله نسخة واحدة الی جمیع البلدان انظروا من قامت علیه البینة انه یحب علیاً واهل بیته فامحوه من الدیوان واسقطوا عطائه ورزقه وشفع ذالک بنسخة اخری من اتهمتموه بموالاة هولاء القوم فنکلوا به واهدموا داره فلم

کب حکم دیا تہا کہ امام کو شہید کردینا۔ اسنے اسیران اہلبیت کو نہایت عزت واحترام سے اپنے خاص محل سرائے مین ٹہرایا اور اپنے گہر او خاندان کی عورتون کو حکم دیا کہ اہلبیت کے ساتھ امام کے غم مین سوگ کرین اور اپنے زیور اوتار ڈالین۔ امام زین العابدین کو ہر شام اپنے دسترخوان پر بلاتا رہا۔ اور آخر بہت سا روپیہ اور مال دیکر اہلبیت کو خاص انتظام کرکے شام سے رخصت کیا۔ دیکہو یہ سلوک اہلبیت کے ساتھ اوس باپ بیٹے کے ہین۔ جو روزازل سے دشمنان اہلبیت تہے لیکن سوال یہ ہے کہ اون کوفیون نے کونسا حق جان نثاری ادا کیا۔ جو روزازل سے شیعان علیؑ ومحبان اہلبیت تہے۔ اور جن کا خمیر ہی پیدائش کے وقت اہلبیت کے خمیر کے ساتھ مشترک تہا۔ ؎

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم ؎ ؎ ؎ که بامن ہرچہ کرد آن آشنا کرد ؎

جواب نمبر ۳۔ منجانب شیعہ۔ اس سوال وجواب مین قابل تحقیق یہ امر ہے کہ آیا درحقیقت ابین علیہ السلام اور معاویہ دوستی یا دشمنی؟ اگر یہ تحقیق ہو جاوے۔ کہ دوستی تہی تو پہر کوئی شبہ نرہیگا کہ بے شک وہ جناب امیر علیہ السلام اور کل اہلبیت کی عزت و حرمت کو لازمی جانتا تہا۔ اور اونکی اولاد کو سیکڑون ہزارون سالانہ تنخواہین عطا کرتا تہا اور اس کے خلاف ثابت ہوا تو اوسکے یہی معنے ہونگے کہ معاویہ ایسا نہین کرتا تہا بلکہ یہ بہی واضح ہوجائیگا کہ مصنف نے صرف اپنے گروہ کے۔ ٹیلر یعنے درزی۔ جولاہون۔ تیلیون۔ کنجڑے۔ قصائیون۔ موچی۔ میراثی۔ کہٹ بنے۔ چرکٹے وغیرہ وغیرہ جہال کے دل خوش کرنے کو ایک بادہوائی کہانی گاٹی ہے۔ اب مین معتبر کتب اہل سنت سے چند نظائر دکہاتا ہون۔ کہ جن کو پڑہ کر ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ درمیان علی ومعاویہ محبت تہی یا عداوت۔

کان خلفاء بنی امیة یسبون علیا من سنة احدی واربعین وهی السنة التی خلع الحسن فیها نفسه من الخلافة الی اول سنة تسع وتسعین آخر ایام سلیمان ابن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذالک وکتب الی نوابه بابطاله ولما خطب

يوم الجمعة ابدل السبّ فى آخر الخطبة - تاريخ ابو الفدا جلد اول صـ ۲۱۲

جب کہ امام حسین نے خلع خلافت کیا از ۴۱ھ تا ۹۹ھ خلفاء بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر مین منبر و منبر علیؑ پر لعنت کیا کرتے تھے - عمر بن عبد العزیز نے اس فعل کو موقوف کیا ۔

وکان معاویة وعماله يدعون لعثمان فى الخطبة يوم الجمعة ويسبون عليا ولما كان المغيرة متولى الكوفة كان يفعل ذالك طاعة لمعاوية فكان يقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبه على فلما ولى زياد دعا لعثمان وسب عليًا - تاريخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۶ -

معاویہ اور اوسکے عامل جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتے تھے عثمان کیواسطے اور لعنت کرتے تھے علیؑ پر اور مغیرہ حاکم کوفہ بھی بنا بر خوشنودی معاویہ جمعہ کے خطبہ مین دعا کرتا تھا عثمان کیواسطے اور لعنت کرتا تھا علیؑ پر اور جب زیاد حاکم ہوا تو اوس نے بھی طریقہ مغیرہ پر عمل کیا -

عن عامر بن سعد بن ابى وقاص عن ابيه قال امر معاوية بن ابى سفيان سعدًا فقال ما منعك ان تسب ابا تراب - مسلم جلد دوم -

عامر سے ہے معاویہ نے حکم دیا سعد بن ابی وقاص کو کہ تو کیون لعن نہین کرتا ابوتراب پر -

روى ابو الحسن على بن محمد بن يوسف المدائنى فى كتاب الاحداث قال كتب معاوية نسخة واحدة الى عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روى شيئا من فضل ابى تراب واهل بيته فقامت الخطباء فى كل كورة وعلى كل منبر يلعنون عليًا ويبرؤن منه ويقعون فيه وفى اهل بيته اشد الناس بلاء حينئذ اهل الكوفة لكثير من بها من الشيعة فاستعمل عليهم زياد بن سمية وهو بهم عارف لانه كان منهم ايام علىٍ فقتلهم تحت كل حجر ومدر واخافهم وقطع الايدى والارجل وسمل العيون وصلبهم على جذوع النخل وشردهم عن العراق فلم يبق بها معروف منهم ثم كتب الى عماله نسخة واحدة الى جميع البلدان انظروا من قامت عليه البينة انه يحب عليا واهل بيته فامحوه من الديوان واسقطوا عطاءه ورزقه وشفع ذلك بنسخة اخرى من اتهمتموه بموالاة هؤلاء القوم فنكلوا به واهدموا داره فلم

یکن البلاء اشد ولا اکثر منه بالعراق ولا سیما بالکوفة حتی ان الرجل من الشیعة لیاتیه من یثق به فیدخل بیته فیلقی الیه سره ویخاف من خادمه ومملوکه ولا یحدثه حتی مات الحسن بن علی فازداد البلاء والفتنة فلم یبق احد من هذا القبیل الا خائف وطرید فی الارض ثم تفاقم الامر بعد قتل حسین وولی عبد الملک بن مروان فاشتد علی الشیعة وولی علیهم الحجاج بن یوسف فتقرب الیه اهل النسک والصلاح ببغض علی وموالاة اعدائهم حتی ان انسانا وقف له ویقال انه جد الاصمعی عبد الملک بن قریب فصاح به ایها الامیر ان اهلی عقوا لی علیا وانی فقیر بائس وانا الی صلة الامیر محتاج فتضاحک له الحجاج وقال للطف ما توسلت به قد ولیتک موضع کذا ذکره ابن ابی حدید فی شرح ۔

عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد خلع خلافت امام حسن ؑ کے جب معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل سلمانون نے اوسکی بیعت کرلی تو اوس نے اپنے عاملون کو لکہا کہ جو کوئی فضائل علی ؑ و اہلبیت اطہار بیان کرے تم تبرا اور لعنت کراؤ۔ پس خطیبون نے منبرون پر حضرت علی ؑ اور اہلبیت پر لعنت کرنا شروع کیا۔ اور اوسوقت مین بہت ہی برا حال تہا شیعون کا اور زیاد بن سمیہ رفاقت علی ؑ مین رہا اوسکو پتہر کے نیچے دبوا کر قتل کر ڈالا اور ہاتہہ پیر اوسکے کاٹ ڈالے اور درختون پر باندہ کر لٹکا دیا۔ پس اوسوقت کوئی محب شیعہ کے نام سے باقی نہ رہا بلکہ معاویہ نے اپنے عاملون کو لکہا کہ خیال رکہو جو شیعہ علی ؑ یا اہلبیت تمہارے سررشتہ مین بسبیل ملازمت پایا جاوے اوسکو موقوف کردو اور انعام اکرام اوسکا بند کردو جسکو شیعان علی ؑ سے دیکہو بلاء سخت مین مبتلا کرد اور گہر اوسکا منہدم کردو پس اوسوقت مین سخت زمانہ تہا شیعون پر یہانتک کہ جو شیعہ اپنے کسی دوست کے گہر مخفی جاتا تہا اور اپنے خدمتگار اور گہر والون سے اپنا مذہب پوشیدہ کرتا تہا اور بوجہ خوف کے سخت قسمین لیتا تہا کہ اوسکا شیعہ ہونا کسی پر ظاہر نہ ہو تاکہ موجب قتل نہ ہوجاوے وہ زمانہ شیعون کیواسطے نہایت سخت تہا کہ فوت ہوگئے حسن بن علی ؑ پس شیعون نے بخوف تقیہ اختیار کیا

اور بعد شہادت امام حسینؑ عبدالملک بن مروان جب خلیفہ ہوا تو اوسکے زمانہ مین اس سے بہی زیادہ سخت زمانہ شیعون پر آیا۔"

کیا اس فرمان معاویہ شاہی کے دیکھنے کے بعد مصنف کی راے ــــــ معلوم ہو گی یا یہ ثابت ہوگا کہ علیؑ اور اونکی اولاد طاہرین اور اہلبیت کا تو ذکر ہی ــــــ شیعون کو چن چنکر معاویہ و مابقی بنی امیہ نے قتل کرا دیا۔ کیا اس واقعہ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ معاویہ نے ۴۱ھ ہجری مین خلیفہ ہوکر حکم عام جاری کر دیا تہا کہ جو شخص بہی فضائل علیؑ بیان کرے اوسکو قتل کر دو۔ دیکہو زیاد بن سمیہ کس بیدردی و خونخواری سے قتل کرایا گیا۔ یہ واقعات خود بتا رہے ہین کہ اوس زمانہ کے مسلمان بنا بر خوشنودی معاویہ علیؑ اور اولاد علیؑ کے ساتہ اظہار دشمنی کرتے تہے۔

اور بعد زمانہ معاویہ تا زمانہ عمر بن عبدالعزیز جبکا ٹوٹل اٹہاون برس ہوتا ہے تمام مسلمان علیؑ اور اولاد علیؑ پر تبرا اور لعن کرتے رہے اور اسی زمانہ مین یزید کی خلافت کا زمانہ گذرا تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اولاد علیؑ کو معاویہ کے دربار سے انعام و اکرام ملا کرتے تہے اور کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اوس زمانہ کے مسلمان شیعہ تہے جنہون نے حسینؑ کو شہید کیا۔ اور یہ بہی قابل غور ہے کہ جسوقت علیؑ کوفہ مین حکمران تہے اور جب تک اہل کوفہ نے اون کے احکام کی قدر کی جب تک وہ شیعہ علیؑ کہے جا سکتے تہے مگر جسوقت کہ سب مسلمان داخل بیعت معاویہ ہو گئے اور معاویہ کے احکام کی تعمیل کرنے لگے۔ اور معاویہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا تو ایسے مسلمانون کو کیونکر شیعہ کہا جا سکیگا۔ اسلئے کہ شارح مواقف اور صاحب ملل و نحل نے لفظ "شیعہ" کی تعریف مین یہ لکہا ہے کہ "شیعہ وہ لوگ ہین کہ مشائعت کرتے ہین علی کرم اللہ وجہہ کی۔ اور کہتے ہین کہ وہ امام ہین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نص جلی یا خفی۔ اور اعتقاد رکہتے ہین کہ امامت خارج نہین ہوئی اونسے اور اولاد انکی سے"

اور قاموس جلد دوم مین لکہا ہے کہ "شیعہ وہ لوگ ہین جو تولا رکہتے ہین۔ ساتہ علیؑ اور اونکی اولاد کے اور مشائعت و متابعت انکی کرتے ہین" اور منتخب اللغات بار شین

مین بہی اسیطرح درج ہے "

ایسے ہی وہ مسلمان کہ جو داخل بیعت مسلم بن عقیل ہوئے تہے۔ اور وہ پہر ابن زیاد کیطرف رجوع کر گئے۔ خواہ خوف سے خواہ لالچ سے خواہ دغا بازی سے تو ایسے منکران بیعت مسلم بن عقیل کو کیونکر شیعہ کہا جاوے گا۔ اور یہی بار بار کی بیعت شکنی اور بیوفائی خوگر اسلام ہوکر اہلسنت کے خمیر مین داخل ہوگئی ہے کہ جس کی بدولت علی مرتضیٰ خلافت ظاہری سے محروم رہے اور بعد اونکے اون کی اولاد طاہرین خلافت سے محروم رہے۔ اور وہ حق کہ جو پہنچتا تب اونکا تہا وہ غیر خاندان مین منتقل ہو گیا۔ اب مین چاہتا ہون کہ اور واقعات لکہون تاکہ بخوبی معلوم ہو جاوے کہ علی مرتضیٰ و معاویہ کے فیمابین دوستی تہی یا دشمنی۔ امام نسائی جو سنیون کے اصحاب ستہ مین سے ہین وہ ہی محض اسوجہ سے کہ اونہون نے بمقابلہ معاویہ علی مرتضیٰ کے فضائل بیان کئے شامیون کے ہاتہہ سے قتل کرڈالے گئے۔ واخرج الی دمشق فسئل عن معاویۃ وما روی من فضائلہ فقال اما یرضی ان یخرج معاویۃ راسا براس حتی یفضل وفی روایۃ اخری ما اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنک وکان یتشیع فمازالوا یدفعون فی خصیتہ حتی اخرجوہ من المسجد تاریخ ابن خلکان ترجمہ ابو عبد الرحمن نسائی۔ حاصل ترجمہ۔

عبد الرحمن دمشق مین گئے وہان اونسے معاویہ کے فضائل کی نسبت سوال کیا گیا جواب دیا کہ مین اسکے سوا اور کوئی فضیلت نہین جانتا کہ جناب رسول خدا نے معاویہ کے متعلق فرمایا ہے کہ خدا اسکے شکم کو پر نہ کرے اس کہنے پر وہ مسجد سے باہر نکالدیے گئے۔

مین اب آخر مین صرف سند تاریخ خمیس جلد دوم سے لیکر دکہاتا ہون کہ جس سے صاحبان بصیرت کو معلوم ہو جاوے گا کہ معاویہ کو کہانتک عداوت اولاد علی مرتضیٰ سے تہی قال ابن خلکان لما مرض الحسن کتب مروان بن الحکم الی معاویۃ بذلک وکتب الیہ معاویۃ ان اقبل المطی الی بخبر الحسن فلما بلغ معاویۃ موتہ سمع تکبیر تعالت بہا خضرۃ ... بنت قرظۃ ... امر اللہ ... الذی

کبرت لاجلہ فقال مات الحسن فقال اعلی موت بن فاطمہ تکبر فقال ما کبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی - ابن خلکان سے مروی ہی کہ جب حسنؑ بیمار ہوے - مروان بن حکم نے معاویہ کو لکہا کہ حسنؑ بیمار ہین معاویہ نے جواباً تحریر کیا کہ تونے اچہی خبر مجہے پہونچائی ہے پس جب حسنؑ نے انتقال کیا اور معاویہ نے اونکے انتقال کی خبر سنی تو مجمع عام مین خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اہل شام نے بہی معیت مین نعرۂ تکبیر بلند کیا - مگر فاختہ بنت قریظہ نے سبب تکبیر معاویہ سے دریافت کیا امیر معاویہ نے کہا کہ حسنؑ مر گئے -

فاختہ نے جواب مین کہا کہ ابن فاطمہؑ کی بزرگ موت پر تو تکبیر کہتا ہے معاویہ نے کہا کہ مین برائی سے تکبیر نہین کہتا بلکہ میرے دلکو راحت پہونچی ہے -

کیا اس سند سے معلوم نہین ہوتا کہ خبر وفات امام حسنؑ سنکر معاویہ اور اہل شام نے تکبیرین کہین اور یہ دستور عرب ہے کہ جو شخص اپنے مخالف پر فتح پاتا ہے تو فتح کی خوشی مین تکبیرین کہتا ہے -

کیا اب بہی اس امر کے ثبوت مین کوئی شک باقی رہ گیا کہ معاویہ کو علیؑ اور اولاد علیؑ کے ساتھ قلبی عداوت تہی -

نہ معلوم کس تاریخ دانی پر مصنف یہ تحریر کرتے ہین " کہ کوفیون کی جلدبازی اور فتنہ پردازی کیوجہ سے ابن زیاد نے ایسا کیا یزید کا حکم قتل حسینؑ کے بارہ مین ثابت نہین ہوتا "

بظاہر مصنف کا یہ مقصد پایا جاتا ہے کہ سنیون کے خلیفہ کی گردن پر سے الزام قتل حسینؑ جاتا رہے اور کسیقدر خفت کے ساتھ یہ داغ ابن زیاد کے چہرہ پر نمایان ہوجاوے مگر ایسا ہو نہین سکتا - سنیون کی تواریخ نے ہی معاویہ و یزید کے چہرہ پر کلنک کا ٹیکہ ایسا لگایا ہے کہ جو حشر تک بہی چہوٹے سے نہ چہوٹے - مین ان واقعات کو مختصراً سنیون کی کتاب (۱) اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر سے عمار بن معاویہ ذہبی سے دکہاتا ہون (۱)

فکتب الرجل بذلک الی یزید فدعا یزید مولی لہ یقال لہ سرجون فاستشارہ فقال لیس للکوفۃ الا ابن زیاد فکان فمن عزلہ عن البصرۃ فکتب الیہ

یرضاه عنه وانه قد اضاف الیه الکوفة ۔ ترجمہ

اوس آدمی نے یہ ماجرا یزید کو لکھہ بہیجا ۔ یزید نے اپنے غلام سرجون سے مشورہ کیا اوس نے رائے دی کہ اسوقت کوفہ کی حکومت کیلئے ابن زیاد سے کوئی لائق نہیں یزید نے اوسوقت اوس کو بصرہ کی حکومت سے معزول کر رکہا تہا یزید نے اوسکو خط لکہکر خوشنود کیا اور کوفہ کی حکومت کو اور بڑہا دیا ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد مشورہ یزید نے ابن زیاد کو بنا بر قتل خاندان رسول حاکم کوفہ مقرر کیا کہ جہان پہونچکر اوس نے اول مسلم اور بعدہٗ ہانی کو قتل کرایا

عبارت اس مضمون کے جو بہت طویل ہے اور بوجہ طوالت پورا مضمون درج کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے مگر ہان صرف تاریخ مذکو آخری فقرات حسب ذیل ہین

فلقیه الحسین وامیرهم عمر بن سعد بن ابی وقاص وکان بن زیاد ولاه الری وکتب له بعهده علیها اذا رجع من حرب الحسین فلما التقیا قال له الحسین اختر منی احدی ثلث اما ان الحق بثغر من الثغور واما ان ارجع الی المدینة واما ان اضع یدی فی ید یزید فقبل ذالک عمر بن سعد منه وکتب فیه الی ابن زیاد فکتب علیه لا اقبل منه حتی یضع یده فی یدی فامتنع الحسین فقاتلوه فقتل معه اصحابه ومنهم سبعة عشر شابا من اهل بیته ثم کان آخر ذالک ان قتل واتی برأسه الی ابن زیاد فارسله ومن بقی من اهل بیته الی یزید منهم علی بن حسین کان مریضا ومنهم عمته زینب بنت فاطمه ۔ حاصل ترجمہ

پس عمر سعد کہ جس سے ابن زیاد نے حکومت رے کا وعدہ کیا تہا حسین سے لڑا کہ جس سے وعدہ تہا کہ بعد جنگ حسین اوسکو رے کا حاکم کیا جاوے گا ۔

امام حسین نے اوس سے فرمایا کہ اے عمر سعد تو تین باتون مین سے ایک کو اختیار کر لے یا تو ہمین کسی قلعہ تک پہونچ جانے دے ۔ یا ہم کو مدینہ کو لوٹ جانے دے ۔ یا ہمکو یزید کے پاس پہونچا دے ۔

عمر سعد نے پہلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھہ بہیجا ۔ ابن زیاد نے جواب مین لکہا

کہ مین قبول نہین کرتا۔ حسینؑ کا ہاتھہ میرے ہاتھ مین دیا جانا چاہئے۔ حسینؑ نے اسبات کو قبول نہ کیا۔ اور جنگ شروع ہوگئی اور آپ کے ساتھہ تمام آپ کے اصحاب شہید ہوگئے اون مین آپ کے اہلبیت کے سترہ جوان تھے آپ سب سے آخر مین شہید ہوئے۔ حسینؑ کا سر ابن زیاد کے پاس لایا گیا ابن زیاد نے اوس سر کو معہ اہلبیت یزید کے پاس بھیجدیا۔ حسینؑ علی بن حسینؑ مریض تھے۔ اور علی بن الحسینؑ کی پھوپی زینب بنت فاطمہ تھین۔

اس مذکورہ بالا سند سے کیا یہ نہین معلوم ہوتا کہ ابن زیاد نے یہ کام کہ جسپر وہ تعینات ہوا تھا اپنے مشورہ سے کیا یا تمام کوفیون کے جلد بازی سے اگر کوفیون کی جلد بازی اسمین شامل ہوتی تو ضرور مورخ مذکور جو سُنی ہی اسکا تذکرہ کرتا۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن سعد کماندر انچیف افواج یزید اس بات پر رضامند ہوگیا تھا کہ حسینؑ کو یزید کے پاس بھیجدیا جاوے اگر ابن زیاد کو حسب ایما یزید قتل حسینؑ منظور نہ ہوتا تو اوسکو کونسی وجہ انکار کی تھی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ حسینؑ قیدی ہونا پسند کرینگے اور بمقابلہ قید کے اپنا مرجانا پسند کرینگے یہی وجہ تھی کہ حسینؑ کا ہاتھہ اپنے ہاتھہ مین لینا چاہتا تھا۔ یا یون سمجھہ لو کہ بحیثیت نائب یزید حسین علیہ السلام سے بیعت کا طلبگار ہوا تھا۔ اگر امام حسین علیہ السلام ہاتھہ دینے کی غرض سے ابن زیاد کے پاس کوفہ چلے جاتے اور وہان بیعت سے انکار کرتے تو ابن زیاد کو بہ نسبت میدان کربلا کے اونکو کوفہ مین گرفتار کرنیکا عمدہ موقعہ ہاتھہ آیا۔ مگر وہ تو اوس شجاع باپ کی فرزند تھے کہ جس کی شجاعت اور ہمت کے عرب مین چرچے تھے وہ دست یزید مین ہاتھہ دینا یا اپنا قید ہونا کب گوارا فرماسکتے تھے یہی وجہ تھی کہ بمقابلہ اس ذلت کے اونھون نے اپنی جان دیدینا پسند کیا۔ اور اوس جان دینے کا یہ ثمرہ ہے کہ آج دنیا کی غیر اسلام قومین ظلم یزید پر چلا اوٹھے ہین اور تمامی اسلامی چہرو نپر ایسا بدنما داغ لگا رہے ہین کہ جو چھوٹے سے نہ چھٹیگا۔ انشاءاللہ تعالی۔

اگر اس سند پر بھی کہ جو سنیون کی مقدس کتاب سے دیگئی ہے مصنف اور اون کی ہم خیال سنی اپنا اطمینان ظاہر نکرین تو مین ایک خط معہ اوسکے جواب کی سند پیش کرتا ہون

کہ جو بجانب عبداللہ بن عمر الخطاب بنام یزید بن معاویہ ہے

لما قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی کتب عبداللہ بن عمر الی یزید بن معاویہ اما بعد فقد عظمت الرزیہ وجلت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین۔ فکتب الیہ یزید اما بعد یا احمق فاننا جئنا الی بیوت منجدۃ وفرش ممہدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا عنہا فان یکن الحق لغیرنا فابوک اول من سن ھذا وابتز واستاثر بالحق علی اھلہ ومن ھہنا قبل قتل الحسین یوم السقیفۃ وقیل قتل ایضا یا سیاف ذاک النبی اول ستھلہا اصیب علی بسیف بن ملجم۔ تاریخ بلاذری ع۲۶

جب قتل ہوئے حسین بن علی عبداللہ بن عمر نے لکھا یزید بن معاویہ کو کہ مصیبت عظیم واقع ہوئی اور سخت حادثہ اسلام پر بسبب شہادت حسین ابن علیؑ واقع ہوا۔

اس کا جواب لکھا یزید نے عبداللہ بن عمر کو۔ اے بیوقوف ہم آئے ہین طرف مکانات طیار شدہ کے کہ جنمین عمدہ فرش بچھا ہوا تہا۔ اور بڑے بڑے تکیہ لگے ہوئے تہے اور اگر اس جنگ مین مخالف ہمارا حق پر تہا تو اس کا الزام تجہپر آتا ہی کہ گذشتہ اس ظلم کی نسبت تیرے باپ سے جاری ہوئی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حسینؑ قتل ہوئے روز سقیفہ کو اور یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ قتل ہوئے اول علیؑ تلوار ابن ملجم سے اوسی سقیفہ کے دن۔

مطلب اس تحریر عبداللہ کا یہ ہے کہ اوسنے قتل امام حسینؑ کا مرتکب جانکر یزید کو بنا بر پشیمانی خط لکہا کہ جسکا مطلب یہ ہے کہ تو باعث ایسے قتل کا ہوا ہے کہ جس سے اسلام پر مصیبت عظیم نازل ہوئی ہے۔

یزید نے اوسکا یہ جواب دیا کہ تو احمق ہے مین تو تیرے باپ کے اوس سنت پر چل رہا ہون جو اوسنے بروز سقیفہ قایم کی ہے اور جسکا اثر یہ ہوا کہ آج حسینؑ قتل ہوئے اور اوس سے پہلے ابن ملجم نے علیؑ کو قتل کیا اگر آج تیرے باپ کی قایم کردہ سنت پر عملدرآمد نہ ہوتا تو نہ حسین قتل ہوتے نہ علیؑ۔ پس میرے اس فعل کا الزام تیری پلٹ جاتا ہے۔

کیا اس باہمی تحریر سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ باعث قتل حسین ع یزید بن معاویہ اور عمر بن خطاب تھے اور یہ دونون خلیفہ پیشوایان اہلسنت والجماعت کے ہین - پس باعث قتل حسین ع سنیون کے خلیفہ اور سنی ہی ہوئے ہین اور قاتلون کے خلفاء کی تاجپوشی سقیفہ مین ہوی ہے - یہ تو مین ذیعلم مصنف کے ہر اعتراض اور اونکے ہر جواب پر دکھا آیا ہون کہ مصنف کے کسی کلام مین سند کی بو نہیں آتی ہے کیونکر اونکا کلام مستند سمجھا جاوے وہ بابت مدارات اہلبیت حسین ع کے جسقدر بھی اپنی رائے ظاہر کرتے ہین قطعی غلط ہے اور نسبت مدارات اور رخصت امام زین العابدین ع کے جو وہ لکھتے ہین اسکی بھی کوی سند نہین اور اگر صحیح ہی مان لیا جاوے تو اس سے بڑھکر نہین ہو سکتا جیسا کہ گورنمنٹ ہند کا دستور العمل ہے کہ جب قیدی جیل سے رہا کیا جاتا ہے تو اوس سے دریافت کیا جاتا ہے کہ وہ کہان جانا چاہتا ہے چنانچہ وہ جہان جانا چاہتا ہو وہان کا کرایہ سفر اور روزانہ خرچ خوراک جس روز تک کہ اپنے مسکن پر پہونچے اوسکو دیا جاتا ہے اور گورنمنٹ اپنا یہ عمل غیر قومون کے ساتھ خواہ وہ ہندو ہون خواہ مسلمان کر رہی ہے تو یزید بن معاویہ کا یہ عمل کہ اوس نے اولاد رسول کو بعد رہائی قید اگر اون کے مسکن پر پہونچا دیا تو کونسے فخر کا کام کیا - ہان اگر تاریخ یہ پتہ دیتی کہ بعد شہادت امام حسین یزید نے اون کے باقیماندون سے کچھ تعرض نہ کیا اور وہ میدان کربلا سے بخط مستقیم مدینہ کو اپنے اہتمام سے روانہ ہوگئے تب البتہ وہ الزامات یزید پر نہ آتے کہ جنکو مصنف ذی علم مٹانا چاہتے ہین اور اب تو تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اہلبیت حسین ع بعد شہادت اسیر کئے گئے اور مثل قیدیان بلوائے عام مین دربار ابن زیاد مین پہونچے اور پھر وہان سے دربار یزید مین پہونچے کہ جہان بہت مدت تک وہ قید رہے - اگر یزید کو امام حسین علیہ السلام کا قتل نہ منظور ہوتا تو کیون اونکا سر مبارک اپنے دربار مین طلب کرتا - اگر اوسکو صرف قتل حسین ع پر اکتفا تھا تو بعد شہادت حسین ع کو دفن کا حکم دیا ہوتا کیا حسین ع نواسہ رسول ع کے نہ تھے جیسے اور مقتول دفن کئے گئے تھے چاہئے تھا کہ امام حسین ع اور اونکے ہمراہیان مقتول کو بھی دفن کرایا ہوتا مگر لشکر یزید نے یہ کہا کہ بجائے دفن کے اون مقتولون کی لاشون کو ریگ گرم پر چھوڑ گئے اور اونکے سر جسم سے جدا کرکے نیزون پر نصب کئے مین امام حسین ع کی وہ کیفیت لکھتا ہون جس کا تذکرہ کتب اہلسنت مین کیا گیا ہے عن منہال بن عمر قال ان واللہ رویت راس الحسین حین حمل وانا بدمشق وبین یدی الراس رجل یقرء سورۃ الکہف حتی بلغ قولہ تعالیٰ

ام حسبت ان اصحاب الکہف قتلی وحملی

ترجمہ منہال بن عمر کہتا ہی کہ واللہ مین نے دیکھا کہ جب امام حسینؑ کا سر نیزہ پر چڑہایا گیا ہین اوسوقت دمشق مین تہا سر امام حسینؑ کے سامنے ایک شخص سورہ کہف کو پڑہ رہا تہا جب وہ اس آیتہ پر پہونچا (کہ کیا جانا تونے اصحاب کہف اور رقیم تہے وہ ہماری عجیب نشانیون مین سے) سر امام حسینؑ سے ارشاد فرمایا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑہایا جانا زیادہ عجیب ہیؑ۔

اور جو شعر مصنف ذی علم نے اپنے سوالات کی پیشانی پر درج کیا ہے اوسکی بابت سنی علماء نے کہا ہی کہ وہ بھی نوشت غیبی تہی

عن ابی قنبل - قال قتل الحسینؑ و احتز راسه وقعد وا فی اول مرحلة یشربون النبیذ فخرج علیهم قلم من حدید مکتب سطرا بالدم

ترجمہ ابی قنبل سے ہے کہتا ہی کہ حسین جب قتل ہوئے اور نیزہ پر اونکا سر چڑہایا اور لوگ اول راہ مین بیٹھکر شراب نوشی کرنے لگے تو غیب سے ایک قلم نکلا اور اوس نے خون سے یہ لکہا

اترجو امة قتلت حسینا شفاعة جده یوم الحساب

اگر یہ شعر صحیح ہے تو اوسوقت کا ہی کہ جب سنیون نے امام حسین کو قتل کر گئے اور انکا سر نیزہ پر بلند کیا اور اول منزل مین اونہون نے شراب نوشی کی تب قوت غیبی نے یہ شعر لکہکر مسلمانون کو آگاہ کیا تہا اور شراب نوشی مین سنیون کا فخر ہے کیونکہ یہ سنت مخصوص حضرت عمر کی ہے کہ جسکی تقلید بڑے بڑے سنیون نے کی ہے ——— جب آیتہ یسئلونک عن الخمر نازل ہوی اوسپر بہی مسلمانون نے اپنی دیرینہ عادت جاہلیت کو ترک نہ کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاری اسپر سنیون کے علماء نے یہ فتوی دیا کہ عین وقت نماز ممانعت ہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ غیر از وقت نماز شراب نوشی جائز ہے چنانچہ حضرت عمر نے ایک موقعہ پر نشہ شراب مین عبدالرحمن کے سر پر ایک ضرب اونٹ کی ہڈی سے ماری اور بعدہ ان اشعار کو پڑہنے لگے

الا من مبلغ الرحمن عنی + بانی تارك فرض الصیامی
فقل لله یمنعنی شرابی + وقل لله یمنعنی طعامی

ترجمہ آیا کوی ہی کہ خدا کو میرا یہ پیغام پہونچا دی کہ مین روزون کے فرض کو ترک کرتا ہون - کہدو

خدا سے کہ مجھے شراب پینے سے منع کرے اور یہ بھی کہدو کہ مجھے کھانا کھانے سے روکے نعوذ
باللہ غرض ان واقعات مذکورہ بالا کے دکھانے سے صرف یہ مقصود ہے کہ یزید کے حکم سے سر امام
اس طریقہ سے دربار یزید میں گیا کہ کبھی اس سے پہلے کوئی سر سلطنت اسلامیہ میں خلیفہ کے روبرو
نہیں گیا تھا اور یزید کا امام حسینؑ کے سر کو اپنے روبرو منگوانے میں صرف یہ مقصد تھا کہ خبر قتل امام مظلوم
کی تحقیق اپنی نظر سے سر مظلوم دیکھکر کرلے۔

پھر باوجود ایسی سندات کے بھی اگر سنی مسلمان خصوصاً مصنف ذی علم یہ کہیں کہ قتل حسینؑ خلاف
حکم یزید واقعہ ہوا اور یزید نے عمدہ برتاؤ کے ساتھ اہلبیت رسولؐ کو واپس مدینہ کیا تو یہ اونکی
ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال نمبر ۴ - کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام کی مصیبت آدم سے لیکر اسوقت تک بلکہ قیامت تک
سب سے بڑی مصیبت ہے۔

جواب - یاد رکھو کہ انبیاء کرام نے جو تکلیفیں اپنے اپنے وقت کے مخالفوں کے ہاتھ سے برداشت
کی ہیں وہ کربلا کی مصیبت سے بہت زیادہ ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی مصیبت کو ہی لو۔ خداوند
کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے فنجیناہ واھلہ من الکرب العظیم سورہ انبیاء رکوع ۶۔ پھر
شیعہ کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے اعظم الناس بلاء الانبیاء پس
جن بزرگوارونکی مصیبت کو خدا اور اوسکے رسولؐ عظیم مصیبت فرماتے۔ اسکا تو ہم کچھ خیال اور اندازہ
ہی نہ کریں اور ایک کربلا کی مصیبت کو عظیم ترین مصیبت جانیں۔ یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کا اسلام
ہے اور پھر فرض کرلیا کہ کربلا کی مصیبت ہی عظیم الشان مصیبت ہے لیکن دیکھنا چاہئے کہ یہ مصیبت
اسلام پر کس گروہ کے طفیل نازل ہوی۔ دوستوں کے اسقدر صدمے اوٹھاجان پر دشمنوں کی بھی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جواب نمبر ۴ - تعصب کی عینک کو اوتارکر اگر مصنف قرآن کو غور سے پڑھینگے تو اونکو قرآن ہی
سے ثابت ہوجائیگا کہ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت انبیاء کی مصیبت سے کہیں زیادہ تھی مصنف
نے حضرت نوح علیہ السلام کی مصیبت کے متعلق آیہ قرآن مجید لکھی لیکن امام حسین علیہ السلام کے واقعہ کے
متعلق جو خدا نے قرآن پاک میں و فدیناہ بذبح عظیم ارشاد فرمایا ہی اوسکو مصنف نے کس
وجہ سے ترک کیا ہر شخص بجائے خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ کرب العظیم اور ذبح عظیم!

مین کونسا لفظ زیادہ تکلیف اور مصیبت کو ظاہر کر رہا ہے۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام پر پانی بند ہوا تھا۔ کیا حضرت نوح ؑ کے بیٹے بھانجے بھتیجے بھوک و پیاس مین زہر آلود حربون سے اونکی آنکھون کے سامنے شہید کیئے گئے تھے۔ کیا حضرت نوح ؑ کا کوئی معصوم شش ماہا بچہ اونکے ہاتھون پر تیر زہر آلود سے شہید کیا گیا تھا؟ کیا حضرت نوح ؑ کے اہلبیت کو اونکے خیمہ جلاکر اور لوٹ کر شہر بشہر اور دیار بدیار پھرایا گیا تھا؟ کیا حضرت نوح کے مصائب پر وہ علامات ظاہر ہوئے تھے جو امام حسین علیہ السلام کے مصائب و بلا پر ظاہر ہوئے

ہائے! یہہ تمام مصائب امام مظلوم کے واسطے مخصوص تھے اور جسکی وجہ سے وہ امور اور علامات ظاہر ہوئے کہ جنکا تذکرہ علمائے اہلسنت نے بڑے شد و مد اور یقین کے ساتھ کیا ہے اور جنکو مین مختصراً اسموقع پر لکھتا ہون۔

نمبر (۱) عن لصرۃ ازدیہ۔ قالت لما قتل الحسین مطرت السماء فاصبحنا وحبابنا وجرارنا وکل شی لنا ملآن دما

ترجمہ لبصرہ ازدیہ کہتے ہین کہ جب حسین ؑ قتل ہوئے تو مینہ برسا صبح کو ہماری ڈول اور ہمارے گھڑے اور ہماری ہر چیز خون سے لبریز تھی۔

(۲) عن سفیان قال قالت جدتی کنت ایام قتل الحسین جاریۃ شابۃ وکانت السماء ایام تبکی لہ

ترجمہ سفیان ثوری کہتے ہین کہ میری دادی بیان کرتی ہین کہ مین حسین ؑ کے قتل کے دن لونڈی تھی آسمان کئی دن اونپر روتا رہا۔

(۳) اخرج ثعلبی۔ ان السماء بکت وبکاھا حمرتہا وقال غیرہ احمرۃ آفاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت تری بعد ذلک صواعق محرقہ

ترجمہ ثعلبی سے روایت ہے کہ حسین ؑ کی شہادت پر آسمان روتا رہا اور اوس کا رونا سرخی کا نمودار ہونا ہے۔

(۴) عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ السماء بکت لقتل یحیی بن ذکریا وھا لتبکی ابنی ھذا وتطلع الشمس اربعین یوما حمرۃ ولوا ذن بہا لذابت یعنی حسین بن علی

ترجمہ عمار بن یاسر سے روایت ہی کہ جناب رسالتماب ؐ فرماتے تھے کہ آسمان ذکریا بن یحیی کے قتل پر روتا رہا اور میرے فرزند کے قتل پر روئیگا اور آفتاب چالیس دن تک سرخ رہیگا اور اگر اوسکو اذن دیا جاوے

تو وہ گدا خستہ ہوجاوے گا اور آنحضرت ؐ کی مراد فرزند سے حسین ابن علیؓ تھی -
اور بہت ہی بشارات مخصوص اس بارہ مین کہ بروز قتل حسین ؑ خون کا مینہ برسا سیاہ آندھیان آئین
خود آنحضرت ؐ نے اس خبر غم سے غم کیا تھا - اس غم مین جنات تک نے نعرہ کیا ہے اور یہ ظلم جو کچھ کہ ہوا
ہے معاویہ شاہی سینیوں سے ہوا ہے -

سینیون سے اسقدر صدمہ اوٹھا جان پر ۔ اول ونانی کی بدعت کا گلہ جاتا رہا

سوال نمبر ۵ - اگر امام حسین علیہ السلام اسوقت اپنی جان قربان نہ کرتے تو دین اسلام کی کشتی غرق ہوجاتی کیونکہ یزید بڑا فاسق وفاجر تھا اور اسکے زمانہ مین فسق وفجور زنا اور شراب کی کثرت تھی - اسیواسطے امام نے بیعت یزید کی ذلت گوارا نہ فرمائی اور اپنا شہید ہوجانا منظور کرلیا -

جواب - امام حسین ؑ نے اگر صرف یزید کی بیعت نہ کرنے سے دین اسلام کی ڈوبتی کشتی کو بچالیا تو کیا ہوا - شیعہ تو امیر معاویہ کو اور اونکے والد سفیان بلکہ ساری بنی اُمیہ کی نسل کو شجرہ خبیثہ کہتے ہین - پھر حضرت علی نے امیر معاویہ سے حق کو بوقت فیصلہ نالثان کیون اپنی ہار کو مان کر برقرار رکھا تھا - جس فیصلہ کی روسے امیر معاویہ خود مختار حاکم شام بن گئے - کیا اسوقت دین کی کشتی گرداب مین نہ پھنس گئی تھی - پھر حضرت امام حسن ؓ نے جو امیر معاویہ سے صلح اور بیعت کرکے پچاس ہزار سالانہ تنخواہ پر کل امر خلافت اُن ہی کے حوالہ کردیا تھا جسکے بعد پھر بنی ہاشم کو خلافت کے قایم کرنے کا کوی استحقاق ہی نہین رہا تھا - کیا اسوقت دین کی کشتی غرق نہ ہوچکی تھی ؟ ان پے درپے سیلابون کے بعد اس کشتی کا کونسا ٹکڑا باقی رہگیا تھا کہ امام حسین ؓ نے اسکو بچالیا - فرض کیا کہ اونہون نے اپنی پیاری جان اسلام پر قربان کرکے دین کی لاج رکھ لی یعنی یزید کی بیعت نہ فرمائی مگر افسوس ہے پھر امام زین العابدین ؓ نے جو اونکے فرزند اور دلبند اور رہبر زمانہ تھے امام بھی تھے حسب روایات شیعہ اوس فاسق وفاجر یزید کی بیعت کرلی - پھر امام کی قربانی کی قدر کب رہی -

جواب نمبر ۵ - مین اس نمبر کے چند مقاصد کا جواب پہلے دے آیا ہون اور منصف مزاج ذی علم اس امر کو پسند نہین کرتا ہون کہ ایک ہی امر کو بہ تبدیل الفاظ دوہرا دوہرا کر کہے جاؤن - مگر ہان ڈوبتی کشتی اور پے درپے سیلابون کے بعد اوس کشتی کے ٹکڑا کا جواب وتیر تشبیہا دیتا امام حسین ؑ کی قدر دکھاتا ہون مگر اسلام کی کتب کو چھوڑکر غیر قومون کے خیالات جو اس تذکرہ گنجی کے بابتہ مین پہلو

وہ عرض کرتا ہون - یہ ایک تاریخ کا انتخاب ہے جو ایک جرمن فلاسفر کی روشن دماغی کا نتیجہ ہے اور جسکو
سید سلطان رضا صاحب عقیل سکرٹری انجمن شیعۃ الصفا دہلی نے طبع بھی کرادیا ہی اور جسکا نام ہے فلسفہ مذہب شیعہ
"جو شخص اوس زمانہ کے حالات اور بنی اُمیہ کا طرز معاشرت اور تمامی اسلامی گروہون پر اونکا غالب آنا
اور مسلمانون کی سست اعتقادی ان تمام باتون سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا وہ بلا تامل اس امر
کی تصدیق کرسکتا ہے کہ حسینؑ نے اپنی جان دیکر اپنے نانا کے دین اور اسلام کے قاعدون کو زندہ کردیا
اور مادہ بصیرت آنحضرتؐ کے شہید ہونے سے مسلمانون مین پیدا نہ ہوتا تو ہرگز اسلام اپنی موجودہ حالت
پر باقی نہ رہتا - چونکہ ابھی اسکا ابتدائی زمانہ تہا اسلئے یہ بات ممکن تھی کہ اسکے رسوم اور قواعد بالکل
نابود ہوجاتے - یزید نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام باتون سے پہلے حسین کے قتل کرنے کا پکا ارادہ کرلیا -
بنی امیہ کی سیاسی غلطیون مین سب سے پہلے بڑی غلطی یہی تہی اور یہی ایک ایسی خطا سیاستی تہی کہ جس کے
سبب سے اپنے نام ونشان کو بنی امیہ نے صفحہ ہستی سے نیست ونابود کردیا اور جب حسینؑ کو جنگل مین گھیر
لیا تھا (مراد کربلا سے ہے) اوسوقت بھی وہ کہتے تھے کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو مین آمادہ ہون کہ مین اپنے
عیال واطفال کو لیکر سلطنت یزید یعنی مملکت اسلامیہ سے باہر چلا جاؤن (یہ منجملہ اونہین تین
سوالون کے ایک سوال ہے جو ابن سعد سے حضرت امام حسینؑ نے کئے تھے جنکا حوالہ اسی تصنیف کے
نمبر ۳ مین دیا گیا ہے) اسی نکتہ نے جس سے حسینؑ کی سلامت نفس واضح ہے مسلمانون کے دلون
مین برخلاف بنی امیہ کے انتہا درجہ کا اثر کیا - حسینؑ سے پہلے بھی بہت سے روسا روحانی اور
ارباب دیانات بحالت ظلم قتل کئے گئے ہین اور اون کے قتل کے بعد ہی (رِوُولیوشن) ہوا ہے اور اونکے
تابعین نے اونکے دشمنون پر تلوار کھینچی ہے جس طرح بنی اسرائیل مین مکرر اتفاق ہوا ہے اور حضرت
یحیی کا قصہ تاریخی بڑے بڑے واقعات مین سے ایک بڑا واقعہ ہے (مین حضرت یحیی کے غم مین بحوالہ
ارشاد پیغمبری اہلسنت کی کتاب سے آسمان کا رونا دکھا آیا ہون جہان آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا ہے کہ
میرے فرزند کے غم مین بھی روئیگا اوسی واقعہ یحیی کو مورخ نے بھی دکھایا ہی اور اسی طرح جو سلوک یہود
نے حضرت مسیح سے کیا اس زمانہ تک اسکی نظیر واقعہ نہین ہوئی تھی مگر حسینؑ کے واقعہ نے تمام واقعات
پر فوقیت پیدا کرلی - تاریخ سے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ روحانین وارباب دیانات مین سے کسی شخص
نے بھی خیالات عالیہ سیاحرہ کی وجہ سے اپنی ذات کو اپنے علم وارادہ سے قتل کرادیا ہو یعنی اسباب

دیانات سے جو شخص بھی قتل ہوا اوسکی دشمنوں نے غفلتاً اوس پر حملہ کر کے مظلومیت مین اوسے قتل کر دیا
اور موافق اوسکی مظلومیت کے (ریوولیوشن) یعنی اوسکے بعد پیش آیا مگر حسین ع کا واقعہ عالمانہ اور
حکیمانہ اور سیاستی حیثیت کا تھا اور دنیا کی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین ہی اور تاریخ مین کہین پتہ نہین
ہے کہ کسی نے آیندہ زمانہ مین اپنے دین کی ترویج کے لئے بعلم و قصد اپنی جان دی ہو۔ سوائی
حسین کے جو مصیبتین کہ حسین نے اپنے نانا کے دین کے زندہ کرنے مین برداشت کین گذشتہ ارباب
دیانات پر فوق رکھتی ہین اور سابقین مین سے کسی پر واقع نہین ہوئین اور بالفرض اگر کہا جاوے
کہ اور لوگون نے بھی دین کے لئے اور دین کی راہ مین جان دی ہے مگر حضرت حسین کے طرز و انداز پر
نہین ہوا حسین نے اپنی جان شیرین دی اپنے عزیز فرزند اپنے بھائی اپنے بھانجے اپنے دوست احباب
سب دیدیئے۔ اہل و عیال کی اسیری گوارا کی اور یہہ مصیبتین ایکدفعہ ناگہان و نادانستہ واقع
نہین ہوئین کہ مجموعی حیثیت سے ایک مصیبت کا کل پر اطلاق ہو سکے بلکہ فاصلہ ہو ہو کر یکے بعد دیگرے
یہ مصیبتین پیش آئین اور وارد ہوئین۔

دنیا کی تاریخ مین ایسے مصائب کا پے درپے ہجوم کرنا حسین ع کے ساتھ خاص ہی سبب تھا کہ حسین
کے قتل ہوتے ہی اور ان دردانگیز واقعات کے پیش آتے ہی اور اونکی عورتون اور بیٹیونکے اسیر
ہوتے ہی بنی امیہ کے باطن کا حال طشت از بام ہوگیا اور اون کے اعمال ناشایستہ کے قبائح عالم پر
روشن ہوگئے سیاستی احساس اور ریوولیوشن کا مادہ مسلمانون مین پیدا ہوگیا اور سلطنت یزیدی اور
بنی امیہ کے برخلاف ریوولیوشن شروع ہوگیا اور بنی امیہ کو مخرب اسلام جانکر لوگ اونکی بدعتون
اور اختراعی امور کو رد کرنے لگے اور اونہین ظالم و غاصب کہنے لگے اور اسکے برعکس بنی ہاشم کو مظلوم
اور مستحق ریاست جاننے لگے اور حقیقی روحانیت اسلام ان مین سمجھی گئی گویا مسلمانون نے حیات
تازہ اور نئی زندگی حاصل کی اور اسلام کی روحانیت کے لئے نئی رونق پیدا ہوگئی اسلام کی ریاست
روحانی جو دفعتاً زائل ہوگئی تھی اور مسلمان جو کہ اسلام کی جنبہ روحانیت کو فراموش کر بیٹھے تھے ایک خاص
اور شان کے ساتھ اوسکی تجدید ہوگئی اور ایک قرن سے بھی کم مین تمام بنی امیہ بادشاہی سے معزول
ہوگئے اور اسطرح مضمحل و نابود ہوگئے کہ آج اسم و رسم و نام و نشان کا بھی پتہ نہین ہے حسین
کی مظلومیت نے بنی امیہ کی تمام سیہ کاریون کو کھولدیا اور اونکی نیتون کا پردہ فاش کردیا کسی کی یہہ

مجال نہتی کہ حسین اور خاندان علی کا نام یزید کے قریب اور مخصوص اوسکے سامنے خیر و خوبی سے لے سکتے مگر اس واقعہ کے ہوتے ہی دربار علم اور خلوت وجلوت مین حسین اور خاندان علی کا نام تقدس و عظمت و مظلومیت کے ساتھ مجبوراً یزید کو سننا پڑتا تہا اور باوجودیکہ ان باتون کا سننا اوسپر بہت گران تہا مگر سوائے سکوت کے کوئی چارہ نظر نہ اتا تہا اس واقعہ کے بعد حسینؑ کے محامد و فضائل بکثرت سنی تو ایکدن کہنے لگا کہ حسین کا بادشاہ ہوجانا مجہپر بہت آسان تہا بمقابلہ اس عظمت و تقدس کے کہ جسکے ساتھ آل نبی اور بنی ہاشم یاد کئے جاتے ہین" اگرچہ مصنف ذی علم نے ڈوبتی کشتی کو غرق ہونے سے بچانیکا جملہ طنزیہ طور پر لکہا ہی مگر درحقیقت یہ اوسی تعصب کا نتیجہ ہے جو سنیون کو علی اور اولاد علی کے ساتہہ ہے - اگر ان لوگون کو ذرا ہی انصاف مدنظر ہو تو غور کرلین کہ اونکی خلفار کے سبب سے اسلام کی کیا حالت ہوگئی تھی کہ جسپر مورخ نے صاف طور پر لکہدیا ہے کہ حسینؑ نے اپنی جان دیکر اپنے نانا کے دین اور اسلام کے قاعدون کو زندہ کردیا - یہ ڈوبتی کشتی کا بچالینا نہیں ہے تو اور کیا ہے اور سنیونکی کتب ہائے معتبر صواعق محرقہ ابن حجر و مسند احمد بن حنبل مین یہ حدیث درج ہے قال رسول اللہ صلعم ان مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق وھوی ترجمہ فرمایا رسول خدا ص نے کہ مثال میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص سوار ہوا نجات پائی اور جو خلاف ہوا وہ غرق ہوا - اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جب اہلبیت رسول کی مثال کشتی نوح کے ہے اور نوح کی وہ کشتی تھی کہ طوفان عالم مین غرق نہ ہوئی ایسی کشتی اہلبیت ہی یعنی جن لوگون نے فرمانبرداری کی علیؑ اور اولاد علیؑ کی وہ غرق نہ ہونگے اونکی نجات ہوگی اور جو منحرف ہوگئے وہ نجات سے محروم ہونگے اور کشتی اہلبیت رسولؐ سنیون کے خلفار کے ہاتہہ سے چندمرتبہ بلکہ صدہا مرتبہ گرداب بلا مین پھنسی مگر چونکہ مثل کشتی نوح کے تہی غرق نہ ہوسکتی تہی اور اگر اوسکا غرق ہونا تسلیم کیا جاویگا تو سنیون کا رسول کہ جسکے حوالہ سے حدیث مندرجہ نمبر ہذا دکھائی گئی ہے جہوٹا قرار پاجائے گا جیسا کہ مصنف کا خیال ہے کہ :۔

حضرت علی نے معاویہ کے حق کو بوقت فیصلہ نالثان کیون اپنی ہار کو مان کر برقرار رکھا تہا کہ جسکے بعد بنی ہاشم کو خلافت کے قایم کرنیکا کوئی استحقاق ہی نہین رہا تہا " کیا اوسوقت دین کی کشتی غرق نہ ہوچکی تھی " - معاویہ سے ہار مانکر علی مرتضی کی صلح کو جیسا نمبر ۲ مین دکھا آیا ہون بلکہ

تواریخ انگریزی سے ہے کہ وہ کیسی صلح تھی اور بنی ہاشم نے اوس صلح کیا خیال ظاہر کئے تھے اب اونھین واقعات کو پھر دوہرانا باعث طوالت اور طرز کلام کے خلاف ہے۔ مگر ان اس موقع پر بھی مین دکھاتا ہون کہ علی مرتضیٰ نے معاویہ کو کبھی خلیفہ تسلیم نہین کیا اوسکو مثل ایک شیطنے کے سمجھ منتخب دیوان حضرت علیؑ صفحہ ۱۴۹ جسکا ترجمہ انگریزی زبان مین ہوکر یوروپ تک پہونچگیا ہے

الا احرار العین الغطیلی الحادیہ اخر بحوِ ولا ارائ معاویتہ

جادرہ فیھا کل معاویہ ھوی ہبہ فی النار امہا وایہ

ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ کی شہادت معاویہ کے زمانہ مین ہوئی تھی یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ یہ اشعار بعد کو نظم ہوے ہین اور ان اشعار سے ظاہر ہے کہ علی مرتضیٰ نے معاویہ کو ناری اور سگ کہا ہے تو ایسے شخص کی یہ حالت نہین ہوسکتی کہ وہ دبکر صلح کرلے۔

میرا مطلب جیساکہ ابھی مین اوپر کہہ چکا ہون دوبارہ صلح کی بحث مین پڑنیکا نہین ہے مگر اس خیال سے کہ مصنف ذی علم کے ذہن مین یہ آیا ہے کہ بروز صلح معاویہ ہی یہ کشتی غرق ہوچکی تھی اور جسکی غرقیت دکھلانے سے اگر یہ خیال اونکی اونکی عالیہ باغی تو ظاہر ہوگی مگر اونہون نے اپنے رسول کو دروغگو تسلیم کرلیا۔ اگر مصنف ذی علم بجاے روز صلح معاویہ کے کشتی اہلبیت رسولؐ کا غرق ہوجانا بروز سقیفہ بنی ساعدہ قرار دیتے تو وہ اغراق بہ نسبت اس اغراق کے کئی درجہ بڑہا ہوا تھا اور یہ بھی مصنف ذی علم کا شیعون پر اتہام ہے کہ وہ معاویہ اور نسل بنی امیہ کو شجرہ خبیثہ کہتے مین نہین بلکہ شیعہ اس نسل کو شجر ملعونہ سے مراد لیتے ہین کہ جسکا تذکرہ قران شریف مین ہے افسوس ہے کہ مصنف ذی علم اوس ٹکڑہ کو دریافت کرتے ہین کہ جسکو حسین نے بچالیا جس سے اونکا مقصد یہ ہے کہ کشتی تو بروز صلح معاویہ ہی غرق ہوچکی تھی کیا اوسکا کوئی ٹکڑہ باقی رہگیا تھا کہ جسکو حسین نے بچالیا ان مصنف ذی علم اور اونکے ہم خیالون کا یہ خیال ہو۔ مگر مین جیساکہ اسی نمبر مین کہہ آیا ہون سینون کے خلفاے کے ظلم وجور سے یہ کشتی ڈوبی تو نہین مگر پارہ پارہ ضرور ہوگئی کہ جسکے ٹکڑونکے نشانات مختلف مقامات پر ملتے ہین کوئی ٹکڑہ اس کشتی کا نجف مین ہے کوئی مدینہ مین کوئی کربلا مین کوئی ارض طوس مین کوئی سامرہ مین ہے اور ایک ٹکڑا اوس کشتی کا ابتک موجود ہے کہ جس ٹکڑہ کے بادبان امام آخرالزمان

علیہ السلام ہین اور یہ ٹکڑے ضرور ایکروز جمع ہونگے اور اوسکو وہ سب لوگ دیکھینگے کہ جو صفت من رکہا مین خواہ صفت عراق وہوی ہین ہونگی اور امام زین العابدین ع کی بیعت کا جو ذکر اس نمبر کے آخر مین کیا گیا ہے وہ مصنف کا ایک دلخوش کن خیال ہے یہ بیعت اگر صحیح بھی تسلیم کرلیا جاوے تو اوس بیعت سے زیادہ نہ ہوگی جس طریق سے خلفاء اربعین سینون نے حضرت علی سے بیعت لی تھی حسب قول علماے اہل سنت اور نہ عقلاً تسلیم کئے جانے کی قابل ہے کہ ایک شخص کا فعل کسی دوسرے شخص کے فعل کی قدر کو تلف کردے ۔

سوال نمبر ۶ - اچھا فرض کیا کہ کوفی لوگ اہلبیت کرام کے بدخواہ تھے لیکن دوسرے ملکون کے شیعون کا انمین کیا قصور ہی وہ تو خالص و مخلص محبان اہلبیت ہین اور اس محبت کا اجر انکو تو ضرور ملکر رہے گا؟

جواب - کوفہ سے شیعہ مذہب کو وہ نسبت ہی جو خانہ کعبہ کو اسلام سے اور یا جیسے کہ روح کو جان سے تعلق ہے اور جسقدر فضائل شہر کوفہ کے شیعہ کی کتابون مین مذکور ہین کسی اور شہر یا دیہہ کے شیعون کے نہین ہین چنانچہ لکھا ہی کہ کعبہ حرم خدا ہے اور مدینہ حرم رسول ہے اور کوفہ حرم علی رض ہے اور ایک شیعہ قاضی نے انہی احادیث کو مطالعہ کرکے یہ فتوی دیا ہے کہ کسیکا کوفی ہونا اوسکے شیعہ ہونیکی کافی دلیل ہے اور کوفی الاصل کبھی سُنی ہو ہی نہین سکتا۔ جس طرح جناب علی رض نے مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو دار الخلافہ بنایا اور اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ مذہب کا پہلا سرچشمہ کوفہ ہے۔ اسی طرح شیعون کے بارہوین امام یعنی امام مہدی علیہ السلام کی خلافت گاہ بھی کوفہ ہی قرار پائی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ کی کمال کی جگہہ بھی کوفہ ہی ہی اور شیعون کا بہشت بھی کوفہ مین ہی ہے جسکا نام وادی السلام ہے تو ظاہر ہے کہ تمام احادیث شیعہ کے پہلے راوی بھی کوفی ہی ہوئے اور اس مذہب نے نشو و نما بھی انہی کوفیون کے ہاتھ مین پائی اور جو سلوک ان کوفیون نے حضرت علی رض اور انکی اولاد سے کئے وہ بھی ظاہر ہین - پھر اونکے مذہب اور انکی احادیث کا کیا اعتبار رہگیا۔ شیعہ کی حدیثون مین جو کہتو کی فضیلت ہی نہ انسان کی ہمارے ملک کے بہو سنی ہماے شیعہ لوز انتق اس مذہب کو اپنے مذہب جانکر اسکے کار بنائے بیٹھے ہین - زبانی وہ زنکہ دفعہ بیسین ایک شیعہ تھا ظاہر کرتے ہین ظاہر ہے کہ اونکا یہ دعوی سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے حضرت علی رض اور حضرت حسنین علیہم السلام

کے جو پسندیدہ شیعہ اور اصحاب تھے اونہون نے تو اماموں سے وفا کی نہین اب تیرہ سو برس بعد جبکہ نہ حضرت علی زندہ ہین اور نہ حضرت حسنین کے شیعہ علی کہلانے مین ہرج ونقصان ہی کیا ہے - ذرا کسی امام کی کوئی تحریری یا زبانی سند تو دکھلائین جس سے ثابت ہو کہ تم ہمارے خاص شیعہ ہو ورنہ یاد رکھین کہ کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو کی مانند ہین - پھر جس اصول سے بزرگان اہلسنت کے افعال سے شیعہ لوگ مذہب اہل سنت کو اور تمام اہل سنت کو بدنام کرتے ہین - اسی اصول سے قدیم شیعہ کے افعال سے ہم کو بھی حق حاصل ہی کہ مذہب شیعہ اور تمام شیعون کو ہم بھی جوابدہ اور ذمہ دار گردانین بقول ہی یہ گنبد کی صدا جیسی کہی ویسی سنی -

جواب نمبر - ناظرین مصنف ذی علم کی علمیت اس سوال وجواب مین قابل غور ہے کہ آیا اس جواب کا مصنف ذی علم کے سوال سے کچھ تعلق ہی یا نہین سوال تو صرف یہ تھا کہ یہ فرض کرلیا کوفی اہلبیت کے بدخواہ تھے اونکو بدخواہی کے سبب سے اگر اہلبیت کی محبت کا اجر نہین ملیگا تو دوسرے ملکون کے شیعون کو اہلبیت کی محبت کا اجر کیون نہ ملنا چاہئے - ہر صاحب عقل خیال کرسکتا ہے کہ جو جواب مصنف نے اپنے سوال کا دیا ہے یہ جواب انکے سوال کا نہین ہے بلکہ بطور خود انہون نے کوفہ کی تعریف کی ہے کہ وہ شیعون کا کعبہ ہے اور شیعہ مذہب کا سرچشمہ ہی کیونکہ مصنف خوب جانتے ہونگے کہ علی مرتضیٰ شیعون کے امام اول ہین کہ جنسے سنیون کو قلبی عداوت ہے اور وہ کوفہ مین شہید ہوے تو کوفہ ہی ایک شہر تھا کہ جسکو سنی مسلمان نہایت عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہین بوجہ شہادت علی مرتضیٰ - کیونکہ جب مصنف کو علی مرتضیٰ کے فضائل کا خیال جو علاوہ علماء اہل سنت کے (کیونکہ اونکے خلفاء تو جاہل ہی ہوئے ہین) غیر قومون کے مورخون نے نہایت شد ومد سے بیان کئے ہین آتا ہوگا کہ جو موجب سخت دل آزاری سنیون کا ہوتا ہے بدینوجہ سنی تو کوفہ کو اپنا ایمان اور ایمان خانہ سمجھتے ہین کیونکہ سنیون کے اسلام کا ایک تانڈ بوجہ شہادت علی مرتضیٰ کے یعنی زمانہ خلافت معاویہ مضبوط ہوگیا تھا بدینوجہ مصنف نے جسقدر تعریف کوفہ کی کی ہے وہ اونکے حسن عقیدت سے بہت ہی کم ہے اور درحقیقت اس جواب سے مصنف ذی علم کی دلی ضمیر کا پتہ چلتا ہے کہ وہ شیعون کو بھی کوفہ کی تعریف مین اپنا ہمخیال بنانا چاہتے ہین اور یہ الفاظ جو مصنف نے اپنے قلم سے نکالے ہین کبھی تاریخ مین یا کسی حدیث مین میری نظر سے نہین گذرے

اور مصنف ذی علم کا ہر اعتراض گوزشتر سے کم نہین ہی کیونکہ وہ کسی سند پر مبنی نہین ہی نہ اوس کو علمیت کی ہوا لگی ہے جیسا کہ مصنف تحریر فرماتے ہین " یا جیسے کہ روح کو جان سے تعلق ہے ویسا روح کا تعلق جسم سے تو سنا تہا مگر یہ انوکہی منطق ہے جسمین روح اور جان علیحدہ علیحدہ اشیا قرار دی گئی ہین پس ایسے ذی علم کی تحقیق اگر یہ ہو کہ کوفہ شیعون کا سرچشمہ ہے تو سوائے اسکے کہ شیعہ ایسے اعتراضات اور تحریرات کو گوزشتر سمجہین تو کیا کہین -

کوفہ سے ہرگز ہی شیعون کو دلچسپی نہین تہی اور کوفہ تو اپنے سرداروں کے باعث ایسا تباہ ہوا کہ اوسکی اینٹ سے اینٹ بجگئی اور اوسکا نام و نشان ہی صفحہ ہستی پر باقی نہین رہا ہے صرف کوفہ کا نام کتابون مین آجاتا ہی کہ جسکو دیکہکر سنی اپنا دل خوش کرتے ہین کہ ایسے نابود شہر مین زمانہ معاویہ مین ہر جمعہ کو علی مرتضی پر تبرہ کے چہرے اوڑا کرتے تھے -

بہلا ایسا شہر کہ جہان علی مرتضی پر مہینہ مین چار بار تبرونکی بوچہار پڑے وہ کیونکر شیعون کا کعبہ اور شیعونکی روح اور سرچشمہ شیعان ہوسکتا ہی اور خصوصًا ایسا شہر کہ جہان شیعونکے دین کی بنیاد ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ہاتہون ہلا دی گئی ہو - اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ علی نے مدینہ کو چہوڑکر کوفہ کو دارالخلافتہ بنالیا تہا - اسکا جواب یہ ہی کہ رموز مملکت خویش خسروان دانند جن لوگون کو تجربہ ہے یا جو علم تاریخ سے واقف ہین وہ اچہی طرح اسکو سمجہتے ہین کہ بادشاہ جس مقام کو اپنا دارالخلافتہ بناتا ہے وہ ایسا مقام ہوتا ہے کہ جہان کے باشندہ سرکش اور بغاوت پسند ہوتے ہین اور اون لوگون پر بادشاہ کو بہروسہ نہین ہوتا یا ایسا مقام ہوتا ہے کہ جو سلطنت کا وسط ہوتا ہی تاکہ کل مقامات ملحقہ کی خبرین جلد جلد بادشاہ کو ملتی رہین اور سرکش اور فسادی اور بغاوت پسند لوگون کا وقتًا فوقتًا انتظام ہوتا رہی یہ امور متعلق سیاست کے ہین کہ جنکو مذہبی امور سے کوئی تعلق نہین ہوتا مثال کے واسطے دیکہہ لو دلی اور آگرہ کے پایہ تخت کو ان شہرون مین کونسی خوبی تہی جو مسلمان بادشاہون نے ان مقامات کو پایہ تخت بنایا تہا انکی وجہ یہ ہی کہ دلی ملحق الجہد دہی والیان ملک پنجاب سے پنجاب مین بعہد مسلمان بہت سے ہندو راجہ تھے اور اب بہی ہین اور انہین رنجیت سنگہ ایسا زبردست تہا کہ جس نے کابل تک اپنی تلوار کے زور سے قبضہ کرلیا تہا مسلمان بادشاہون نے دلی کو محض اسی لئے پایہ تخت بنایا کہ ہندو ریاستین سرکشی نہ کرین اور اگر کرین تو بہت جلد اوسکا انتظام ہوجاوے

ایسے ہی آگرہ پایہ تخت اسلئے بنایا گیا کہ آگرہ سے بہت قریب راجستان ہین کہ جہان زبردست راجہ اوسوقت تھے اور اب بھی ہین پس اوسوقت کے مسلمان بادشاہون کی جو سنی مذہب تھے یہی مصلحت ہوئی کہ دلی اور آگرہ پایہ تخت اسلام بنایا جاوے چنانچہ بنایا۔ گو اب اُن شہرون مین مسلمان بادشاہ نہین تاہم ان مقامات کی کہ جہان کی جامع مسجد ونمین بادشاہی خطبہ پڑہا جاتا تہا جہان ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و یزید کے خطبون مین عزت سے نام لئے جاتے تھے جہان اونکے نام لیوا بادشاہ تھے ایسے متقدس مقامات کو مصنف ذی علم اور اونکے ہمخیال مسلمانان انڈیا کو چاہیے کہ اپنا کعبہ سمجھین کیونکہ یہ مقامات مسلمانان انڈیا کے سرچشمہ تھے سنیون کو چاہئے کہ دلی اور آگرہ مین بول و براز تک نہ کرین اور سنت حضرت عمر کو ماضی مجہول نہ سمجھین بلکہ بہ نیت حصول ثواب اوسی طریقے کے مفعول بنین ۔ وہان کی رنڈیون کو حوران جنت سمجھین وہان کے لونڈونکو غلمان سمجھین اور وہان کی چرکین کا مینوسپلٹی سے ٹہیکہ لیوین اور بوقت ضرورت اوسے کام مین لاوین معاذ اللہ شیعہ کہین کوفہ کو اپنا کعبہ سمجھتے کوفہ کیون اونکا سرچشمہ ہوتا اونکا کعبہ وہ ہے کہ جس کو علی مرتضی نے دوش پیغمبر پر چڑہکر بتون سے صاف کردیا اونکا کعبہ وہ ہے کہ جسکے متولی علی کے باپ دادا رہے اور یہی مصنف معترض کو واضح رہے کہ جو شخص درحقیقت علی مرتضی یا اونکی اولاد پاک کو اپنا امام اور اپنا آقا تسلیم کرتا ہوگا خواہ وہ عرب مین ہو یا انگلینڈ مین ۔ شرق مین ہو یا غرب مین بحر مین ہو یا بر مین اوسکو اونکی محبت کا پہل ضرور ملیگا۔

حشر غلامان علی با علی   حشر غلامان عمر با عمر

اس نمبر مین مصنف ذی علم نے شیعون کے مذہب اور اونکی احادیث کو نامعتبر قرار دیا ہے اگر اسی امر پر بحث کیجاوے تو بطور خود ایک مجلد کتاب ہو جاوے بدینوجہ اس بحث کو یہان عمداً ترک کیا جاتا ہے کیونکہ اوسکا مقصد ان جوابات سے جداگانہ ہوگا۔ اور لکھنو اور ملتان کی فضیلت آیندہ نمبرون مین دکھائی جائیگی صرف نامعتبری احادیث مذہب شیعہ کی بابت اسقدر کہدینا کافی ہوگا کہ مذہب شیعہ کی کوئی حدیث نامعتبر نہین ہوسکتی کیونکہ شیعہ مذہب مثل سنی مذہب کے کاسہ گدائی لیکر کسی کے دروازہ پر مثل نان بائی حلوائی مچہندر خان قلندر خان حتی کہ چوڑہے چمار تک دوڑہ نہین لگا تا وہ صرف بنا بر تکمیل ارشاد جناب ختمی مرتبت انا مدینة العلم و علی بابہا صرف ایک

ہی دروازہ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور سکا مذہب یہ ہے کہ جو ارشاد جناب احدیت ہے وہی ارشاد جناب ختمی مرتبت ہے وہی ارشاد علی مرتضیٰ ہے وہی ارشاد اونکی اولاد مین سے اون نفوس مقدس اور مطہر کا ہے کہ جو یکے بعد دیگرے امام زمانہ ہوئے اور اگر ہزار بار بھی مذہب سُنی دعویٰ کرے تو بھی انشاء اللہ تعالےٰ یہ نہ دکھا سکیگا کہ فرقہ شیعہ کے کسی ایک امام نے دوسرے امام کی قدح کی ہو۔ اگر شیعون کے ہان یہ کمال نہوتا اور اس خاندان کے ممبر سیرت شیخین پر عمل کرنا قبول فرمالیتے تو ہرگز خلافت ظاہری سے علی مرتضیٰ محروم نہ ہوتے اور بمقابلہ اون کے حضرت عثمان کا الکشن نہوتا۔ یہ وہ نفوس معظم ہے کہ انہون نے بمقابلہ احکام خدا و رسول ظاہری شوکت اور حکومت کی قدر نہ فرمائی اور گوشہ نشینی اور طاعت حق کو اپنا شعار قرار دیدیا۔ مین اس موقع پر پرسنل لا آف دی محمڈنس سے متعلق شیعہ اور سُنی کے یہ امر دکھانا چاہتا ہون کہ درمیان احادیث کے شیعون کا کیا دستور العمل ہے اور سنیون کا کیا اگر ترجمۂ شرع محمدی کا دارومدار قران مجید پر ہے۔ اِس کتاب مین وہ وہ اصول ضروری جو مختلف تعلقات بشری سے متعلق ہین اور وہ احکام دینی اور قوانین دیوانی و فوجداری جو اسلام کے قیام و بقا کے لئے ضرور ہین موجود ہین بلکہ سیاست مدن و تدبیر المنزل کا مادہ بھی قران مجید مین موجود ہے۔

شیعون کے مذہب مین احادیث نبوی یعنی اقوال پیغمبرؐ فی نفسہ احکام قرانی کے تابع ہین یعنی جس درجہ احادیث نبوی اور نصوص قرانی مین موافقت ہے اوس درجہ احادیث پر عمل کرنا واجب ہے پس جو احادیث نصوص قرانی کے خلاف ہین وہ مصنوعی سمجھی جاتی ہین اور مسائل کا استنباط چند اصول مسلمہ کے موافق کیا جاتا ہے جو قواعد منطقی اور امور واقعی پر مبنی ہین۔ برخلاف اسکے اہل سنت کے نزدیک مسائل کا دارومدار مجموعہ احادیث پر ہے اور وہ خلفاء راشدین کے فیصلون کو اور اجماع امت کو احکام اور حجت جانتے ہین اور اونکے نزدیک شرع شریف کے ماخذ تقریباً غایۃ مختلف اور تعداد مین محدود نہین ہین ماخذ کو اصول فقہ کہتے ہین اور اصول فقہ مین اہل سنت کے مذاہب اربعہ مین چندان اختلاف نہین ہے البتہ مسائل و احکام شرع کے معنی و منشاد مین اختلاف عظیم ہے۔

قیاس کے حجت ہونے مین اہل سنت کے مذاہب اربعہ مین اختلاف عظیم ہے شیعہ کی ایسی روایت کو حدیث صحیح نہین جانتے جو اہل بیت سے نہ منقول ہو اور اہل بیت علی اور فاطمہ اور اونکی اولاد کو سمجھتے ہین اور جو فیصلے اونکے ائمہ نے نہین کئے ہین اونکے جواز کے منکر ہین اور قیاس اور سیرت صحابہ کی حجت ہونے کی باب مین بھی اہلسنت سے اختلاف عظیم رکھتے ہین شیعون پر ہمیشہ ظلم و ستم ہوا کیا ہے جسکا اثر قوی اون خیالات پر ہوا ہے جو وہ لوگ اوس تعلق کے باب مین رکھتے ہین جو حکومت دینی اور سلطنت دنیاوی مین ہے" اس سند کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ مورخین علم انگریزی نے بہی یہ تسلیم کرلیا ہی کہ شیعہ احکام قرانی اور ارشاد رسول صلعم کے پابند ہین پس ایسی حالت مین اونکے کسی امام کی قدح دوسرا امام علیہ السلام نہین فرماسکتا - بدینوجہ جسقدر احادیث مذہب شیعہ کی ہونگی وہ صحیح ہونگی اور اونپر کسی کے خاک ڈالنے سے خاک نہین پڑسکتی - علاوہ اسکے سنیون کا جو طریقہ ہے وہ بہی اس سند سے اچہی طرح ظاہر ہوگیا ہے اول خرابی یہ ہے کہ باوجود ایک قران اور ایک رسول ہونے کے بہی مذہب سنی مین چار فرقہ ہوگئے اور ہر چہار تفرقہ پرداز مذہب اسلام ایک دوسرے کی قدح کرتا ہے گویا مذہب کو ایک چورا ہا بنالیا ہے اور پہر اوسپر یہ دعوی کہ سنی سچے اور شیعہ جہوٹے

ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب مین معتبر سند سے دکہاتا ہون کہ سنی علماء کے فتوی نسبت اون خلفاء کے کیا ہین اور کیا متعصب سنی ایسے عالمونکی کچہ قدر کرینگے تاریخ بغداد مولفہ ابن جزلہ ان ایمان ابی بکر الصدیق وایمان ابلیس واحد تحقیق کہ ایمان ابوبکر صدیق اور ایمان ابلیس کا ایک ہی - جامع الصغیر سیوطی "عن عبد الصمد عن ابیہ قال ذکر لابی حنیفہ قول قال عمر فقال قول الشیطان یعنی ابوحنیفہ نے کہا ہی کہ قول عمر مثل قول شیطان کے ہی - عن حذیفہ انہ قال قال رسول اللہ صلعم اذا خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان علامہ ذہبی جو سنیون کے زبردست عالم تہے اونہون نے اوس حدیث کی خوب تصریح کی ہے - حذیفہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا دجال خروج کریگا اوسکی پیروی وہ لوگ کرینگے جو عثمان کو دوست رکہتے ہین - اگر سنی ہوتا تو ابوبکر عمر اور عثمان سے محبت ہوتی تو وہ مشہور [illegible]

مذہب کے پیرو ہیں جھوٹا کہینگے اور اگر اپنے علماء سے مودت ہے تو ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو ایسا ہی سمجھینگے جیسا کہ اونکی بابت ان ہر سہ سرٹیفکیٹ مین تذکرہ ہے -

مین مصنف صاحب کو اس امر کا اطمینان دلاتا ہون کہ حضرت عمر کے قول کو جو اون کے علماء نے ابلیس کے قول سے نسبت دی اوسکا سبب یہ ہی کہ علماء اہل سنت حضرت عمر کو مسلمان ہی نہین سمجھتے تھے کیونکہ اون بزرگوار نے آنحضرت صلعم کی نبوت مین شک و شبہہ ظاہر کر دیا تھا - بروز واقعہ حدیبیہ دیکھو تفسیر معالم التنزیل قال عمر واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ کہا عمر نے خدا کی قسم کہ سب روزون سے زیادہ مجھے شک ہوا نبوت مین آج کے روز - اور عینی شارح صحیح بخاری نے اس واقعہ کو قبول و منظور کرتے ہوئے یہ رائے دی ہے کہ حضرت عمر کا روز حدیبیہ شک کرنا اسوجہ سے ہوسکتا ہے کہ وہ اوسوقت تک مولفۃ القلوب سے ہون -

اب مین صرف ایک سند یا مذہب شیعہ کی بابت عالم اہل سنت کے قول سے اور دیتا ہون اسکے بعد پھر انگریزی تاریخ سے سنیون کی حدیثون کا کچا چٹھا کھولونگا -

شرح مواقف صفحہ ۷۴۲ الشیعۃ ای الذین شایعو علیا بعد رسول اللہ باقتضی اما جلیا و اما خفیا و اعتقدوا ان الامامۃ لاتخرج عنہ و عن اولادہ و ان خرجت فاما بظلم یکون من غیرہم و اما بتقیۃ منہ او من اولادہ شیعہ وہ فرقہ ہے جسنے رسول خدا صلعم کے بعد بحکم قرآن کیا بطور ظاہر اور کیا بطور باطن اعتقاد رکھا ائمہ علیہم السلام پر اور نہ باہر ہوئے اطاعت علی اور اولاد اونکی سے اور کسی دوسری خلافت اور امامت کو قبول نہین کیا یقیناً ہی سوائے علی اور اولاد علی کے -

انسیکلوپیڈیا محمدلا ترجمہ اکثر مسائل اعتقادی و شرعی جن کی تصریح قرآن مجید مین نہین ہے اونکا استنباط احادیث نبوی اور سیرت مصطفوی سے کیا گیا ہے - احادیث سے مراد اقوال پیغمبر صلعم ہین جو وقتاً فوقتاً آپ نے فرمائے تھے اور سیرت سے مراد افعال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہین جن کی خبر مکو روات ثقات کے ذریعہ سے پہونچی ہی چنانچہ وہ کنجیت اختلاف مذہبی جس سے مسلمانون کے دو بڑے فرقے پیدا ہوئے یعنی سنی اور شیعہ اوسکا خاص باعث

بھی ہوا ہے کہ مختلف احادیث کو روایت کی اسناد و عدم اسناد کے لحاظ سے طرح کیا ہی یا قبول کرلیا ہے۔ شارع علیہ السلام کی وفات کے عرصہ قلیل کے بعد بعض اصحاب نے جو اونکی حیات مین اونکی دوستی کا دم بھرتے تھے مگر دلمین اونکو اہلبیت سے عداوت رکھتے تھے یہ قاعدہ مقرر کرلیا تھا کہ جو احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوی برحق کی مصدق و مؤید تھین جو اونکے داماد کی خلافت اور وصایت سے نسبت رکہتی ہین اونکو رد کردیتے تھے چنانچہ جو احادیث ابوہریرہ اور عائشہ وغیرہ سے مروی ہین اون سے صاف ظاہر ہے کہ اہلبیت پیغمبر صلعم سے رشک و حسد رکھتے تھے لہذا پیروان اہل سنت نے ایسی احادیث کو روا کردیا ہے۔ کیا اب بھی کوئی شک باقی رہگیا کہ من گھڑت حدیثین سنیون کی وضع ہوئی ہین اور محض اسی کام کی وجہ سے لیڈی عائشہ کو دس ہزار کا سالانہ وظیفہ خلفا سے ملا کرتا تھا ورنہ لیڈی مذکور مین کونسی ایسی وجاہت تھی جو دیگر امہات المومنین کو حاصل نہ تھی اور اونکو ایک چہدام بھی گذارہ کا خلفا نے نہین دیا۔ اب مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ ابوحنیفہ کہ جن کی تقلید قریبًا تمام ہندوستان کے سُنّی کرتے ہین جو امام اعظم کے لقب سے ملقب ہین سُنّی علما نے اونکے کسقدر چیتھڑے اوڑاے ہین۔ مقدمہ ہدایہ مین مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے یون فتوی دیا ہے

الخطیب طعن علی ابی حنیفة والامام	ترجمہ خطیب بغدادی نے اور امام احمد بن
احمد وکابن الجوزی تابع للخطیب	حنبل اور ابن جوزی نے امام ابوحنیفہ پر طعن
فی الطعن علی ابی حنیفة	کیا ہے۔

اس سرٹفکیٹ سے ثابت ہوتا ہی کہ ابوحنیفہ صاحب مطعون آئمہ سنیان تھے۔

غالبًا یہ واقعہ کہ ابوحنیفہ صاحب مطعون ہوے اسکا ظاہری سبب یہ تھا کہ وہ قران مین قیاس سے کام لیا کرتے تھے مگر درحقیقت یہ وجہ نہین ہی کیونکہ قیاس کے بارہ مین اہلسنت مین اختلاف تسلیم ہوچکا ہے اختلاف مین یہ صورت واقع ہوتی ہی کہ کچھ کسی امر کے کرنیکو پسند کرتے ہین اور کسی قدر ناپسند پھر ابوحنیفہ کا اسقدر کیا قصور ہی کہ وہ مطعون ہوے اختلاف پسندونکی جماعت مین ابوحنیفہ کا بھی شمار ہوجاتا اسکا صرف سبب یہی ہی کہ اونہون نے خلافت ابوبکر مین ہی قیاس کیا اور اسلام ابوبکر کو اسلام امیر المومنین سے مطابق کردیا اگر ممدوح صرف قران مجید مین ہی قیاس لگایا کرتے تو اسقدر مطعون نہ ہوتے کہ جسقدر قیاس ابوبکر مین وہ مطعون ہوے۔ میری اس رائے کی تائید ابن مسعود کے کلام سے

بہی ہوئی ہی ملاحظہ ہو صفحہ ۳۷ مقدمہ ہدایہ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی مجتہد اہل سنت

عن ابن مسعود انه قال اذا قلتم فی دینکم بقیاس احللتم کثیرا مما حرم الله وحرمتم کثیرا مما احله الله تعالی

ترجمہ ابن مسعود کہتے ہین کہ جس نے قیاس کیا دین مین اوس نے حلال کو حرام کیا اور حرام کو حلال کیا

دیکھیے ابن مسعود نے قیاس قرانی کی بابت اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ ابو حنیفہ پر کوئی حصہ نہین کیا ہی اسکی وجہ یہ ہی ہے کہ قران مجید مین چند علماء اہلسنت قیاس سے کام لیتے رہے ہین پس کس کسکو مطعون کیا جاوے اور دیگر علماء اہل سنت بہی مثل قیاس ابو حنیفہ ابو بکر و ابلیس کو ایک نمبر مین رکھتے تو وہ بھی مطعون کہے جاتے اور اس سے بہی مزید علماء اہل سنت کی بوالعجبی قابل غور ہے کہ اس مسئلہ قیاس قرانی مین اماموں کی تقلید کی ہے ملاحظہ ہو اساۃ اللبیب صفحہ ۳۳۴

فاعلم ان الائمة الطاهرين يحرمون الرای والقياس ولهذا لما دخل ابو حنيفة علی جعفر بن محمد علی ملحکاة الشعرا انی فی الملواقح قال له بلغنی انک تقيس لا تقس فان اول من قاس ابليس

ترجمہ ائمہ طاہرین رائے و قیاس کو فقہ مین حرام جانتے تھے ایکروز ابو حنیفہ امام جعفر صادق کے پاس آئی امام نے ابو حنیفہ سے کہا کہ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ تم قیاس کرتے ہو فقہ مین حالانکہ قیاس نہ کرنا چاہیے اول جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تہا۔

فائدہ یہ کلام شیعون کے امام علیہ السلام کا سنیوں کے عالم کو اسوجہ سے پسند ہوا کہ آپس مین لفظ ابلیس قیاس کنندہ فقہ کی بابت واقع ہوا ہے اور چونکہ امام علیہ السلام مخاطب تھے ابو حنیفہ سے اسلیے سنیون نے یہ سمجہا کہ امام نے ابو حنیفہ کو ابلیس کہا ہے ابن ابلیس وہی لفظ ہے جو ابو حنیفہ نے ابو بکر کے ایمانکی نسبت استعمال کیا تھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ کے خیال مین مسئلہ قیاس کی ایجاد حضرت ابو بکر سے ہوئی تھی اور پہلے قیاس کے موجد حضرت ابو بکر ہین کہ جنہون نے محض قیاس پر مسئلہ خلافت غدیر پر کو بالائے طاق رکہدیا اور خود خلیفہ بنگئے تہے۔ مگر اس ارشاد امام جعفر صادق علیہ السلام سے تنہا ابو حنیفہ مراد نہین ہوسکتی۔ آپنے اول قیاس کنندہ کو ابلیس ارشاد فرمایا ہے اور ابو حنیفہ نے ایمان ابو بکر کو ایمان ابلیس کہا ہے پس بدالت ابو حنیفہ نمبر ۲ پر حضرت ابو بکر ہوئی اور جب ارشاد صاحب اساۃ اللبیب نمبر سے نمبر پر ابو حنیفہ ابلیس قرار پاتے ہین اور اگر اسی طرح فہرست

قیاس کنندگان قرار دیا فقہہ تیار کی جاوے تو نہ معلوم سنیون مین کسقدر ابلیس میزان مین آجاویگی۔ کیونکہ شیعون کے امام علیہ السلام نے صرف نمبر اول کے ابلیس کو بتا دیا تہا اور تعداد کی حد مقرر نہین کی تھی اور یہ ارشاد امام سنیون کے علما نے مستند قرار دیدیا ہی تو اسکے مستند تسلیم کرنے پر ہی خود بخود یہ تسلیم ہو جاویگا کہ کوئی لسٹ ہی کہ جسمین پہلا نمبر ابلیس کا ہی۔

پس جب سنیون کی حدیثون اور اونکے علما کی یہ حالت ہے تو بمقابلہ اسکے شیعہ کی حدیثون اور شیعہ علما کو جہوٹا کہدینا ذیعلم مصنف کا تعصب نہین ہی تو اور کیا ہی ؎

فغان نہین آہ ہین فریاد ہین شیعون ہی نالے ہین -
سناؤن درد دل طاقت اگر ہو سننے والے مین -

سوال نمبر ۷ - کیا عاشورہ محرم کے دن سوگ کرنا جائز ہے ؟

جواب - صاحب من - جائز یا ناجائز وہ بات یا وہ فعل ہوتا ہے جسکا ذکر قران مین ہو یا سنت رسول سے ثابت ہو اور بس - شیعہ لوگ خدا اور رسول کے علاوہ بارہ امامون کے قول و فعل کو بھی سنت کے برابر جانتے ہین لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہی کہ عاشورہ محرم کی یادگار منانے کا حکم نہ قران مین ہی نہ سنت رسول سے ثابت ہی نہ امامون نے اسکا حکم فرمایا بلکہ ایک بڑے محقق کی کتاب سے ثابت ہوا ہی کہ عاشورہ کی رسم ایک بڑے شیعہ امیر نے بغداد مین سب سے پہلے قائم کی تہی اسکا نام معز الدولہ ہے اور مطیع خلیفہ عباسی کے وقت امر خلافت بغداد مین اسکو بہت کچھ اختیار حاصل تہی مذہب اسلام مین سوائے خدا و رسول یا کسی امام کے حکم کے سوا کسی شخص کا دستور مسلمانون کے واسطے حجت نہین ہو سکتا نہ ایسے دستور پر حکم جواز یا عدم جواز کا جاری ہو سکتا ہی۔

جواب نمبر ۷ - **شیعہ** - یہ ایک ایسا سوال ہی جو بہت ہی مرتبہ معرض بحث مین آچکا ہے مگر سوال و جواب سے یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ کس فرقہ مین عاشورہ محرم سوگ کا دن ہی اور کس فرقہ مین عید کا دن ہی پس اسکا دکھانا ضروری ہی کہ اسلام مین جو ایک فرقہ سُنی مذہب ہے اوس فرقہ کے لئے روز عاشورہ محرم عید کا دن ہی اور مین اپنے قول کی تائید مین چند سند اہلسنت والجماعت کے ہان سے پیش کرتا ہون - شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی سر الشہادتین مین لکھتے ہین روز عاشورہ اہل حرم مین نالہ و شیون برپا تہا عورات نے سر کے بال کھول دئے تھے اونکے سرون پر خاک پڑی تھی

اپنے وارثون کے غم مین عورات موہنہ پر طمانچہ مارتی تہین، سر پیٹ رہی تھین سینہ کوٹ رہی تھین۔ اسطرف تو اہل حرم مین ماتم حسین ہوتا تہا اور اہلحرم لوٹے جا رہے تھے اور اسیر کئے جا رہے تھے او سطرف فوج یزید مین قتل حسین کی عید ہو رہی تھی۔ عبید اللہ ابن زیاد کا دربار اور شہر کوفہ مثل روز عید سجایا گیا تہا اور دربار یزید اور شہر شام مین جشن تھا اور آپس مین ملتے تھے اور اظہار عیش کر رہے تھے اور وہ لوگ کہ جنکے اجماع سے یزید خلیفہ ہوا تہا یزید کے ساتہہ جشن مین شریک تھے"۔

اس سے ثابت ہی کہ سنیون کے خلیفہ یزید نے شام مین روز قتل حسینؑ یہ جشن کیا اور اوسکی مملکت مین بنا بر خوشنودی یزید جا بجا جشن ہوئے جب سنیونکے خلیفہ کے فعل اختیاری سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ خلیفہ نے روز قتل حسین جشن کیا اور دربار کیا کہ جو بادشاہون کے جشن کا طریقہ ہی تو روز عاشورہ محرم کی عید سنیون کے لئے ثابت ہوگئی۔ مین اس موقع پر وہ اشعار بھی ہدیہ ناظرین کرتا ہون جو بروز جشن قتل فرزند رسول یعنی حسین یزید نے دربار عام مین پڑہے تھے۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا	وقعۃ الخزرج مع وقع الاسل
ای کاش آج میرے وہ بڑے بوڑہے ہوتے جو بدر مین شہید ہوئے	جنہون نے واقعہ خزرج اور اسل کا دیکھا ہے

اس شعر مین یزید یاد کرتا ہے اپنے بزرگونکو جو جنگ بدر مین جناب علی مرتضی کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے معہ اوس واقعہ کے جو خزرج پر متصل درخت اسل واقعہ گذرا تہا اب مین غزوہ بدر کے مختصر حالات لکھتا ہون۔ علماء اہلسنت سے منقول ہی غزوہ بدر اول فتوحات اسلام مین سی ہے کمال الدین بن طلحہ شافعی مطالب السئول مین اور علامہ بن یوسف الکنجی کفالت المطالب مین لکھتے ہین کہ بدر کی لڑائی آنحضرت صلعم کی بعثت مین ہجرت کے اٹھارہوین ۱۸ مہینہ سترہوین رمضان کو جمعہ کے روز واقعہ ہوئی اوسوقت علیؑ کی عمر ستائیس برس کی تھی اس روز علی اپنے بیخوف دل سے اور اپنی ثابت قدمی سے اس دریا کے منجہدار مین غوطہ لگاتے تھے اور تلوار کی تیزی سے دشمنون کی گردنین قلم کر رہے تھے اور ابو محمد عبد الملک مقام نے اپنی کتاب سیرۃ النبوۃ مین نقل کیا ہے کہ مشرکین کے جنگ آوردن مین سے جن کو علیؑ نے بذات واحد یا کسی کی شرکت سے قتل کیا ہی ۲۱ شخص ہین ان مین سے ۹ آدمیون پر تمام ناقل اخبار متفق ہین کہ اونکو تنہا علیؑ نے قتل کیا ہے اور یہ قول بغیر کسی اختلاف کے ہے اور چار شخص ایسے ہین جنکو آپنے دوسرونکی شرکت سے قتل کیا ہی اور آٹھ ایسے ہین جنکی نسبت اختلاف ہی کہ آیا اون کو علیؑ نے قتل کیا یا کسی دوسرے نے پس

وہ شخص کہ جسکو علی نے بلا شرکت غیری قتل کیا ہے جس مین کسی عالم مذہب اہل سنت کو اختلاف نہین ہے وہ یہ ہین ولید بن عتبہ بن ربیعہ معاویہ بن ابی سفیان یعنی یزید کے دادا کا ماموں اور یہ بڑا شجاع اور جری شخص تھا۔ عاص بن سعید بن عاص بن امیہ یہ شخص بھی یزید کے رشتہ کا دادا تھا۔ عامر بن عبد اللہ نوفل بن خویلد بن اسد یہ شخص قریش کے شیاطین مین سے مشہور تھا اور آنحضرت صلعم کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا اور قریش اسکو ہر ایک امر مین مقدم رکھتے تھے اور اپنا پیشوا سمجھتے تھے جناب رسول خدا نے اسکو دیکھکر شناخت کیا اور خدا سے نوفل کے شر سے بچنے کی دعا کی اور علی نے اوسکو قتل کیا۔ مسعود بن شعبہ ابو قیس بن الفاکہ عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ عاص بن المنبہ بن الحجاج حاجب ابن سائب

اور بقول علماء اہل سنت وہ لوگ کہ جنکو علی نے بشارکت دیگر سے قتل کیا ہی یہ ہین۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب معاویہ کا بھائی عبیدہ ابن الحارث ربیعہ عقیل بن الاسود بن المطلب اور بقول اہلسنت وہ اشخاص کہ جنکو علی نے قتل کیا یا کسی اور نے وہ یہ ہین۔ نعیم بن عدی بن نوفل یہ بھی تمام گمراہوں کا سردار تھا عمیر بن عثمان عمرو بن قیس حرملہ بن عمر قیس ابن الولید ابن المغیرہ ابو العاص بن القیس اوس الجحی عتبہ بن المعیط ابن معاویہ بن عامر

رافع غلام جناب رسول خدا صلعم سے روایت ہی کہ جب بدر کے روز صبح کو لوگ اوٹھے قریش صف بستہ کھڑے تھے ان سب کے آگے عتبہ بن ربیعہ اور اوسکا بھائی شیبہ اور اوسکا فرزند ولید کھڑے ہوئے تھے عتبہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ یا محمد آپ ہمارے قریش کے بھائیون مین سے روانہ کرو انصار مدینہ سے تین جوان انکے مقابلہ کو نکلے عتبہ نے کہا تم اپنا حسب نسب بیان کرو اونہون نے بیان کیا عتبہ نے کہا تم واپس جاؤ تم سے ہم نہ لڑینگے۔

ہمنے اپنے بھائی بندون کو طلب کیا ہے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے مقام پر واپس جاؤ اور فرمایا اسے حمزہ اسے علی اسے عبیدہ تم جاؤ اور اوس سچائی پر جسپر خداوند تعالے نے تمہارے بیٹے کو مبعوث کیا ہے اونسے لڑو پس یہ حضرات اونکے مقابلہ کو چلے انکے سرون پر خود تھے کفار نے ان کو نہ پہچانا عتبہ نے کہا کہ تم کون ہو اگر تم قریش سے ہو تو ہم تمسے جنگ کرینگے ورنہ نہین۔ جناب حمزہ نے جواب دیا مین حمزہ بن عبد المطلب ہون عتبہ نے کہا تم کفو کریم

ہو۔ جناب علی نے کہا مین علی بن ابیطالب ہون اور جناب عبیدہ نے کہا مین عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب ہون۔ یہ سنکر عتبہ نے اپنے فرزند سے کہا کہ اے ولید اوٹھ اور علی سے جنگ کر آپ اوسوقت چھوٹی عمر کے تھے اپنے ساتھیون مین سے پس دونون کے وار چلے ولید کا وار خالی گیا اور جناب علی کا وار ولید کے دست چپ پر پڑا اور وہ کٹ گیا پھر آپ نے دوسری ضرب ماری ولید کو دو ٹکڑے کر کے پھینکدیا۔ عتبہ جناب حمزہ سے لڑا جناب حمزہ نے اوسے قتل کیا اور شیبہ جناب عبیدہ سے لڑا آپ ساتھیون مین سب سے زیادہ عمر کے تھے دونون مین باہم ضربین چلین شیبہ کی تلوار سے آپکی پنڈلی کٹ گئی جناب علیؑ اور حمزہؓ نے آپکو چھوڑا لیا۔

سیرۃ النبوۃ مین یہ تذکرہ ہے کہ جنگ بدر میں علی کی عمر ۲۷ برس کی تھی ولید بن عتبہ جو بڑا شجاع اور بہادر تھا علی سے لڑا اور علی نے اوسکو قتل کیا اور پھر عدی اور پھر نوفل کو قتل کیا جو قریش کے شیطانون مین سے تھا۔ اسی طرح آپ ایک کے بعد ایک کو قتل کرتے تھے یہانتک کہ آپ نے نصف قتل کئے اور کل مقتول ستر تھے اور نصف دیگر نے قتل کئے۔

علماء اہل شیعہ نے لکھا ہے کہ اس لڑائی مین ستر شخص مشرکین سے مارے گئے اور ستر اسیر ہوئے تھے اور مشرکین مقتول مین سے ستائیس کو تنہا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے قتل کیا تھا اور باقیون کو یعنی ۳۴ مشرکین کو دیگر مسلمان اور ملائکہ نے قتل کیا تھا۔

مین اسموقع پر ضرورتاً قرآن شریف کی ایک آیت ہدیہ ناظرین کرتا ہون جو اسی جنگ کے موقع پر ارشاد حق ہوا ہے۔ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ ان اللہ عزیز حکیم

ترجمہ جسوقت استغاثہ کیا تمنے پروردگار اپنے سے پس قبول کیا خدا نے تمہاری دعا کو کہ مین تمہاری مدد کرنیوالا ہون ایکہزار فرشتہ سے جو پے در پے آوینگے اور نہین کیا ہے اس مدد کو ملائکہ کیساتھ خدا نے مگر بشارت تمہاری واسطے تاکہ آرام پاوین دل تمہارے اور فتحیاب ہو نا دشمن پر صرف خدا کیطرف سے اور اوسکے حکم سے اور تحقیق خدا ہر چیز پر غالب ہے اور سب کام اوسکے حکمت سے ہین

اور اسی جنگ مین جناب رسول خدا نے جناب علیؑ سے ارشاد فرمایا تھا کہ سنگریزے چن کر لاؤ چنانچہ لائے حضرت نے ایک مٹھی سنگریزون کی کفار کی جانب پھینکدی جسجسے ماتھے پر وہ سنگریزہ لگا وہ مشرک ہی فی النار ہوا جسکی خبر قران پاک مین اسطرح فرمائی گئی ہے

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ ترجمہ یعنی ای محمد تو نے وہ سنگریزہ نہین پہینکے بلکہ رمی - وہ خود خدا تعالے نے پہینکے ہین -

آیۃ اول سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ بدر مین بنا بر امداد رسول خدا خداوند تعالے نے ہزار فرشتے نازل فرمائے کہ جنہون نے لشکر اسلام کی مدد کی چونکہ یہ پہلی جنگ تہی اور فریق مخالف کی طرف بہت ہی نامور اور جنگجو شریک تہے ہادی اسلام کو ضرورت واقع ہوی امداد خدا کی چنانچہ خدا نے بذریعہ ملائک کے امداد فرمائی نیز اون پتہرون کو جو رسول خدا نے اپنے دست مبارک سے مشرکین پر مارے تہے اوس ہاتہہ کو خداوند تعالے اپنا ہاتہہ فرماتا ہے مگر خلیفہ رسول یزید اپنے کشتون کو اپنے شعر مین لفظ شہید سے یاد کرتا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سینون کا خلیفہ رسول خدا کی جنگ (جہاد) کو حق بجانب نہ جانتا اور اونکو کافر اور مشرک سمجہتا تہا اور اسیوجہ سے اپنے بزرگوارون کو جو بدر مین قتل ہوئے حق بجانب تسلیم کرتا تہا بدینوجہ اون کے لئے یزید نے لفظ شہید بولا ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ شہید اسلام کے اون کشتگان کے واسطے استعمال ہوتا ہی جو مشرکین اور کفار کے ہاتہہ سے قتل ہوتے ہین اور اس سے ثابت ہے کہ سینون کا خلیفہ یزید جنگ بدر کو جو منجانب اسلام ہوی مشرکین کی جنگ خیال کرتا تہا اور ہادی اسلام کو جو اوس جنگ کا سردار تہا مشرک اور کافر سمجہتا تہا۔

سینون کے خلیفہ یزید کا دوسرا شعر

لست من خندف ان لم انتقم   من بنی احمد ما کان فعل
مین قبیلہ خندف کیطرح نہین ہون کہ مین بدلا نہ لیا   اولاد احمد سے جو کچہ اونہون نے کیا تہا

سینون کے خلیفہ یزید کا تیسرا شعر

لعبت هاشم بالملک فلا   خبر جاء ولا وحی نزل
بنی ہاشم نے ملک مین ایک کہیل کہیلا تہا   نہ کوئی خبر اون کے پاس آئی نہ وحی نازل ہوی

یہ شعر تو بہت صاف ہے سینون کا خلیفہ رسول خدا کو نہ نبی جانتا تہا نہ قائل وحی تہا -

سینونکے خلیفہ یزید کا قطعہ جسمین دو شعر نمبر ۵ ہین

فجزیناهم ببدر مثلها   وباحد یوم احد فاعتدل
قد اخذنا من علی ثارنا   وقتلنا الفارس اللیث البطل

ہمنے بدر و احد کی مانند جزا دیدی اور علی سے اپنا بدلہ لیلیا اور اوس شہسوار کو قتل کیا جو بہادر تھا

لو رادہ لاستھلو فرحا	ثم قالو یا یزید لا تشل
اگر اس انتقام کو میرے بزرگ دیکھتے	تو وہ یہی کہتے کہ اے یزید تیرا ہاتھ نہ تھکے
وکذاک الشیخ اوصانی بہ	فاتبعت الشیخ فیما قد سئل
اور یہی مجھکو میرے شیخ کی وصیت ہی	پس میں اپنے شیخ کا اتباع کرتا ہوں

غالباً شیخ سے مراد یزید نے اپنے پدر عالیمقدار معاویہ سے لی ہے اگر "پدر نتواند پسر تمام کند" کے مصداق ہوئی ہیں - اگرچہ ہمنے ایک منظر دیدی ہے کہ روز عاشورہ محرم سنیوں کے ہاں روز عید ہے مگر مزید احتیاط اور دو ایک نمونہ سنیوں کے ہاں سے پیش کئے جاتے ہیں - سنیوں کے غوث اعظم عبدالقادر جیلانی اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ روز عاشورہ محرم روز عید ہی -

سنیوں کے عالم محمد جہانگیر خانصاحب اپنی اظہار المدی صفحہ ۸۳ پر تحریر کرتے ہیں" - جب مسلمان محرم کا چاند دیکھیں اس ماہ کو متبرک سمجھیں اس ماہ میں یزید نے خون عثمان کا بدلا امام حسین علیہ السلام سے لیا ہے اور اس یزید کو اس مہینہ میں فتح نصیب ہوئی ہی -

عاشورہ کے دن روزہ رکھیں نوافل پڑھیں غسل کریں علما سے ملیں محتاجوں کو فی سبیل اللہ صدقہ دیں اور باہم مسلمانوں سے ملیں اور ان اعمال بد سے بچیں مثل مرثیہ سننے - سینہ کوٹنے سر پیٹنے سر کھولنے - بھس اوڑانے ماتم کرنے - نذر حسین سبیل رکھنے فاقہ سے مرنے یا برہنہ پھرنے زمین پر لیٹنے وغیرہ - سے " ان تمام اسناد سے ثابت ہی کہ سنیوں کے ہاں روز عاشور محرم روز عید ہے -

شیعوں کے ہاں بیشک روز عاشورہ محرم مصیبت کا دن ہی کیونکہ وہ پیمبر رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور اونکی اولاد میں جو ائمہ طاہرین ہوئے ہیں وہ اونکو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اور اونکے غم کے زمانہ میں غم کرتے ہیں اور جو کچھ کہ مناسب حال ہوتا ہے وہ کرتے ہیں اور قاتلان حسینؑ اور انپر جو باعث قتل امام حسینؑ ہوئے ہیں تبرا کرتے ہیں -

شیعہ فرقہ کا کیا بوڑھا کیا جوان ان اعمال کو بجالانا اپنا فرض عینی جانتا ہے حتی کہ معصوم بچہ تک سیاہ لباس پہنکر اظہار غم کرتے ہیں -

میں اس امر کو تو دکھا چکا کہ روز عاشورہ محرم سُنیوں کے ہاں روز عید ہے۔ اور شیعوں کے ہاں روز غم واندوہ۔ مگر اس ممبر میں مصنف مرزائی نے ایک عجیب فقرہ تراشا ہے۔ کہ عاشورہ محرم کی یادگار منانے کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ سنت رسُول سے یہ ثابت ہے۔ مصنف کو اس یادگاری فقرہ کا سب سے پہلے سنیوں پر اعتراض کرنا چاہیئے تھا۔ جو انکے ہم ملت تھے۔ اور اگر یادگار منانا عیب ہے تو سب سے پہلے اپنے دامن کو اس عیب سے پاک وصاف کیا ہوتا۔ پھر فرقہ شیعہ کی طرف توجہ کی ہوتی۔

سُنّی موجودہ زمانہ میں اسقدر یادگاریں مناتے ہیں کہ جنکا شمار طول اعمل ہے۔ اور بمقابلہ انکے عشرہ محرم کی یادگار بہت کم ہے۔ مگر میں تمثیلاً چند کا تذکرہ کرتا ہوں۔

ایک یادگار تو سنیوں میں ایسی منائی جاتی ہے کہ گویا ان کے چھٹی میں پڑ چکی ہے اور وہ گیارہویں شریف ہے۔ کوئی اعلےٰ سے لیکر ادنےٰ سُنّی ایسا نہ ہوگا۔ جو اس کے مزے سے واقف نہ ہوگا۔ یادگار تو سالانہ ہؤا کرتی ہے مگر یہ تو وہ ماہواری عارضہ ہے۔ کہ ہر سُنّی کے گھر میں دسویں ختم ہوئی نہیں اور گیارہویں کو موجود۔ نذریں ہوتی ہیں۔ نیازیں ہوتی ہیں۔ اور جب گیارہ مہینے ختم ہوجاتے ہیں۔ تو ربیع الثانی کی گیارہویں جو سالانہ یادگار کا دن ہوتا ہے۔ اس روز تو سُنّیوں میں وہ جوش وخروش ہوتا ہے کہ شاید کوئی گھر سُنّی کا ایسا نہ ہوتا ہوگا۔ کہ چار ٹکے اس یادگار میں صرف نہ ہوتے ہوں۔ ممالک پنجاب میں چند جگہ مختصراً اس کی یادگار منائی جاتی ہے۔ مگر لودھیانہ میں جس حسن عقیدت سے یہ یادگار منائی جاتی ہے۔ ہندوستان میں دوسرا مقام اس کے مقابل نہ ہوسکیگا۔ اسی کا نام روشنی کا میلہ رکھا گیا ہے۔ سال بھر کے بچھڑے ہوئے یہاں ملتے ہیں۔ دلکی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ شیخ عبدالقادر صاحب کے مزار کی نقل بھی یہاں بنائی ہوئی ہے۔ اور مثل ہندوؤں کے معابد و نکے جھنڈا بھی یہاں کھڑا ہؤا ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ شیخصاحب کی یادگار نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور یہ یادگار کس عمل خیر کا نمونہ ہے۔ کونسا کام شیخصاحب سے ایسا صادر ہؤا تھا۔ کہ جسکی جلو میں انکی یادگار قائم کیگئی ہے۔ اس یادگار کے واسطے قرآن میں کوئی سند ہے یا سنت رسُول کا تتبع کیا جاتا ہے۔ یہ ہندوستان سے لیکر عرب تک ایسی

یادگار منائی جاتی ہے۔ کہ اس یادگار نے حضرات ابو بکر و عمر کے نام کو خاک میں ملا دیا ہے کہ جو اسلام میں سُنیوں کے پہلے پیر ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ انہیں دستگیر کا لقب عطا نہ ہوا۔ اور شیخ عبدالقادر صاحب کو ہو گیا۔ اور نہ یہ مثل شیخ صاحب غوث اعظم کہلائے گئے۔

اب میں ایک مختصر فہرست سُنیوں کے ان پیروں کی دیتا ہوں کہ جنکی سالانہ یادگاریں منائی جاتی ہیں۔ عرس[1] فریدالدین۔ عرس[2] شیخ عباد اللہ۔ عرس[3] ثناء اللہ۔ عرس[4] مجدد الف ثانی۔ عرس[5] خواجہ منتخب الدین۔ عرس[6] حسام الدین۔ عرس[7] منتخب علی۔ عرس[8] پیر انگلیر۔ عرس[9] شاہ صفی۔ عرس[10] فضل الرحمٰن۔ عرس[11] شاہ قلندر۔ عرس[12] شاہ نظام الدین۔ عرس[13] شاہ محمد کاظم عرس[14] شاہ تراب علی قلندر۔ عرس[15] واجد علی قلندر۔ عرس[16] جمال الدین۔ عرس[17] کرامت۔ عرس[18] ابو محمد ارغوان۔ عرس[19] حاجی امداد اللہ۔ عرس[20] خواجہ اجمیری۔ عرس[21] خواجہ کوہ مولا۔ عرس[22] خواجہ شاہ عالم۔ عرس[23] بندگی شاہ سکندر آبادی۔ عرس[24] شرف الدین۔ عرس[25] ابوتراب منصور۔ عرس[26] شاہ سلیم چشتی۔ عرس[27] حیدر علی قلندر۔ عرس[28] نظام الدین کاکوری۔ عرس[29] شاہ منفی سنبھل عرس[30] سید محمد گیسو دراز۔ عرس[31] محمد صالح۔ عرس[32] گلبرگہ۔ عرس[33] شاہ علی تقی۔ عرس[34] علاء الدین۔ عرس[35] عبداللہ شاہ مرشد ابوالعلا۔ عرس[36] ابوالعلا آگرہ۔ عرس[37] سرور سلطان۔ عرس[38] شاہ سبط علی قلندر۔ عرس[39] مصلح الدین اکبر آبادی۔ عرس[40] شاہ بلاقی مراد آبادی۔

یہ تو وہ یادگاریں سالانہ ہیں کہ جنکا جنتری میں اشتہار ہوتا ہے۔ نہ معلوم کسقدر ایسی ہونگی کہ جو مشتہر نہ ہوتی ہونگی۔ تعجب ہے کہ مصنف مرزائی کی ان چالیس پر رگ تعصب نہ پھڑکی اور حسینؑ نواسۂ رسولؐ کی سالانہ یادگار پر پھڑک اٹھی۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ ہندوستان میں اسلامی ترقی کے کہیں بعد شیعہ مذہب ظاہر ہوا ہے (دیکھو تاریخ فرشتہ) پس رسم سالانہ یادگاریں منانے کے سُنی موجد ہوئے ہیں نہ شیعہ۔ پس اگر یہ فعل قبیح ہے تو پہلے اپنے اگلے پچھلوں پر الزام دو پھر شیعوں کی طرف متوجہ ہونا۔ یا یوں کہو کہ سُنیوں نے بھی معز الدولہ سے تخم سالانہ یادگار کا حاصل کر کے زمین ہند میں بو دیا۔ میں نے خود بنظر تحقیقات سُنیوں کے عُرس ہائے مذکورہ بالا میں سے چند عرس دیکھے ہیں۔ عرس اجمیر ہی کی حالت تو نہایت قابل افسوس ہے۔ میں نے ... ملماؤں کو دیکھا کہ مقبرہ کے آس پاس کے درختوں میں اپنی گردنیں باندھے ہوئے

کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم تو خواجہ سے سو روپیہ لینگے۔ کوئی دو سو کا سوال کر رہا تھا کوئی پانچسو کا۔ کوئی اولاد کا سوال کر رہا تھا۔ کوئی اپنے کسی مقصد کا کوئی کسی مقصد کا۔ کیا اسلام نے یہ جائز کر دیا ہے۔ کیا قرآن نے یہ فتویٰ دیدیا ہے۔ کہ اپنی حاجت سوائے خدا کے کسی دوسرے سے طلب کرو۔ اگر دیدیا ہے تو وہ آیت پیش کرو۔ اگر کوئی آیت قرآنی اس کے جواز میں نہیں ہے تو پھر شرک کسکو کہینگے۔ کہ جسکا اسلام میں عام رواج پایا جاتا ہے اور معاذاللہ رنڈی بھڑوؤں کا تو یہاں اسقدر ہجوم ہوتا ہے کہ انکے درمیان سے نکلنا کچھ وہاں کے زائرین کو پسند ہوتا ہے۔ جن امراء سنیوں کی اجمیری صاحب کے ہاں سے مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ وہ وہاں کی دیگوں میں پلاؤ پکا کر تقسیم کراتے ہیں۔ اُن دیگوں میں بلا سیڑھی لگائے کوئی اُتر ہی نہیں سکتا۔ پس جسکی مراد پوری ہوتی ہے۔ وہ تو خواجہ کی صفتوں کے آگے خدا کو بھی بھول جاتا ہے۔ پیران کلیر میں مسئلہ گلو بندی کا تو رواج نہیں ہے۔ مگر رنڈی بھڑوے قوال اجمیر سے یہاں کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ تین شبانہ روز خوب ناچ رنگ ہوتے ہیں مقبرہ کی ایک سمت رنڈیوں کے طبلہ کی دھمک دوسری سمت قوالوں کی ڈھولک کی کھڑک وہ غضب ڈھاتی ہے کہ پرانے پرانے عمر کے مسلمان گیروا رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے حالت وجد میں آکر خلائق موجودہ کو اپنا تماشہ دکھاتے ہیں۔ وہ گولر کا درخت کہ جسکے سایہ میں کہا جاتا ہے کہ سُنّیوں کے پیر نے دور سے عبادت کی تھی۔ اسکا تخم اگر کسی کو ملجاتا ہے تو وہ صاحب نصیب تصوّر ہوتا ہے۔ جس بدنصیب کو اس کا تخم نہیں ملتا۔ وہ بوجہ برکت کے اس درخت کے پتّے ہی کھسوٹ لیتا ہے۔ عقیدتمندوں کا بس نہیں چلتا ورنہ وہ تو درخت کی ٹہنی تک ہضم کرجاویں۔ یہاں پیر کی قبر کو غسل دیا جاتا ہے۔ اسوقت کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔ سُنّی اس پانی کو آب زمزم تو کیا آبحیات سے بھی کہیں بڑھکر سمجھتے ہیں۔ کیا مجھکو اس موقعہ پر یہ سوال کرنا نامناسب ہوگا۔ کہ ایسی یادگار منانے کیواسطے سُنّیوں کو خدائی پروانہ مل گیا ہے یا رسولؐ کا یا ابوبکر یا عمر کا کہ جنکے وہ مقلد یا مطیع ہیں۔ عرس فرید شکر گنج یہاں تو گویا سُنّی مسلمانوں کو بہشت اور دوزخ تقسیم ہوتا ہے۔ یہاں ایک موری ہے۔ جو اسمیں سے نکل گیا وہ داخل جنّت ہوگیا۔ جو نہ نکلا جہنّمی۔ کیا ایسے ہی باعقیدہ ہزاروں مسلمانوں کو شارع اسلام نے یہ سبق

پڑھایا تھا۔ کہ وہ دنیا ہی میں کھڑکی سے نکلتے ہی جنت میں داخل ہو جاوینگے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس جنت کے داخلہ نے خدائی جنت کو بھی بھلا دیا۔ واہ رے سُنیّو واہ۔

میں حق بات کہے بغیر نہ رہونگا۔ مینے منجملہ اور عُرسوں کے مجدّد الف ثانی کا بھی عُرس دیکھا۔ یہ عرس ان تمام لغویات سے پاک وصاف ہے کہ جو اوروں میں ہے۔ یہاں سوائے قرآن خوانی کے یا مجالس میلاد شریف کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ رنڈی اور قوال تو درکنار یہاں کوئی عورت بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ عُرس ضرور اپنے اصول کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ مگر یار لوگوں نے یہاں بھی حاشیہ چڑھایا۔ ایک چھوٹی سی گلی ہے جسکو جنت کی گلی کہا جاتا ہے میں بھی اسمیں گیا ہوں۔ اور وہ بہ نسبت دیگر مقامات کے سرد ضرور تھی۔ مگر وہ موسم اچھی سردی کا تھا۔ انشاء اللہ میں مئی جون کے مہینوں میں بھی جاکر دیکھونگا کہ اس کا وہ سرد اثر ان ایّام مین بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

نظر بران اسمیں کوئی بُرائی نہیں ہے کہ ہر شخص اپنے عقیدہ کے موافق اپنے بزرگوں کو سال بھر میں ایک دفعہ یاد کرلے۔ اور رسم و رواج ایک ایسی زبر دست قوت ہے کہ وہ زبانی جمع خرچ سے تو کیا قانون سے بھی نہیں ٹوٹ سکتی۔

سوال نمبر ۸ ۔ امام کے غم میں تعزیہ داری اور گریہ وزاری کرنیسے تو بڑے بڑے ثواب پہنچتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اہلسنت اس غم میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۸ ۔ بزرگانِ دین کی اموات پر اس خاص وقت وفات میں افسوس کرتے ہیں تو کوئی حجت وانکار نہیں۔ لیکن شیعوں کی طرح ہمیشہ اور سال بسال تعزیہ داری کرنا تعلیم اسلام کے برخلاف ہے۔ بلکہ قومی اور مذہبی پیشواؤنکی ایسی یادگاریں قائم کرنا اہل ہنود اور قدیم مصری اور یونانی اور رومی اور نصاریٰ کا دستور چلا آتا ہے۔ اسلامی بزرگوں کی یادگار قائم کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ مسلمان گو کہ تقویٰ اور خوف خدا اور عبادت الٰہی میں سرگرم رہیں۔ اور پس اگر ایسی یادگاریں مسنون ہوتیں تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ والسلام کی وفات کا دن مقدم مسلمانوں میں بطور یادگار قائم کیا جاتا۔ شیعوں نے جو امام کی شہادت کا دن بطور یادگار کے قائم کرلیا ہے۔ تو یہ انکی اپنی خوش اعتقادی کی بنا پر ہے

اور اوپر بتلایا گیا ہے کہ معزالدولہ کی بدعت کی تقلید ہے۔ پھر جبکہ شیعوں ہی نے امام کو شہید کیا تو لازم ہے کہ اس شہادت پر رونے کی تکلیف بھی شیعہ اپنے آپ کو ہی دیا کریں مگر وہ یاد رکھیں کہ قتل حسینؑ کا داغ اس رونے دھونے سے شیعہ جماعت کے دامن سے ہرگز دُھل نہیں سکیگا۔ خواہ وہ رو رو کر آنسوؤں کے دریا بہادیں۔ یا ماتم میں پیٹ پیٹ کر اپنی چھاتیاں سُوجادیں۔ اہلسنت بیچاروں کو ناحق اس بارہ میں ملامت کیا جاتا ہے۔ ان کا کیا قصور ہے۔ ان کا اعتقاد تو قرآن پر مضبوط ہے۔ اور راسخ ہے۔ خداوند کریم فرماتا ہے۔ کہ شہدا کو مردہ مت کہو وہ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ اور خوش ہیں۔ امام حسین علیہ السلام بھی شہید ہیں۔ اور خدا کے فضل و انعام سے جنت میں راضی خوشی ہیں۔ اس واسطے اہلسنت بھی اس ارشاد الٰہی پر یقین کامل رکھتے ہوئے اللہ کی تقدیر پر راضی ہیں اور وہ پسند نہیں کرتے کہ قاتلان حسینؑ کے ہم مشرب گروہ میں شامل ہو کر بوڑھی عورتوں کی طرح شور و واویلا کریں۔ نیز یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ بدعات محرم اور مرثیہ خوانوں کی قابل نفرت خلاف بیانیوں کی اصلاح کے واسطے خود علماء شیعہ کی طرف سے بھی کتابیں شایع ہونے لگی ہیں۔

جواب نمبر ۸۔ منجانب شیعہ: ۔ سوال تو صرف یہ تھا کہ باوجودیکہ حسینؑ کے غم میں گریہ و زاری بہت کچھ ثواب ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ سُنّی اس غم میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے۔ مگر جواب کا پہلو سوال سے بالکل علیحدہ ہے۔ بہرکیف میں مصنف کے سوال اور جواب دونوں کا جواب دیتا ہوں۔ مصنف نے اس امر کو تو تسلیم کیا ہے کہ خاص وقت وفات پر بزرگان دین کے لئے افسوس کرنے میں انکار نہیں ہوسکتا۔ مگر انکار اس امر کا ہے۔ کہ مثل شیعوں کے سال بسال تعزیہ داری کرنا خلاف تعلیم اسلام ہے۔ میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام میں سب سے زیادہ بزرگ آنحضرتؐ ہیں۔ تاریخ پیش نظر کرکے یہ دیکھ لیا جاوے کہ سُنّیوں کے پیشواؤں نے یعنی ابوبکر و عمر صاحبان نے وفات رسولؐ پر عین وقت وفات کچھ افسوس ظاہر کیا یا نہیں۔ اگر کیا ہو تو کسی تاریخ سے بتا دیا جاوے کہ یہ دونوں جو سُنّیوں کے گُروجی ہیں آنحضرتؐ صلعم کے غسل میں کفن میں دفن میں شریک ہوئے۔ ہر تاریخ یہی کہیگی کہ نہیں ہوئے۔ بلکہ جسوقت علی مرتضیٰؑ تجہیز و تکفین آنحضرتؐ میں مشغول تھے۔ یہ دونوں سقیفہ

میں موجود تھے۔ اور وہاں خلافت پر لپاڈُگی ہو رہی تھی۔ ان کو اپنے حلوے مانڈو کی پڑی ہوئی تھی۔ ان کو کیا غرض تھی کہ یہ رسول صلعم کے تجہیز و تکفین میں شریک ہوتے۔ یا اظہار رنج کرتے۔ رسول کے مرنے کی تو ان دونوں کو خوشی تھی۔ کہ رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی خلیفہ جی بنگئے۔ بادشاہ ہو گئے۔ مگر سخت دلی تو اسی کو کہتے ہیں کہ ان دونوں کی صاحبزادیاں رسول کے عقد میں تھیں وہ بھی تو اس روز رانڈ ہو گئی تھیں۔ ان کے سر پر بھی تو دست شفقت نہ پھیرا۔ خیر ام المومنین حفصہ تو مثل اپنے والد بزرگوار قوی الجثہ اور تُند مزاج تھیں۔ مگر ام المومنین عائیشہ تو کمسن تھیں۔ کیوں انکے باپ نے ایسے شدید وقت میں کہ جب وہ رانڈ ہوئیں انکی تسلی نہ کی۔ اس سے زیادہ سخت دلی اور کیا ہو گی۔ کہ جسکی مثال نہ اہل ہنود میں ملتی ہے۔ نہ مصریوں میں نہ نصاریٰ میں۔ اگر یہی تعلیم اور ہمدردی اسلام ہے کہ رسول کے جنازہ کی خبر نہ لی۔ اپنی لڑکیوں کو پُرسا نہ دیا۔ اور ہوس خلافت میں سقیفہ میں پہنچگئے۔ تو ایسی تعلیم اور ہمدردی اسلام کو سلام ہی کرنا ٹھیک ہے۔ کیا علاوہ اسلام کے دیگر قوموں میں کوئی برگذیدہ یا بادشاہ نہیں مرتا کیا اس کے متابعین مثل ابوبکر و عمر کے جنازہ یا ارتھی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ یا رسول کے انتقال کے بعد دفن تک حد سے حد ایک پہر گزر جاتا۔ اسقدر قلیل عرصہ میں کسی بادشاہ کا خطرہ تھا یا اسلام پر چڑھائی تھی یا توپ لگی ہوئی تھی۔ کہ رسول کو بلا کفن و دفن چھوڑ کر سقیفہ سازی شروع کیگئی۔ یہی حالت اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ مصنف نے جو یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ بندگان دین کی اموات کے وقت افسوس کرنا مناسب ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ بلکہ ابوبکر و عمر نے اسلام میں یہ سنت جاری کر دی ہے کہ وقت وفات پر بھی افسوس نہ کیا جاوے۔ پس میں کیونکر سمجھ لونگا کہ سُنی سنت ابوبکر و عمر کو چھوڑ دینگے۔ بلکہ وہ تو اُسے گلے کا ہار بنا ئینگے۔ وہ تو مطلق کسی کے مرنے پر غم نہ کرینگے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب سُنیوں نے رسول کے مرنے کا غم نہ کیا۔ تو ان کے نواسہ کے قتل ہونے کا کیونکر غم کر سکتے ہیں۔ میں نمبر ۲ میں سال بسال تعزیہ داری کرنے کا حوالہ دے آیا ہوں۔ بدیں وجہ یہاں اس پر بحث فضول ہے۔ مصنف خود قدیمی دستور کا قائل ہے۔ کہ سالانہ یادگاریں یہود اور مصری اور یونانی اور نصاریٰ میں ہوتی ہیں۔ پس ایسے دستور کی بابت جو یادگاریں قائم ہوتی ہیں وہ وہ شخص کیا کرتے ہیں کہ جنکو متوفی سے کچھ محبت یا ہمدردی ہو۔ پس اگر اقوام بالا میں ایسے دستور

پائے جاتے ہیں تو وہ قابل ملامت نہیں ہوسکتے۔ ہاں سُنّیوں کے واسطے قابل ملامت یہ بات ضرور ہے کہ حسب قول مصنف اُنہوں نے اپنے رسُول کی یادگار کا کوئی دن بھی قائم نہ کیا۔ رسُول کے واسطے چند موقعہ قابل یادگار رکھتے ۔مثلاً پیدائیش رسول صلعم۔ تبلیغ رسالت۔ فتوحات اسلام۔ وفات آنحضرتؐ۔ مگر کیا کوئی سُنّی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ اُنکے ہاں ایسی کوئی یادگار قائم ہے۔ اس کا سبب صرف یہی ہے۔ کہ پیشوایان مذہب اہلسنت کو رسُول کیساتھ قلبی محبت نہ تھی۔ بلکہ ان کا ظاہرداری کا اسلام تھا۔ کہ جسکی خبر خود قرآنمجید میں خدا نے فرما دی تھی۔ (پارہ ۲۶۔ سورہ محمدؐ) رأیت الّذی فی قلوبھم مرض ینظرون الیك نظر المغشی علیہ من الموت فاولی لھم طاعۃ وقول معروف ٥ **ترجمہ** دیکھا تونے ان لوگوں کو کہ دلونیں انکے نفاق ہے دیکھتے ہیں تیری طرف بچشم یاس موت سے پس وائے ہے ان پر اور انکی باتوں پر۔

(آیتہ دوم پارہ ۶ مائیدہ) یا ایھا الرسول لا یحزنك الذین یساعون فی الکفر من الذین قالوا امنّا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم ۔ **ترجمہ** اے رسول غمگین مت ہو ان لوگوں سے جو جلدی کرتے ہیں کفر میں اور گو کہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ۔ مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے۔

پس یہی تو تھے کہ جو رسُول کے مرنے کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ کب یہ آنکھیں بند ہوں اور کب ہم اپنا کام بنا دیں۔ اور یہی سبب تو تھا کہ رسُول کو بلا کفن و دفن چھوڑ کر سقیفہ میں اجلاس کو گرم کر دیا۔ کیا یہ وہ جلدی نہیں کہ جو ایسی آیت میں خدا نے فرمائی ہے کہ اے رسُول تو غمگین مت ہو۔ جو بہت جلدی کرتے ہیں کفر میں۔ یہی تو زبانی مسلمان ہیں دلی نہیں ہیں۔ کفر کے معنے بدلجانا پھر جانا۔ لوٹ جانیکے ہیں۔ جو ہدایت خدا و رسُول سے پھر جاوے۔ اس کو کافر کہینگے۔ اور کافر مسلمانوں میں سے ہی ہوتے ہیں۔ چونکہ اس آیتمیں لفظ کفر واقعہ ہُوا ہے۔ اس سے وہ مسلمان مراد ہیں۔ کہ جو کافر کہے جاوینگے۔ کیا ابوبکر و عمر نے رسُول کو ایسا غافل سمجھ لیا تھا کہ اُنہوں نے کوئی انتظام رسُول کی مرگ کے بعد کا نہ کیا ہوگا۔ اور کیا خدا و رسُول منتظر اس امر کے رہے ہونگے کہ تم بعد وفات رسُول مثل شتر بے مہار پھرو۔ جیسا کہ خدا خود فرماتا ہے پارہ ۲۹۔ سورۂ قیامت اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی۔ کیا گمان کرتے ہیں انسان کہ وہ بغیر نگہبان کے

چھوڑ دیئے جاوینگے۔ کیا یہ آیت ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ خدا نے انسانوں پر نگہبان مقرر کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کیا اس وعدہ میں یہ ارشاد ہے کہ زمانہ رسولؐ تک ہی تم پر محافظ رہیگا۔ اور بعد کو نہ ہوگا۔ مگر آنکھیں کھولکر دیکھو خدا فرماتا ہے۔ کل شیٔ فصلنٰہ تفصیلا ہر امر کو مفصل بیان کیا ہے ہمنے ساتھ تفصیل کے۔ اگر سنیوں کے خدا نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا یا سُنیوں کے رسولؐ نے اس سے لوگوں کو آگاہ اور مطلع نہیں کیا۔ تو معاذ اللہ اس سے زیادہ کذب سُنیوں کے خدا کا اور کیا ہوگا۔ اور معاذ اللہ اس سے زیادہ دہوکا دہی سنیوں کے رسول کی اور کیا ہوگی۔ کہ اس مرتے وقت تک اپنی امت کو یہ نہیں بتایا کہ کون میرے بعد تمہارا محافظ ہوگا۔ اور اسی وجہ سے ابوبکر و عمر کو ایسی جلدی پڑ گئی کہ انہوں نے رسولؐ کا جنازہ چھوڑ دیا غسل وکفن و دفن چھوڑ دیا۔ اور سقیفہ کیطرف گھوڑ دوڑ لگائی۔ اور اگر سنیوں کے خدا و رسول سچے ہیں تو مجھے بتا دیں کہ کسکو خدا و رسولؐ نے محافظ دین اسلام چھوڑا تھا۔ مگر اسمیں یہ دقت واقع ہوگی کہ اگر تقرر محافظ تسلیم کرلیا جاویگا۔ تو پھر سقیفہ میں تک ٹٹ جانا چہ معنی دارد کا مضمون ہوگا جب تمہارا ایک محافظ موجود تھا۔ اور جسکو خدا و رسولؐ نے بتا دیا ہوگا۔ تو تمکو یہ چاہئے تھا کہ سقیفہ کا پھاٹک نہ کھولا ہوتا۔ اپنے رسولؐ کے کفن و دفن میں شریک ہوئے ہوتے۔ مراسم تعزیت بجا لائے ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا بدیں وجہ وہ ارشاد خدا ان کے حق میں پورا ثابت ہوگیا۔ کہ اے رسولؐ تو غمگین مت ہو ایسے لوگوں پر کہ وہ جلدی کرتے کفر میں یعنی پھر جاتے ہیں اس حکم سے جو ہمنے دربارہ محافظ صادر فرمایا ہے۔ یہ تو ہمارے قول کو جب تسلیم کرتے کہ اگر ان کے دل ایمان لاتے ان کا اسلام تو انکی زبان پر ہے۔ پس ایسے لوگ کیونکر رسولؐ سے محبت کرتے۔ کیونکر رسولؐ کی کوئی یادگار قائم کرتے۔ ان کو تو رسولؐ کی وفات کا دن روز عید تھا۔ گو رسولؐ نے انتقال کیا۔ انکی بیٹیاں رانڈ ہوگئیں۔ مگر سقیفہ کی بدولت خلیفہ جی تو بن گئے۔ پس رسولؐ کی یادگار نہ قائم کرنا سخت حملہ اسلام پر ہے کہ جسکے باعث وہی دونوں یعنی حضرت ابوبکر و عمر ہوئے ہیں۔ حسینؑ کی یادگار قائم کرنا بیشک شیعوں کی خوش اعتقادی ہے۔ معز الدولہ کا ذکر نمبر ۷ میں کیا گیا ہے۔ اور سُنیوں کی بدعتیں بخوبی اجمیر وغیرہ کے عرسوں میں دکھائی گئی ہیں۔ جو قابل شرم سُنی مسلمانوں کے ہیں مگر ہاں اس موقعہ پر شیعوں کی خوش اعتقادی ثابت کیجاتی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ شیعہ فرقہ خدا

کو خدا اور رسول کو رسول اور بعد رسول ان کو جسکو خدا نے گروہ اسلام کیواسطے محافظ مقرر کیا تھا۔ ان کو انکے مرتبہ کے مطابق اپنا پیشوا سمجھے ہیں۔ اور شیعہ رسول کی خوشی میں خوشی کرتے ہیں۔ اور رنج کے موقعہ پر رنج کرتے ہیں۔ اور اس امر کا ثبوت میں کتب اہلسنت سے ہی دیتا ہوں کہ رسول غم حسین میں غمناک ہوئے۔ پس اگر سنیوں کی کتابوں سے ایسا ثبوت مل گیا تب تو تمام اسلام کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے۔ کہ وہ رسول کے غم میں شریک ہوں۔ اور ایسا ثبوت نہ ملا تو بیشک ان کا اعتراض شیعوں پر درست ہوگا۔ مگر اس غمناک ہونے سے پہلے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ محبت رسولخدا جو امام حسین کے ساتھ تھی وہ بھی دکھائی جاوے۔ کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جس سے محبت ہوگی۔ اسی کی تکلیف پر افسوس بھی ہوگا۔ از نزل الابرار۔ وسماہ رسول اللہ حسینا۔ وکان کنی اباعبداللہ ولقب السید والطیب والزکی والسبط والرشید والوفی والمبارک والمرضاۃ اللہ ودلیل علے ذات اللہ والشہید الاکبر۔

کتاب نزل الابرار میں ہے کہ بوقت پیدایش حسین آنحضرتؐ نے ان کا نام حسین اور کنیت اباعبداللہ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وفی اور مبارک اور مرضی اللہ اور دلیل علے ذات اللہ اور شہید اکبر رکھا۔

حدیث ذیل کو سنیوں کے علمائے بھی تسلیم کیا ہے۔ دیلمی - بخاری - ابن ماجہ۔ ترمذی ابن اثیر۔

نمبر ۲۔ قال رسول اللہ۔ حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب الحسین سبط من الاسباط۔

رسول نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتے ہیں۔ حسین سبط ہے اسباط سے۔

نمبر ۳۔ از نزل الابرار۔ عن زید بن زیاد خرج رسول من بیت ام المومنین عائشہ فمر علے باب فاطمہؑ فسمع حسینا یبکی فقال الم تعلمی ان بکاءہ یوذینی۔

زید بن زیاد سے ہے کہ رسولخدا ام المومنین عائشہ کے گھر سے نکلکر جناب فاطمہؑ کے دروازہ کی طرف سے گذرے اور جناب امام حسین کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا۔ یا فاطمہؑ تم نہیں جانتی ہو

کہ اس کے رونے سے میرا دل دُکھتا ہے۔

نمبر۴۔ ازحاکم والبیھقی۔ عن ام الفضل بنت حارث قالت دخلت علے رسول اللہ نہر لقیان فقال اتانی جبرائیل فاخبرلی ان امتی تقتل ابنی ھذا فاتانی بتربہ حمراء۔

ام الفضل بنت حارث سے ہے کہ میں جناب امام حسینؑ کو لئے ہوئے ایکروز آنحضرتؐ کیخدمت میں گئی۔ اور مینے ان کو آنحضرتؐ کی گود میں دیدیا۔ وہ کہتی ہے کہ مینے آنحضرتؐ کو اشکبار دیکھا۔ اور فرمایا کہ جبرئیل سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے اس فرزند کو میری امت قتل کریگی۔ اور مجھ کو وہاں کی خاک لاکر دکھائی۔

نمبر۵۔ ترمذی۔ عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ نصف النہار اشعث واغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم ملتقط فسالہ فقال دم الحسین واصحابہ لم ازل ابتغہ منذ الیوم فنظر واقوجد واقد قتل ذالک الیوم۔

ترمذی میں ابن عباس سے ہے کہ ایکروز رسولخدا گھر سے باہر تشریف لائے باموئے پریشان وغبار آلود۔ ان کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی۔ اسمیں مٹی میں ملا ہوا خون تھا میرے دریافت پر فرمایا کہ حسینؑ اور اس کے اصحاب کا اسمیں خون ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس کو دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن مینے اس کو دیکھا کہ وہ بالکل خون ہوگیا ہے۔ پس اسی وقت میں سمجھ گیا کہ امام حسینؑ شہید ہوگئے۔

نمبر۶۔ روضتہ الشہدا صفحہ ۱۵ پر کتاب الغرائب سے نقل کیا گیا ہے کہ ایکمرتبہ جناب سیدہؑ نے حسینؑ کے کرتے سئے۔ اور ان کو پہنا کر آنحضرتؐ کیخدمت میں بھیجدیا۔ آنحضرتؐ نے دیکھا کہ حسینؑ کے کرتہ کا گریبان تنگ ہے۔ آپ نے اس کا تکمہ کھولدیا تو گردن میں اس تنگئے گریبان سے خط پڑگیا تھا آپکو وہ خط گراں معلوم ہوا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ آج تو آپ کو یہ نشان گریبان تنگ کا دیکھنا ناگوار گذرا اور ایک دن ایسا ضرور ہوگا کہ خنجر اس مقام پر پھر جاویگا۔ اور یہ گلا کاٹا جاویگا۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے گریہ فرمایا۔ اب ان روایتوں کو اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ حسینؑ سے رسولخدا کو کچھ محبت نہ تھی۔ یا

رسولخدا نے یہ نہیں فرمایا کہ میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے۔ اور خدا تو اس کو دوست رکھ جو حسینؑ کو دوست رکھتے۔ اور کیا اس کے خلاف یہ نہیں کہا جائیگا کہ یا خدا جو حسینؑ کو دشمن رکھتے تو اُسے دشمن رکھ۔ کیا ان اقوال سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ رسولؐ نے فرمایا کہ حسینؑ کے رونے سے میرا دل دکھتا ہے۔ کیا ام الفضل کے قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ رسولخدا نے خبر قتل امام حسینؑ کی سنکر گریہ فرمایا۔ کیا ابن عباس کا یہ قول غلط ہے۔ کہ غم حسینؑ میں رسولخدا کو بال پریشان سو پُر گرد سے دیکھا کہ جو بسبب اطلاع حال قتل امام حسینؑ سے آنحضرتؐ کا یہ حال ہوا۔ اگر سنیوں کی ان روایتوں کو صحیح تسلیم کرلیا جاوے۔ تو ضرور یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ غم حسینؑ میں رسولخدا کی وہ حالت ہوئی کہ جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔ پس جب رسولخدا نے غم حسینؑ میں گریہ کیا تو کیوں شیعہ گریہ نہ کریں۔ یا بالوں پر خاک نہ ڈالیں۔ اسی کو اگر سنت رسولؐ پر عمل کرنا سمجھا جاویگا۔ تو کیا بجائے اس کے یہ کہا جاویگا کہ حسینؑ کی عزاداری زمانہ سے اٹھا دیجاوے جسدن بقول ابن عباس وہ شیشہ خون سے بھرا ہوا دیکھا اور جسوقت وہ سمجھ گئے تھے۔ کہ حسینؑ آج قتل کردیئے گئے۔ تو اس حسینؑ کا قتل کہ جسکے رونے سے آنحضرتؐ کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے قتل کا صدمہ آنحضرتؐ کو نہ ہوا ہوگا۔ کیا اسمیں کچھ شک ہے کہ اگر اس روز رسولخدا زندہ ہوتے تو وہ مثل شیعوں کے گریہ و بکا نہ کرتے۔ اور اپنے سر پر خاک نہ اڑاتے۔ یہ وہ غم ہے کہ بقول علما اہلسنت رسولخدا نے اپنی زندگی میں اسکا رنج کیا۔ اور اپنے سر پر خاک ڈالی۔ اور غم حسینؑ میں گریہ کیا پس شیعہ جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ وہ محض بغرض خوشنودی خدا و رسولؐ کرتے ہیں۔ وہ رسولؐ کے غم میں شریک ہوتے ہیں۔ وہ رسولؐ کی برسی کرتے ہیں۔ وہ علیؑ کی بھی برسی کرتے ہیں وہ حسینؑ کی بھی برسی کرتے ہیں۔ چونکہ حسینؑ نے نہایت بیکسی اور غربت میں جان دی ہے اور انکی مصیبت ان کے خاندان میں سب سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ بدیں وجہ حسینؑ کا غم دس روز کیا جاتا ہے۔ اور کیوں دس روز یہ غم نہ کیا جاوے۔ جبکہ خدا نے ناس اس واقعہ کو دس شبوں پر منحصر کیا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ پارہ ۳۰۔ والفجر۔ ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر ھل فی ذالک قسم اللذی حجر۔ قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔ اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی کہ جب گذری کیا ان قسموں میں سے کوئی قسم ہے پسندیدہ

واسطے صاحب عقل کے کہ اس پر قناعت کرے اور اعتبار۔ اس آیت میں سب سے پہلے خدا نے فجر کو قسم کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اور پھر واؤ عطف کا واقعہ ہوا ہے۔ لیال عشر کے درمیان اسی طرح سے شفع کے پہلے اور اسی طرح وتر سے پہلے اسی طرح لیل اذا یسر سے پہلے گویا یہ سب چیزیں جدا گانہ ہیں۔ فجر۔ لیال عشر۔ شفع۔ وتر۔ لیل اذا یسر۔ ان سب کو خدا نے منزلت سے یاد فرمایا ہے۔ اور استفہام اقراری کہ آیا ہے۔ کوئی صاحبان عقل سے ایسا جو میری ان قسموں کی قدر کرے جسکا مطلب یہ ہوا۔ کہ ضرور صاحبان عقل میری ان قسموں کو پسند کرینگے۔ تعجب ہے کہ ایک ساتھ پروردگار عالم پانچ امور کی خبر دیتا ہے۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ ایک واقعہ ایسا ہوگا کہ جسکی یہ پانچ چیزیں قابل قدر ہونگی۔

پس اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ وہ ایک واقعہ کونسا ہے۔ کہ جسمیں ان پانچ کا مجمع ہو وہ سوائے واقعہ شہادت حضرت امام حسینؑ کے اور کوئی واقعہ اسلام میں ایسا نظر نہیں آتا جسمیں ان پانچوں چیزوں کا مجموعہ ہو۔ خداوند تعالے قسم سے یاد فرماتا ہے اس صبح کی کہ جو دس راتوں کے بعد ظاہر ہوئی۔ اور وہ فجر تھی کہ رسولخدا کے پیارے نواسے کو پھر صبح دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ کیا یہ یادگار صبح نہیں ہے کہ جسکو خدا نے یادگار کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر ان دس راتوں کی خدا قسم فرماتا ہے۔ کہ حسینؑ اور انکے اصحاب پر یہ دس راتیں شروع عشرہ محرم کی ایسی مصیبت سے گذریں کہ خدا نے بطور یادگار کے ان راتوں کا ذکر قرآن میں فرما دیا۔ اس کے بعد خدا شفع کا ذکر فرماتا ہے۔ اور شفع دو کو کہتے ہیں۔ زیادہ تر نماز شب میں دو رکعت نماز شفع پڑھی جاتی ہے۔ اگر خدا کا مقصود اس آیت میں نماز شب کی دو رکعتوں سے ہے تو یہ اعتراض عائد ہوگا کہ کل نماز شب کی فضیلت خدا نے قرآن میں الگ فرمائی ہے۔ تو یہ کیا ضرورت تھی کہ ان کل رکعتوں میں سے دو کی خدا قسم یاد فرماتا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو رکعت نماز نماز شب سے نہیں ہیں۔ اور وہ تو روزانہ عمل ہر نماز گذار نماز شب کا ہے۔ اسکی مخصوص قسم کھانا موجب اعتراض ہے پس یہاں شفع سے جو دو رکعت نماز مراد ہے۔ وہ دو رکعت نماز خوف تھی کہ جو حضرت امام حسینؑ نے روز عاشورہ محرم اعدائے دین کے نرغہ میں ادا کی تھیں کہ جس نماز کا حکم خدا تعالے نے اس طرح فرمایا ہے۔ پارہ پنجم سورۃ النساء۔ واذا کنت فیھم فاقمت

لھم الصلوٰۃ فلتقم طایفہ منھم معک ولیاء خزوا اسلحتم فاذا سجدو فلیکونو من ورائکم ولیا خزو حزرھم و اسلحتم و والذین کفرو لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلہ واحدۃ۔

ترجمہ - اور جب تم ان میں ہو اور تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو لازم ہے کہ انہیں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے۔ اس حال میں کہ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پس جب وہ سجدہ کر چکیں تو انہیں لازم ہے کہ وہ تمہارے پیچھے آجاویں۔ اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ آگے آجاویں۔ پھر وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں لیکن ان کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنی حفاظت کی چیزیں اور ہتھیار لئے رہیں۔ کافر اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اگر وہ تم کو تمہارے ہتھیاروں سے اور اسباب سے غافل پاویں تو یکایک تم پر حملہ کر دیں۔ کہ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت امام حسینؑ نے ادھر نماز ختم کی اور اُدھر سعید بن عبداللہ نے شہادت پائی۔ کیونکہ بوقت نماز سعید اور زہیر بن قیس قین حسینؑ کے آگے سینہ سپر نماز ادا کر رہے تھے۔ پس یہی وجہ ہے کہ ان دو رکعت نماز کی خدا نے ایسی قدر فرمائی کہ حسینؑ و اصحاب حسینؑ کی دو رکعتی نماز کو قرآن میں یادگار قرار فرمادیا۔ وتر ایک کو کہتے ہیں۔ اور نماز شب میں بھی ایک رکعت وتر ہے۔ مگر اس کا بھی نماز شب سے اسی طرح تعلق ہے کہ جیسے میں نے نماز شفع کا اوپر ذکر کیا ہے۔ پس یہ نماز یک رکعتی وہ ہے کہ جناب امام حسینؑ نے روز عاشورہ محرم بوقت عصر ادا فرمائی تھی۔ اور اسوقت کوئی موقعہ ایک رکعت نماز کا نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ عصر کی چار رکعتیں ہیں۔ مگر چونکہ امام حسینؑ حالت سفر میں تھے۔ تو لامحالہ عصر کی دو رکعتیں ہوئیں۔ اگر نماز خوف تھی جب بھی دو رکعتوں کی نیت ہوگی۔ اور اگر نماز مطار ہوگی جب بھی دو رکعتیں ہونگی۔ مگر افسوس ہے ان مسلمانوں سنیوں پر کہ جنہوں نے اس امر کو بہتر سمجھا۔ کہ جب حسینؑ رکعت اوّل کے سجدۂ آخر میں تھے تو پس پشت سے انکی گردن قلم کر لی۔ اور فرزند رسولؐ کو دو رکعتی نماز بھی نہ ادا کرنے دی۔ پس یہ ایک رکعت نماز وہ تھی۔ کہ امام حسینؑ سجدہ الٰہی میں تھے اور سر کٹ گیا خدا کو یہ نماز ایسی پسند ہوئی کہ خدا نے قرآن میں اسکی یادگار قائم فرمادی تھی۔ اور ان سب

واقعات کے بعد خدا ارشاد فرماتا ہے۔ واللیل اذا یسر۔ اور رات جب کچھ گذرے۔ یعنی کچھ رات گذرنے پر۔ جو واقعات بعد شہادت امام حسینؑ گذرے۔ انکی قسم یاد فرماتا ہے وہ کیا واقعات تھے وہ یہ تھے۔ کہ بوقت نماز عصر حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ سُنّی مسلمانوں نے کہ جنکو شیعہ اعدائے دین کہتے ہیں حسینؑ کے خیموں میں آگ لگا دی تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے اولاد رسولؐ سے بحالت پریشانی اِدھر اُدھر بھاگ گئے تھے۔ حسینؑ کی لاش پر گھوڑے دوڑائے جانے کا انتظام ہو رہا تھا۔ تین شب و روز کے بھوکے پیاسے بچے بھوک پیاس سے تڑپ رہے تھے۔ اہلحرم میں ماتم برپا تھا۔ لُوٹے جا رہے تھے۔ غرضیکہ کچھ رات گئی عترت رسولؐ مع امام زین العابدینؑ قید کر لئے گئے تھے۔ ان تمام واقعات میں کسقدر رات گذر چکی تھی۔ اور یہ ایسا واقعہ تھا کہ اسلام تو کیا کسی مذہب و ملّت میں ایسا واقعہ جانگزا اس وقت تک نہیں ہوا تھا۔ بدیں وجہ خداوند تعالےٰ نے اس کو یادگار مقرر فرما کر فرما دیا تھا۔ پس جب غم حسینؑ کی یادگار خدا نے قرآن میں مقرر فرما دی تھی تو پھر شیعوں پر کیونکر الزام عاید ہو سکتا ہے۔ کہ اُنھوں نے حسینؑ کی یادگار قائم کی ہے۔ اور چونکہ حضرت امام حسینؑ پنجتن پاک کے آخر تھے۔ اور پانچ قسمیں انکے واسطے خدا نے یاد فرمائیں۔ جو ان کے حسب حال نہیں۔ اور جنکے پانچ اجر ان کو ملے۔ پس اس سورۃ میں خداوند تعالےٰ نے پہلی آیت کے بعد ان قوموں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ کہ جو باعث سرکشی کے معذوب ہوئیں مثل قوم عاد و ثمود و فرعون کے کہ اُنھوں نے بہت ہی فساد ہماری دنیا میں کیا تھا پس ہمنے ان کو بہت ہی عذاب میں مبتلا کیا۔ پھر قیامت کی خبر فرماتا ہے کہ وہاں یہ لوگ نصیحت پکڑینگے۔ پس اس دن کے برابر عذاب کون کر سکتا ہے۔ اہلبیت رسولؐ کو کیا قید کیا ہے۔ جب ہم ان کو قید کرینگے۔ اے محمدؐ اس وقت تم ان کو دیکھنا تمہارے اہلبیتؑ کو جس خواری سے قید کرینگے۔ ہم جو انہیں قید کرینگے۔ اسکی ذلت وخواری کہیں اس سے بڑھی ہوئی ہوگی۔ پس میں اس آیت کو بھی لکھے دیتا ہوں۔ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗ اَحَدٌ۔ پس اس دن نہ عذاب کریگا۔ عذاب اس کا سا کوئی۔ وَلَا یُوثِقُ وَثَاقَہٗ اَحَدٌ۔ اور نہ قید کریگا۔ قید کرنا اس کا سا کوئی۔ عذاب الٰہی کی اطلاعی آیات

قرآن میں بہت ہیں۔ مگر اس سورت میں یہ آیت قید مختص ہے۔ یہ اسی قیدی کا بدلہ ہے کہ جو سُنّیوں کے خلیفہ یزید کے حکم سے سُنّیوں نے اہلبیت رسُولؐ کو قید کیا۔ اور یہ فقرہ بھی خداوند تعالےٰ نے یادگار کے طور پر فرمایا ہے۔ بدیں وجہ حضرات شیعہ سلمہ اللہ تعالیٰ اس خدائی یادگار کو ہر سال تازہ کرتے ہیں۔ اور سنی سمجھتے ہیں کہ انکے بزرگان دین سے یہ قبیح عمل صادر ہؤا ہے۔ ان اعمال کی سزا ان کے بزرگانِ دین کو ضرور مل کر رہیگی۔ بدیں وجہ وہ خدائی یادگار کو توڑنا چاہتے ہیں۔ مگر کہیں خدائی احکام بھی انسان سے ٹوٹتے ہیں۔ شیطان کہ جس نے اسکی شکستگی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ جب اس سے نہ ٹوٹ سکے۔ تو سنی اس کی سی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ کیسے توڑ سکتے ہیں۔ الغرض اس سورت کے آخر میں خدا حضرت امام حسینؑ کی ہدایت کے واسطے یہ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربّک راضیۃ مرضیّۃ فادخلی فی عبٰدی وادخلی جنّتی۔ اے صاحب نفس مطمئن تو اپنے پروردگار کی طرف اس حال میں واپس ہو کہ تو اس سے خوش ہے اور وہ تجھکو پسند کر چکا ہے۔ میرے بندوں میں تو داخل ہو جا۔ اور داخل ہو میری جنت میں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں جو مصیبت امام حسینؑ نے اشقیائے امت رسُولؐ سے اٹھائی وہ کسی دوسرے نے نہیں اٹھائی ہیں۔ اور ان مصیبتوں میں امام حسینؑ ایسے ثابت قدم رہے کہ اسلام تو کیا دیگر قوموں کے مورخوں نے ان کے اطمینان کو تسلیم کر لیا ہے۔ ملاحظہ ہو مندرجہ نمبر ۵ محقق جرمنی کی رائے۔ مگر میں اس امر کے ثبوت میں کہ امام نفس مطمئن تھے اسی جرمنی محقق کی رائے پیش کرتا ہوں۔ اور علاوہ اس کے کہ حسینؑ کا اطمینان ثابت ہو یہ امر بھی ثابت ہوگا کہ لوگ ہماری زیارتِ قبور کرینگے۔ اور ہمارے مقبروں پر آوینگے۔ وہ ہمارے ساتھ محشور ہونگے۔ یہ ہے بہت بڑی دلیل اس بات پر کہ حسینؑ قتلگاہ تک گئے۔ اور ہرگز ان کا قصد سلطنت و ریاست حاصل کرنے کا نہ تھا۔ یہ ہے کہ حسینؑ اپنے اس علم سیاست اور تجربہ سے جو انہیں پدر بزرگوار اور برادر عالیمقدار کے زمانے سے بنی امیہ کیساتھ جنگ و جدل کرنے کے متعلق حاصل تھا۔ خوب جانتے تھے کہ بحالت نہ مہیا ہونے اپنے اسباب اور بسبب ان اقتدار و عظمت یزید کے اس کے ساتھ مقابلہ کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ

حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کے مقتول ہونے کے بعد اپنے مقتول ہونے کی ہمیشہ پیشنگوئی کیا کرتے تھے۔ اور جبوقت سے کہ مدینہ سے آپ نے حرکت کی صاف صاف اور باواز بلند کہتے تھے کہ میں مقتول ہونے کے لئے جارہا ہوں۔ اور اپنے سب ہمراہیوں سے بھی محض اتمام محبت کے لئے یہی بیان کرتے تھے۔ تاکہ جو کوئی جاہ وجلال کو حرص وطمع میں ہمراہی چاہتا ہو جُدا ہوجائے۔ اور یہی بات ان کے ورد زبان تھی۔ کہ قتلگاہ کا راستہ میرے سامنے ہے اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ حسینؑ کا اگر یہ ارادہ نہ ہوتا۔ یعنی غور وفکر اور علم وارادہ کیساتھ مقتول ہوجانے پر آمادہ نہ ہوجاتے۔ تو اس طرح اپنا قتل گوارا نہ کرتے۔ اور لشکر جمع کرنیمیں بقدر امکان کوشش عمل میں لاتے۔ نہ یہ کہ جو ہمراہ تھے۔ انہیں بھی متفرق وپراگندہ کردیتے چونکہ کوئی قصد سوائے مقتول ہوجانے کے جو ان خیالات عالی اور اس مقدس روح رو ولیوشن کا مقدمہ تھا۔ مدنظر ان کے نہ تھا۔ اس لئے اُنہوں نے یہی سمجھکر کہ بہت بڑا ذریعہ اس کا بیکسی اور مظلومیت ہے اسی کو اختیار کیا تاکہ انکی مصیبت دلوں میں زیادہ ترموثر ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ وہ محبوبیت کا مرتبہ جو اس زمانہ میں حسینؑ کو مسلمانوں میں حاصل تھا۔ اگر اس کے ساتھ اپنی قوت بڑھانا چاہتے۔ تو ایک بڑا لشکر فراہم کرسکتے تھے۔ مگر اس صورت میں اگر وہ مقتول بھی ہوتے۔ تو بھی کہا جاتا کہ سلطنت وبادشاہی کی خواہش میں مقتول ہوئے۔ اور وہ مظلومیت جسکا نتیجہ عظیم الشان رو ولیوشن تھا حاصل نہ ہوتا۔ کہ اپنے پاس سوائے ان لوگوں کے جنکی جدائی امکان سے باہر تھی کسی کو اپنے ساتھ نہیں رکھا مثل فرزند وبرادر اور بھتیجوں اور بنی اعمام اور چند مخصوص اصحاب باوفا کے۔ تا اینکہ ان سے فرمایا کہ تم بھی چھوڑکر جدا ہوجاؤ۔ مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ اور وہ بھی ایسے حضرات تھے کہ مسلمانوں کے نزدیک تقدس اور جلالت قدر کے اوصاف رکھتے تھے۔ اور ان کا حسینؑ کے ساتھ قتل ہوجانا اس واقعہ کو زیادہ عظمت وتاثیر کا سبب ہوا حسینؑ نے اپنے علم سیاست کی قوت کے ساتھ بنی اُمیہ کے ظلم وستم کے افشا میں اور اُن خیالات کے اظہار میں جو بنی ہاشم اور اولاد محمدؐ کی عداوت میں ان لوگوں کے دلوں میں تھی۔ کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ انہیں سے ایک بات یہ ہے۔ کہ چونکہ بنی امیہ کی

عداوت کو آپ اپنے خاندان کے ساتھ جان چکے تھے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ میرے قتل کے بعد بنی ہاشم کی عورتیں اور بچے جو کہ آل محمدؐ تھے اسیر و مقید ہو جاوینگے۔ اور یہ واقعہ مسلمانوں میں علی الخصوص عرب میں اس درجہ پر پُر تاثیر ہو جاویگا جسکا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور بنی امیہ کی ظالمانہ حرکت اور انکے بے رحمانہ سلوک جو انہوں نے اپنے نبیؐ کے حریم۔ مخدرات اور اطفال کے ساتھ کیا۔ اسقدر مسلمانوں کے دلوں میں تاثیر کر گیا۔ جو کسی طرح حسینؑ اور انکے ہمراہیوں کے قتل ہو جانے سے کم نہ تھا۔ جس نے خاندان محمدؐ کے ساتھ بنی امیہ کی دشمنی کو اور اسلام کے ساتھ ان کے عقائد کو اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے برتاؤ کو اچھی طرح واضح کر دیا۔ سبب تھا کہ حسینؑ اپنے ان دوستوں سے جو انہیں اس سفر سے ممانعت کرتے تھے۔ صاف طور پر کہدیتے تھے۔ کہ میں مقتول ہو جانے کے لئے جا رہا ہوں۔ چونکہ ان لوگوں کے خیالات محدود تھے اور حسینؑ کے مقاصد عالیہ میں انہیں اطلاع نہ تھی۔ اس سفر سے ممانعت میں اصرار کرتے تھے جسکا آخری جواب حسینؑ کیطرف سے یہی تھا۔ کہ خدا کی مشیت یہی ہے۔ اور میرے نانا نے بھی مجھے یہی حکم فرمایا ہے اور جب وہ اصرار کرتے تھے کہ جب آپ مقتول ہونے کی غرض سے جاتے ہیں تو عورتوں اور بچوں کو ہمراہ نہ لے جائیے۔ تو جواب دیتے تھے کہ خدا کی مشیت یہی ہے کہ میرے عیال اسیر و مقید ہوں۔ اور حسینؑ کے کلمات اس وقت چونکہ روحانی حیثیت سے تھے۔ لاجواب تھے۔ یعنی کسی کو مجال دم زدن نہ ہوتی تھی اور یہ دلیل ہے اسبات کی کہ حسینؑ سوائے ان عالی خیالات کے جو ان کے سر میں تھے کوئی دوسری غرض خیال میں لاتے ہی نہ تھے اور ظاہر ہے کہ یہ مصائب انہوں نے سلطنت و بادشاہی کے لئے برداشت نہیں کئے۔ اور نہ بغیر سمجھے اس مہلکہ عظیم میں انہوں نے قدم رکھا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ وہ اپنے ان مخصوص اصحاب سے جن کا دماغ روشن و عقل سلیم تھی اس واقعہ سے سالہا سال پیشتر اپنی مصیبتوں سے تسلی دینے کی غرض سے کہا کرتے تھے کہ میرے قتل ہو جانے کے بعد اور ان جانکاہ مصائب گذر جانے کے بعد خداوند عالم ایک جماعت کو آمادہ کریگا۔ جو حق کو باطل سے جدا کر لینگے۔ اور ہماری قبروں کی زیارت کرینگے۔ اور ہماری مصیبتوں پر روئینگے۔ اور دشمنان آل محمدؐ کو اچھی طرح ہلاک کرینگے۔ یہ لوگ خدا کے دین

اور میرے نانا کی شریعت کی ترویج کرینگے۔ اور میں اور میرے پدر بزرگوار انہیں دوست رکھینگے اور قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہونگے۔ اگر حسینؑ کے کلمات و حرکات میں باریک بین نگاہ سے غور کیا جاوے۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ بحیثیت سیاست انہوں نے بنی امیہ کے قبائح و شنایع اور بنی ہاشم کے ساتھ ان کی قلبی عداوت اور نیز اپنی مظلومیت ظاہر کر دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور یہ بات ان کے لئے حد درجہ کی سیاست اور قوت قلب اور اپنے مقصد عالی کے پورا کرنے میں خود رفتگی کو ثابت کر رہی ہے۔ حسینؑ نے اپنی زندگی کے آخر وقت میں اپنے طفل شیر خوار کے باب میں وہ کام کیا کہ زمانہ کے فلاسفہ کے عقول کو متحیر کر دیا۔ یعنی اس وقت آخر میں ان جانکاہ مصائب کے ہجوم میں ان افکار کثیرہ کے تراکم میں اس تشنگی میں اس کثرت جراحات میں اپنے مقصد عالی سے چشم پوشی نہ کی اور باوجودیکہ جانتے تھے۔ ان کے فرزند صغیر پر بنی امیہ رحم نہ کرینگے۔ محض اس غرض سے کہ اپنی مصیبتوں کی عظمت بڑھا دیں۔ اور یہ مصائب زیادہ تر عظیم الشان ہو جائیں اس بچے کو اپنے ہاتھ پر بلند کر کے رب سے اس کے لئے پانی کی خواہش کی اور زبان تیر سے اس کا جواب سُنا گویا اس عمل سے حسینؑ کی غرض یہ تھی کہ تمام اہل عالم واقف ہو جائیں کہ بنی امیہ کی عداوت بنی ہاشم کے ساتھ کس حد کی تھی اور تصور کر لیں کہ یزید فارغ کے لئے ایسے ظلم و ستم کرنے پر مجبور نہ تھا اس لئے کہ شیر خوار بچہ کا ایسی حالت میں اس وحشتناک طریقہ سے قتل کر دینا سوائے وحشت اور بہیمانہ عداوت کے جو ہر دین و مذہب و قانون و قاعدہ کے منافی ہے اور کچھ ظاہر نہ کرتا تھا۔ اور یہی ایک نقطہ قبایح اعمال روز نیات فاسدہ اور عناد بنی امیہ کا پردہ فاش اچھی طرح کر سکتا ہے اور تمام اہل عالم علی الخصوص مسلمانوں پر ظاہر کر دیا کہ بنی امیہ فقط احکام اسلام کی ہی مخالفت میں ایسی حرکات نہیں کرتے۔ بلکہ جاہلانہ تعصبات کیوجہ سے کوشاں ہیں کہ ایک متنفس بھی ہاشم میں کا خصوصاً عترت محمدؐ کا باقی نہ چھوڑیں۔ کیا اس مضمون تاریخ کے کہ محقق جرمنی کا ہے۔ پیش کرنے کے بعد اسکی ضرورت کچھ باقی رہجاویگی۔ کہ حسینؑ نے اطمینان کیحالت میں اپنی جان کو نذر خدا نہیں کیا۔ وہ واقعات جو انسان کا دل ہلانے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً جیسا کہ مورخ نے لکھا ہے کہ اہلبیت نبوت کا ساتھ ہونا اپنے وارث

کے مرجانے سے حالت سفر میں جو مصیبت واقعہ ہوتی ہے اس کا پیش نظر ہونا عرب کے ریگستان کی گرم دھوپ اور پانی کا بند ہونا۔ ہے۔ بچہ کو اور کیسا بچہ کہ جو بوجہ پیاس تڑپ رہا ہو اس کے گلے پر حرملہ سُنّی کا تیر مارنا اور عزیز و انصار سے جدائی لاکھوں مسلمانوں کا سامنا جو بھی تھا خون حسینؑ کا پیاسا تھا۔ ایسی حالت میں قلب کو اطمینان دینا وقت پر نماز ادا کرنا اور حالت سجدہ میں کہ جب ورد زبان سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ ہو جان دینا اس سے زیادہ کوئی مثال قلب مطمئنہ کی اسلام میں نہیں ملتی یہ ایک ایسا امر حضرت امام حسینؑ نے کر دکھایا کہ اس کے عوض میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اے صاحب نفس مطمئن اگر تو پسند کرتا ہے تو اپنے پروردگار کی طرف پھر آ۔ اور تو نے جو عمل کر کے دکھایا ہے اس کو میں پسند کرتا ہوں گو یہ وقت آخر تھا مگر خدا نے وصال حسینؑ انہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ اور آپ نے قرب حق ہی پسند فرمایا۔ اور ان بندوں سے ہوئے کہ جنکو خدا نے اپنا بندہ فرمایا ہے۔ اور جنکے رہنے کی جگہ بہشت ہے مصنف مرزائی اعتراض کرتا ہے کہ شیعہ کیوں حسینؑ کی یادگار مناتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہ یادگار رہے کہ جسکا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں بطور یادگار فرمادیا ہے۔ پس عمل خدا کا تتبع شیعہ اگر کریں تو وہ موجب الزام نہیں ہوسکتا۔ بلکہ موجب خوشی خدا و رسولؐ کے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ سنّیوں کے خلیفہ یزید کے ظلم کا یہ سب نتیجہ تھا جو مورخ جرمنی نے لکھا ہے۔ اور سنّیوں کے ہی دست ظلم سے سر حسینؑ کاٹا گیا۔ وہ بجائے اس کے کہ یزید اور ایسے لوگوں پر کہ جنکی کارروائیوں کا یہ نتیجہ ہوا۔ علیحدہ ہو جاویں اور خدا سے اپنی اس مدت عمر کی بابت کہ جو محبت یزید وغیرہ میں گذری ہے توبہ کر کے حسینی فہرست میں اپنے نام درج کرالیں۔ اور دعوے شیطانی کی طرح اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ میں مناسب سمجھکر شیطان کے اس مقولہ کو ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ کہ جس کی اطلاع قرآن میں دیگئی ہے۔ پارہ ۲۳۔ سورہ ص قال فبعزتك لاغوينهم اجمعين الا عبادك منهم المخلصين۔ کہا شیطان نے تیری عزت کی قسم ہے میں ان سب کو گمراہ کرونگا۔ مگر ان میں سے جو تیرے بندے خالص ہیں۔ وہ میرے قابو سے باہر ہیں۔ اس آیت میں غور فرمالیا جاوے کہ جمیع مسلمانوں کو شیطان نے بہکانے کا وعدہ کیا ہے۔ مگر

وہ بندگان مخلص کو مستثنیٰ کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ بمقابلہ عوام کے بندگان خالص کم ہوتے ہیں اور بندگان خالص وہ ہوتے ہیں جو حکم خدا و رسُول پر عمل کریں۔ پس چونکہ خدائیتعالےٰ نے خود قرآن کریم میں حسینؑ کی یادگار قرار فرما دی ہے پس جو اس کے بندگان خالص ہوتے ہیں وہ اسی یادگار کے قائم رکھنے والے ہیں۔ اور وہ مخلصین سے نہیں ہیں جو خدائی یادگار کو مٹانے والے ہیں۔ اب میں اس کے ثبوت میں کہ جرمنی مورخ کی تحقیق کہاں تک صحیح ہے سنیوں کی کتب سے کچھ حوالہ دیتا ہوں۔ کہ امام حسینؑ نے سمجھانے پر بھی سفر عراق ملتوی نہیں فرمایا تھا

نمبر ۱۔ عن الشعبی قال ان ابن عمر قدم المدینۃ فاخبر ان الحسینؑ قد توجہ الی العراق ملحقہ فی مسیرۃ لیلتین عن الرمذہ فقال لہ ان اللہ تعالیٰ خیر نبیہ بین الدنیا و الاخرۃ فاختار الاخرۃ وانکم بضعۃ واللہ لا یلیہا احد منہم ابداً ماحو فہا اللہ تعالےٰ عنکم الا للذی ھو خیر لکم فارجعوا فابی فاعتنقہ ابن عمر قال استودعک اللہ تعالیٰ من قتیل۔ (بیہقی)۔

شعبی سے ہے کہ ابن عمر مدینہ کو آرہے تھے۔ راستہ میں ان کو معلوم ہُوا کہ حسینؑ ابن علیؑ نے عراق کی طرف توجہ فرمائی ہے وہ ان سے ملے اور زبدہ میں دو راتیں ان کے پاس رہے کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو دنیا و آخرت کا مختار کیا ہے۔ پس حضورؐ نے آخرت کو اختیار فرمایا۔ اور آپ آنحضرتؐ کے جگر گوشہ ہیں۔ آپ لوگوں میں سے ایک کو بھی دنیا نہیں ملیگی۔ اور خدائیتعالےٰ نے آپ صاحبوں سے اسے نہیں ہٹایا۔ مگر ایسی چیز کے لئے جو آپ کے لئے بہتر ہے۔ آپ یہاں سے واپس تشریف لیچلیں۔ آپ نے انکار کیا۔ ابن عمر نے کہا کہ میں شہید سے رخصت ہوتا ہوں۔

نمبر ۲۔ مگر صواعق میں صفحہ ۳۲۳ پر مضمون مندرجہ بالا کو بہ تبدیل الفاظ لکھا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ابن عمر نے حسینؑ کو سفر عراق سے روکا۔ مگر امام نے نہ مانا۔ پس ابن عمر روئے اور امام کے روئے مبارک پر بوسہ دیا۔ اور کہا کہ میں تمہیں قتل سے بہ سپرد خدا کرتا ہوں۔

نمبر ۳۔ اس کتاب میں اسی صفحہ پر ایک یہ روایت ہے کہ جب ابن عباس کو

اطلاع ہوئی کہ امام حسینؑ سفر عراق کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو انہوں نے حسینؑ کو اس سفر سے منع کیا۔ اور عذر اہل کوفہ کو بیان کیا۔ لیکن امام نے انکار کیا۔ پھر ابن عباس نے عرض کیا کہ اچھا آپ اہل بیت کو ساتھ نہ لیجاویں۔ آپ نے اس سے بھی انکار کیا۔ پس ابن عباس نے واحسینا کہا اور گریہ کرنے لگے۔

نمبر ۴۔ اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر یہ بھی درج ہے کہ محمدؐ حنفیہ نے بھی امام حسینؑ کو اس سفر سے منع کیا۔ اور محمدؐ حنفیہ اس سفر کی حالت سنکر اس قدر روئے کہ وہ طشت جو وضو کے لئے سامنے رکھا تھا وہ بھر گیا۔ پس سُنّیوں کی کتابیں اس واقعہ ممانعت سفر کو صاف طور پر لکھ رہی ہیں۔ تو مورّخ جرمنی کی تحقیق کیسے غلط ثابت ہوسکتی ہے۔ اب میں قرآن سے ایک ایسی سند پیش کرتا ہوں کہ جسمیں خدا نے واقعہ کربلا اور سفر امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور کربلا میں جو خونریزی ہوئی اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور اہلبیتؑ رسولؐ کی اسیری کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ پارہ اوّل سورہ بقر۔ واذ اخذنا میثاقکم لاتسفکون دماءکم ولاتخرجون انفسکم من دیارکم ثم اقررتم وانتم تشھدون۔ ثم انتم ھٰؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقاً منکم من دیارھم تظٰھرون علیھم بالاثم والعدوان وان یاتوکم اُسٰرٰی تفٰدوھم وھو محرم علیکم اخراجھم افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعضٍ فما جزآء من یفعل ذالک منکم الاخزی فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافلٍ عما تعملون اولٰئک الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولاھم ینصرون۔

ترجمہ۔ اور جب لیا ہمنے عہد تمہارا نہ بہاؤ خون اپنے آپس والوں کے اور نہ نکالو کسی اپنے کو گھروں اپنے سے۔ پھر اقرار کیا تمنے اور تم گواہ ہو پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو اپنوں کو اور نکالدیتے ہو ایک فرقہ کو آپ میں سے ان کے گھروں سے مدد کرتے ہو اوپر ان کے ساتھ ظلم اور تعدی کے اور اگر آتے ہیں تمہارے پاس قید ہوکر تو ان کو خریدنا چاہتے ہو اور ان کا گھر سے نکالدینا تم پر حرام کیا گیا ہے۔ پس تم کتاب کے بعض مضامین پر ایمان لاتے ہو

اور بعض سے کفر کرتے ہو۔ پس اس شخص کی کیا سزا ہوگی جو ایسا کام کرے تم میں سے اکو زندگانی دنیا میں رُسوائی حاصل ہوگی۔ اور روز قیامت کو وہ سخت عذاب کیطرف پھیرے جاوینگے اور خدا اس چیز سے بیخبر نہیں ہے کہ تم کرتے ہو۔ ایسا کرنے والے ہی تو وہ ہیں کہ جنہوں نے مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے۔ پس نہ ہلکا کیا جاویگا ان سے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جاوینگے۔

اس آیتمیں خدا وند تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں ہمنے تمہارا عہد لیا ہے اور اس کا تم نے اقرار کرلیا ہے اپنے عہد پر قائم رہینگے اور وہ عہد یہ ہے کہ کسی اپنے کو یعنی مسلمان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو۔ مگر تم وہ لوگ ہو کہ تم نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ اور اپنے وعدہ پر قائم نہ رہے۔ تم نے آپ میں سے ایک فرقہ کو ان کے گھروں سے باہر نکالا میں سوال کرتا ہوں کہ سوائے حسینؑ کے اور ان لوگوں کے جو فرقہ حسینؑ میں شمار کئے جاتے تھے کسکو تاریخ بتا رہی ہے کہ فرقہ نکالا گیا ہو۔ سوائے امام حسینؑ اور چند نفوس کے کہ جسکو مؤرخ جرمنی نے دکھایا ہے "کہ یزید نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام باتوں سے پہلے حسینؑ کے قتل کا ارادہ کرلیا" اسلامی تواریخوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے "کہ شروع رجب سنہ ۶۰ھ میں جب معاویہ مرا اور یزید تخت نشین ہوا تو اس نے تخت پر بیٹھتے ہی ولید بن عتبہ کو جو حاکم مدینہ تھا خط لکھا کہ میرے لئے حسینؑ سے بیعت طلب کر۔ اگر انکار کریں تو قتل کرا اور ان کا سر میرے پاس بھیجدے۔ جب یہ خط پہنچا ولید نے مروان کو بُلایا۔ اور اس سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ مروان نے کہا کہ حسینؑ بیعت نہ کرینگے۔ اور اگر میں تیری جگہ ہوتا تو ضرور حسینؑ کو قتل کر دیتا۔ ولید یہ سنکر بہت متحیّر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ کاش میں نیست و نابود ہوجاتا مگر ایسے امر عظیم میں مبتلا نہ ہوتا۔ الغرض ولید نے شب کیوقت امام حسینؑ کو بُلایا۔ حضرتؑ اسکا مطلب سمجھ گئے۔ اپنے عزیزوں سے فرمانے لگے کہ مجھکو اس وقت ولید بلاتا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جس امر کی وہ مجھے تکلیف دیگا۔ میں اسے ہرگز قبول نہ کرونگا۔ پس تم مسلح ہوکر میرے ساتھ رہو جب میں اس کے پاس جاؤں تو تم دروازہ پر ٹھہرنا اور جب میری آواز بلند ہو۔ تو تم فوراً مکانمیں داخل ہو جانا۔ تاکہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ جب امام حسینؑ ولید کے

پاس گئے تو وہاں مروان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ولید نے معاویہ کے مرنیکی خبر بیان کی پھر یزید کا خط پڑھا حضرتؑ نے فرمایا کہ اس کا جواب میں کل دونگا۔ اور اس بارہ میں غور کرونگا ولید نے کہا کہ اب آپ تشریف لیجاویں۔ مروان نے کہا کہ اگر حسینؑ اسوقت ہاتھ سے نکل گئے تو پھر تیرے ہاتھ کبھی نہ آئینگے۔ جب تک کہ بہت لوگ طرفین سے مارے نہ جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ اسوقت ان سے بیعت یزید لے۔ یا انہیں قتل کر۔ جب حضرتؑ نے اس کا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ کیا مجال جو تو مجھے قتل کر سکے۔ اس کے جواب میں مروان نے بھی کچھ کہا اور آواز بلند ہوئی تو ۱۹۔ آدمی حضرتؑ کے اہل بیت سے برہنہ تلواریں لئے گھر میں داخل ہو گئے اور چاہا کہ ولید اور مروان کو قتل کر دیں۔ مگر امام حسینؑ نے منع فرمایا۔ کہ ہم اہلبیتؑ رسولؐ ہیں ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ اپنی طرف سے لڑائی شروع کریں۔ یہ فرماکر آپ مع عزیزوں کے اپنے مکان کو واپس آ گئے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ جو سب سے پہلے حسینؑ کی جان بچانیکے واسطے ولید کے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ جناب علیؑ اکبر فرزند جناب امام حسینؑ تھے اور جناب عباس برادر امام حسینؑ تھے۔ اور یہ وہی جری تھے کہ جنکی بابت مورخ جرمنی نے لکھا ہے کہ کربلا میں حسینؑ اپنے عزیز و انصار کو رخصت کرتے تھے۔ مگر وہ رخصت نہوئے۔ اور حسینؑ پر جانیں فدا کر دیں۔

پس ہر شخص کہ جسکی تعصب کی عینک نہ لگی ہو وہ غور کر سکتا ہے کہ اگر حسینؑ اپنا گھر اپنا شہر نہ چھوڑ دیتے تو وہیں شہید ہو جاتے۔ پس بسبب ظلم یزید حسینؑ کو اپنا گھر چھوڑنا پڑا۔ اور چونکہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ اپنوں کو گھروں سے نہ نکالو۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ سب اسلام بہ حیثیت مسلم ہونے کے ایک ہی ہے اور ایک دوسرے کو اپنا ہی سمجھتا ہے بدیں وجہ خدا نے بہ حیثیت اسلام میں ہونے کے آپس والا فرمایا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ نکال دیتے ہو ایک فرقہ کو آپ میں سے تو یہ ظاہر ہے کہ حسینؑ کا فرقہ علیحدہ تھا۔ اور یزید کا علیحدہ۔ جیسا کہ اسوقت میں بھی ہے کہ حسینؑ کا فرقہ علیحدہ ہی شمار کیا جاتا ہے۔ پس یزید کے ظلم سے حسینؑ گھر سے نکالے گئے۔ اور یہ اسی فرقہ کا ذکر خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ کہ جبکہ تم سے عہد لے لیا تھا کہ خون نہ بہانا۔ مگر تم نے ایسا نہیں کیا تم نے

خوب حسینؑ کا اور ان کے فریق کا کربلا میں خون بہایا۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ ہمنے تمکو مار ڈالنے کو بھی منع کیا تھا۔ مگر تم نہ مانے۔ تم نے بہت سی جانیں حسینؑ اور انکے فریق کی کربلا میں منایع کردیں۔ پھر یہ بھی فرماتا ہے کہ ہمنے تم کو ان کے گھروں سے بھی نکالنے کی ممانعت کی تھی مگر تم نے ان کو گھر سے بھی نکالا۔ اور بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے۔ تمنے ان پر ظلم اور تعدی کی مدد کی۔ وہ ظلم و تعدی کیا یعنی بعد قتل لاش ہائے شہدا کے کربلا میں گھوڑے دوڑائے۔ انکے خیموں کو آگ لگا دی۔ ان پر پانی بند کر دیا۔ مخدرات اہلحرم کو لوٹ لیا۔ یہ یزید کا ظلم تعدی ہے۔ جو خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ اور بعد ان ظلموں کے جب وہ قید ہو کر تمہارے پاس آئے۔ تو تم ان کو خرید کرنا چاہتے ہو۔ حسینؑ کے بچوں کی خریداری کے واسطے تمام شہادت نامہ اہلسنت کے بھرے ہوئے ہیں۔ دیکھ لئے جاویں۔ کہ جب اہلحرم گرفتار ہو کر دربار یزید میں گئے ہیں۔ تو وہاں ایک حرامی نے ایک بچی کی خریداری کی یزید سے درخواست کی تھی۔ یہ اس درخواست خریداری کا پتہ اس آیت قرآن میں ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ ہمنے تم پر ان کا گھروں سے نکالنا حرام کر دیا تھا۔ ناظرین یہ بھی خیال فرماویں کہ فرقہ میں مرد و عورت اور بچے برابر داخل ہیں۔ ایسا جامع لفظ خدا نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے تمام تواریخیں اس بات کا پتہ دے رہی ہیں۔ کہ حسینؑ کے ساتھ مرد اور عورت اور بچے سب ہی تھے۔ اور انکا گھروں سے نکالنا خدا نے حرام کر دیا تھا۔ مگر سنیوں کے خلیفہ یزید نے اس آیت پر عمل نکیا۔ بدیں وجہ خدا نے فرمایا کہ تم لوگ بعض مضامین قرآن پر ایمان لائے ہو اور بعض سے کفر کرتے ہو یعنی بعض مضمون سے پھر جاتے ہو۔ اور ایسے شخص کی سزا ہمنے یہ مقرر کی ہے کہ دنیا میں تو ہم اسکو رُسوا کرینگے۔ اور آخرت میں وہ حوالہ عذاب سخت کئے جاوینگے۔ چنانچہ مورخ جرمن کے قول سے بھی دیکھ لو کہ کسقدر رُسوائی سُنیوں کے خلیفہ یزید کی دنیا میں ہوئی اور بعد رُسوائی دنیا سے خود خلیفہ اور تمامی بنی اُمیّہ ایسے نابود ہو گئے کہ آج کوئی نظر بھی نہیں آتا اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت کو سُنیوں کے خلیفہ یزید کو اور اس کے فرقہ کو جو سزا خدا دیگا وہ سب دیکھ لینگے۔ کیونکہ خدا کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور خدا کسی کے عمل سے بےخبر نہیں خدا اس آیت میں فرماتا ہے کہ میں اس سے بیخبر نہیں ہوں۔ جو کچھ تم میری عدول حکمی کر رہے ہو۔

اور آخر میں خدا نے یزید اور گروہ یزید کی بابت یہ بھی فرما دیا ہے کہ یہ لوگ تو وہ ہیں کہ جنہوں نے بعوض آخرت کے دنیا خرید کی ہے۔ پس ان کا عذاب ہلکا نہ کیا جاویگا۔ اور نہ انکی مدد کیجاویگی۔ اور اسی خریداری آخرت کی طرف ابن عمر کا اشارہ تھا۔ کہ جو بوقت وداع امام حسینؑ انہوں نے کہا تھا۔ کہ دنیا آپ لوگوں کو نہ ملیگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آپ آخرت میں حصہ دار ہیں۔ میں نے اس نمبر میں آیت قرآنی اسواسطے دکھائی ہیں کہ مصنف نے اس نمبر میں توجہ دلائی ہے "کہ بہترین طریقہ یہی ہے کہ مسلمان لوگ تقویٰ اور خوف خدا اور عبادت الٰہی میں سرگرم رہیں" تو کیا اسی کو تقویٰ اور اسی کو خوف خدا اور اسی کو عبادت الٰہی کہتے ہیں کہ جس کا سبق مصنف کے خلیفہ یزید نے دیا ہے۔ خدا تو یہ سبق دیتا ہے کہ اپنوں میں ایک فرقہ کا خون مت بہاؤ۔ اور اس کو قتل نہ کرو۔ اس کو آوارہ وطن نہ کرو۔ اس کو اسیر نہ کرو۔ مگر یہ سب کام تمہارے خلیفہ یزید نے ہی کئے۔ کیا اچھی عبادت تھی کہ جب اسرار اہلبیت رسولؐ دربار یزید میں گئے۔ تو وہ شراب پی رہا تھا۔ کیا اچھی عبادت کی۔ اور اسی کی پیروی اب اس کے فرقہ والے کر رہے ہیں۔ مورخ جرمنی نے لکھا ہے کہ حسینؑ کہتے تھے کہ میرے قتل ہو جانے کے بعد اور جانکاہ مصائب گذر جانے کے بعد خداوند عالم ایک جماعت کو آمادہ کریگا۔ جو حق کو باطل سے جدا کریگی اور ہماری قبروں کی زیارت کریگی۔ اور ہماری مصیبتوں پر روئیگی۔ اور وہ قیامت کو ہمارے ساتھ محشور ہونگے۔" اسکی بابت بھی قرآن میں پیشینگوئی موجود ہے۔ اور امام حسینؑ کا قول اسی پیشینگوئی کی بنا پر تھا۔ پارہ پنجم۔ سورہ نساء۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا ذالک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما۔

ترجمہ۔ اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور اسکے رسولؐ کی یہ لوگ انہیں سے ہیں کہ جن پر انعام کیا ہے خدا نے پیغمبروں میں سے اور صدیقوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین سے بھی لوگ عمدہ ہیں سے واسطے رفاقت کے بھی تو فضل ہے اللہ کی طرف سے اور یہی کافی ہے کہ خدا جانتا ہے۔ اس آیت کا بہت صاف مطلب ہے۔ جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کا کہنا مانا۔ پس یہ لوگ قیامت کے دن ہمراہ ان لوگوں کے ہونگے۔ جن پر انعام کیا ہے خدا نے پیغمبروں

میں سے اور صدیقوں میں سے اور شہید ونیں سے اور صالحین سے یعنی خدا اور رسول کا کہنا ماننے والا ہمراہ ان لوگوں کے ہوگا۔ اور یہی ہمراہیت ایسے لوگونکی یہی فضل ہے خدا کیجانب سے۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کے واسطے۔ اور خدا اس شخص کو بھی جانتا ہے کہ جو فرمانبردار ہے۔ خدا اور رسول کا اور نافرمان کو بھی جانتا ہے۔ پس اس آیت کو اور آیت سابق کو ملاکر دیکھا جاوے تو صاف معلوم ہوجاویگا۔ کہ سنیوں کے خلیفہ یزید نے خدا اور رسول کا کہنا نہ مانا۔ اور ایک فرقہ کو گھر سے نکالا۔ ان کا خون بہایا۔ اور ان کو قتل کیا ان کو اسیر کیا اور پھر اپنے دربار میں بلاکر مثل قیدیان ترک و دیلم کے سلوک کیا۔ بعد قتل امام حسینؑ تاریخ پکار پکار کرکہہ رہی ہے کہ حسینؑ کے طرفدار زمانہ میں پیدا ہو گئے۔ اور اُنہوں نے اشقیائے اُمت سے ایسا بدلہ لیا کہ آج انکا نام بھی صفحہ دنیا پر نہیں ہے۔ اور بعد ان واقعات کے عالمان فرقہ شیعہ میں کہ جنہوں نے حق کو باطل سے جدا کرکے دکھا دیا ہے اور ایسے لوگ بھی ہیں جو بنا بر خوشنودی خدا اور رسول کے ان کے پیارے نواسے کی حالتوں کو یاد کرکے روتے ہیں جسطرح رسول کے سر پر خاک پڑی تھی۔ اسی طرح اپنے سروں پر خاک ڈالتے ہیں۔ پس ان سے اچھا رفیق کون ہوگا۔ اور بوجہ سچے ایمان اور سچی رفاقت کے یہی لوگ تو ہیں جنہوں نے حسن اولئک رفیقا کا خطاب پایا۔ اور انشاء اللہ قیامت تک پاوینگے۔ پس اس آیت کی بنا را امام مظلوم کا وہ ارشاد تھا۔ جو مورخ جرمنی نے اپنی تحقیق سے لکھا ہے۔ اس نمبر میں اور نمبر سابق میں مصنف نے فخر الدولہ کو بانی عزاداری قرار دیا ہے۔ یہ قطعی غلط ہے۔ مصنف نے خود تسلیم کیا ہے کہ سب سے پہلے یزید نے رنج کیا اگر صحیح ہوتا تو مصنف اس سند کا ذکر کرتے جہاں انہوں نے ایسا دیکھا ہے۔ اور اس کتاب کے نام کو دانستہ پوشیدہ کرتے ہیں کہ جسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف کوئی خارجی ہوگا۔ اور چونکہ مصنف نے مرزائی ہوکر خارجی سے سند لینا ناپسند کیا ہوگا۔ بدینوجہ اس کے اظہار نام کو باعث شرم سمجھا ہے۔ اور فخر الدولہ کے معاملہ قائمی یادگار کو بہ تبدیل الفاظ دکھایا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ بحوالہ تاریخ انگریزی اس واقعہ کو اور کسی قدر تفصیلی واقعہ کے بیان کردوں۔

منتخب از پرسنل لا آف دی محمڈنس۔

عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں جو ساتواں خلیفہ بنی امیہ کا تھا بنی فاطمہ پر ظلم و ستم میں کچھ تخفیف ہوئی۔ مگر اس کے مرنے کے ساتھ پھر وہی بیداد ان پر ہونے لگی سنہ ۷۴۹ء مطابق سنہ ۱۳۲ھ میں ابو العباس سفاح نے بنی امیہ کو غارت کر کے بنی عباس کی خلافت قائم کی۔ مگر بنی فاطمہ کے احترام کیوجہ سے بنی عباس کو خار گذرتا تھا۔ اور اس حیلہ سے وہ بنی فاطمہ کو دبائے رکھتے تھے۔ اور انواع و اقسام کے ظلم ان پر کرتے تھے چنانچہ عبد اللہ المامون کے عہد خلافت تک یہی سلسلہ ظلم و جور اولاد پیغمبرؐ پر جاری رہا۔ یہ خلیفہ خاندان عباسیہ میں گل سر سبد تھا۔ یہ جب تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے چاہا کہ بنی فاطمہ کو مسند خلافت پر بٹھائے لہذا اس نے امام علی ابن موسی الرضاؑ کو جو بنی فاطمہ میں آٹھویں امام تھے اپنا جانشین نامزد کیا۔ اور اپنی بہن ام الفضل کو انکے حوالہ عقد میں دیا۔ ماموں رشید نے معتزلہ کے اعتقادات اختیار کئے کہ معقول پسند فرقہ اسلام میں یہی ہے۔ اور انکے اعتقادات کو تمام ممالک محروسہ میں جاری کرنا چاہا۔ مگر رعایا کے تعصب اور نفسانیت سے اس کا کچھ بس نہ چلا۔ امام علی ابن موسی الرضاؑ کو عباسیہ نے طیش میں آکر زہر دیدیا۔ ماموں رشید نے جو رعایت بنی فاطمہ سے کی تھی وہی سلوک اس کے بعد دو خلیفوں نے یعنی معتصم باللہ اور واثق باللہ نے کیا۔ مگر متوکل علی اللہ کے خلیفہ ہونیکے ساتھ ہی بنی فاطمہ پر پھر ظلم شدید ہونے لگا اور اس کے تمام عہد خلافت میں پندرہ برس تک ظلم و جور اور فسق و فجور کا بازار گرم رہا متوکل کے بعد اس کا بیٹا مستنصر باللہ خلیفہ ہوا۔ جس نے بمجرد خلیفہ ہونے کے حضرت علیؑ اور حضرت امام حسینؑ کی قبر منور کو جسے اس کے باپ متوکل نے کھدوا ڈالا تھا دوبارہ تعمیر کیا اور ان مشاہدہ مقدسہ کے اعظام و احترام کو دوبارہ قائم کیا۔ اس خلیفہ کی عقل و دانش کا تتبع اس کے بعد کے خلیفے نے فی الجملہ کیا اور شیعوں سے کسی قدر رعایت کی سنہ ۳۳۴ ہجری مطابق سنہ ۹۴۵ء میں معز الدولہ دیلمی جو خاندان بویہ سے تھا۔ سٹی انسپکٹر پولیس آف بغداد یعنی کوتوال شہر بغداد مقرر ہوا۔ جو درحقیقت بڑا شیعہ اور دوستدار بنی فاطمہ کا تھا۔ اس نے چاہا تھا کہ مطیع اللہ خلیفہ عباسی کو معزول کر کے کسی شخص کو اولاد علیؑ میں سے خلافت پر بٹھا دے۔ مگر مصالح وقت کو دیکھکر اس ارادہ سے باز رہا۔

معز الدولہ نے بغداد میں عاشورہ کرایا۔ یعنی وہ روز ماتم جس روز امام حسینؑ معہ اہلبیت والضار میدان کربلا میں شہید ہوئے تھے ۳۴۵ھ مطابق ۹۶۲ء میں بعہد خلافت معتصم باللہ شیعوں پر پھر ظلم شدید شروع ہوا جسکے نتائج اسلامی تہذیب و شائستگی کے حق میں سم قاتل ہوئے اور مغربی ایشیا کے لوگ سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے۔ اس ضعیف العقل خلیفہ نے ان خوارج اور دشمنان اہلبیت کے منافقانہ مشورہ پر عمل کرکے جو اسکے دربار میں حاضر رہتے تھے۔ سب کے سب شیعہ مردوں کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ ایک منشور سلطانی کے ذریعہ سے جسکا مثل نظیر مذہبی ظلم اور تعدی کی تاریخ میں کہیں نہیں ہے۔ اس نے اہل حق کو اجازت دیدی کہ شیعوں کے مال و اسباب کو لوٹ لو۔ ان کے مکانات کو منہدم کردو۔ اور انکی کھیتیوں کو غارت کردو۔ اور انکی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنا ڈالو۔ معتصم کی اس شقاوت کا انتقام چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے لیا۔ جو فوج کثیر لیکر بغداد پر چڑھ آیا اور تین روز تک اس کمبخت شہر کو تاخت و تاراج کیا۔ تیسرے دن یہ سینتیسواں خلیفہ خاندان عباسیہ سے بڑی ذلت و خواری سے قتل کیا گیا۔ اور خاندان عباسیہ کا کام تمام ہوا۔ چونکہ شیعوں پر وقتاً فوقتاً ظلم و جور ہوتا رہا۔ اور انکے امام آخر الزمان علیہ السلام قدرت خدا سے غائب ہو گئے ہیں لہٰذا ان کو یہ اعتقاد پیدا ہوا کہ اگرچہ امام زمان غائب ہیں۔ مگر اب تک زندہ ہیں اور جلد ظہور فرماکر مظلوموں کا انتقام ظالموں سے لینگے۔ اور اہل حق اہل باطل پر غالب آوینگے۔ مؤرخ کے ان واقعات کو دیکھکر جو لفظاً لفظاً ترجمہ کئے گئے ہیں۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ شیعوں کو سنیوں کے ہاتھوں سے کبھی ایسا موقعہ ملا۔ کہ وہ اپنے رسوم مذہبی آزادی کیساتھ کرتے ہاں جب کبھی اور جسوقت بھی انکو موقعہ ملا خفیہ اور علانیہ اپنی ادائے رسوم مذہبی کرتے رہے۔

معز الدولہ کوئی بڑا امیر نہ تھا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے وہ کوتوال شہر بغداد ضرور تھا وہ پکا شیعہ ضرور تھا۔ اس کے ہاتھ میں انتظامی کام ضرور تھا۔ اس نے اپنی قوت کا اندازہ کرکے علانیہ دسویں محرم کو بغداد میں عزاداری کرادی۔ کیا اس سے یہ سمجھ لیا جاوے گا کہ وہی موجد عزاداری ہوا۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بغداد جو خلفائے بنی عباس کا پایۂ تخت تھا۔ وہاں اس نے موقعہ پاکر یا علیؑ اور یا حسینؑ کے نعرے بلند کرا دیئے اور اسکے بعد پھر

جب خارجیوں کا زور شور ہو گیا تو پھر شیعوں کا جو حشر ہؤا اس کو اس مورخ نے ظاہر کیا ہے اور پھر شیعوں کے ہاتھوں سے خاندان عباسیہ کا خاتمہ بھی ہو گیا ہے۔ میں کسی موقعہ پر یہ بھی ظاہر کرونگا کہ ہندوستان میں کب سے مراسم عزا کا دستور ہؤا۔ اور جس شخص نے ایسا کیا۔ کیا اسکی بابت یہ کہا جاویگا کہ وہی اس کا موجد ہے۔

مصنف نے پچھلے نمبر میں بھی اور اس نمبر میں بھی شیعوں پر یہ الزام دیا ہے کہ قائمی یادگار شیعوں کا کام ہے۔ یا ایسی مثالیں یہود و نصارے میں ملتی ہیں۔ اسلام میں نہیں ملتیں کہ جسکا جواب کافی طور پر آیات قرآن سے دیا جا چکا ہے۔ مگر ایک اور بحث سے بھی اس یادگار کو ثابت کیا جاتا ہے کہ یادگار کوئی جدید امر نہیں ہے بلکہ بہت پرانا طریقہ ہے۔ قرآن ہم کو تعلیم فرماتا ہے۔ پارہ سترہ۔ سورۂ حج ذالك ومن يعظم شعائر الله فانّها من تقوى القلوب ترجمہ یہی تو ہے اور جو کوئی تعظیم کرے نشانیوں خدا کی پس تحقیق وہ پرہیزگاروں سے ہے یہ آیت ہمکو یہ سبق دیتی ہے کہ ہم خدا کی نشانیونکی تعظیم کریں۔ پس اگر ہم ایسا کرینگے تو ہمارے قلوب کو مثل ان قلوب کے کر دیگا۔ کہ جو صاحبان تقوی کے ہوں۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ آیا یہ انعام کچھ کم ہے اگر ہم شعائر اللہ کی تعظیم کریں تو ہم تو مثل ان دلونکے ہو جاویں کہ جو سراسر تقوی ہوں۔ اس آیت کے پیش کرنے کے بعد میں سوال کرتا ہوں کہ آیا وجود آنحضرت شعائر اللہ یعنی خدا کی نشانیوں سے تھا یا نہیں۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ کوئی بھی جو مسلمان ہوگا اور سچے دل سے اس نے اسلام قبول کیا ہوگا۔ اس کا تو یہی عقیدہ ہوگا۔ کہ ضرور وجود آنحضرت کا شعائر اللہ سے تھا۔ یعنی خدا کی نشانی تھا۔ پھر میں دوسرا سوال کرتا ہوں۔ کہ پارہ ۳ سورہ آل عمران میں یہ آیت موجود ہے یا نہیں۔ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكذبين۔ ترجمہ اے رسولؐ پس جو کوئی جھگڑے تجھ سے بیچ اسکے جو آیا تیرے پاس علم سے پس کہہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو۔ پھر التجا کریں۔ پس کریں ہم لعنت خدا کی جھوٹوں پر۔

اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کہ یہ آیت قرآن نہیں ہے۔ اور اس سے بھی کوئی سُنّی المذہب انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ترمذی اور مسلم میں یہ قبول کیا گیا ہے کہ اس آیت کی تعمیل کیوقت بھی رسُولخدا کے ساتھ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ پس یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسُولخدا نے بحکم خدا حسنؑ حسینؑ کو اپنے ابنا رمیں داخل کیا۔ اور جناب فاطمہؑ نسار میں اور علیؑ انفسا رمیں۔ اور اسی وجہ سے شیعہ ان پانچوں حضرات کو پنجتن پاک کہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچوں بزرگواروں میں ایک ہی اثر تھا۔ جب ہی خدا نے ان کو رسُول کے ساتھ مثل جان اور اولاد اور نسار کے کہا۔ اور مباہلہ کیوقت ان چاروں کو رسُول کا ساتھی کر کے ایک اسلام کو نہیں بلکہ غیروں کو بھی بتا دیا۔ اور دکھا دیا کہ اسلام میں یہی پانچوں شخص ایک جان اور جداگانہ غالب ہیں۔ چنانچہ یہی وجاہت دیکھکر اہل مباہلہ اپنی ہٹ دھری سے ہٹ گئے۔ چونکہ خدا نے علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کو قولاً و فعلاً یہ ثابت کر دیا۔ کہ یہ رسُول سے جُدا نہیں ہیں۔ پس اگر رسُول شعائر اللہ سے تھے تو یہ چاروں بھی شعائر اللہ سے تھے اور اگر بعد وفات رسُولخدا کا مزار شعائر اللہ ہے تو ان چاروں کے مزار بھی شعائر اللہ ہیں بس اگر تعظیم قبر رسُول اللہ حسب آیہ تعظیم شعائر اللہ واجب ہے۔ تو علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کی قبور بھی واجب التعظیم قرار پاوینگے۔ اور جب بروئے نص قرآن یہ مزار قابل تعظیم قرار پا گئے تو ان مزار دں کی تعظیم کرنیوالے بھی مثل قلوب صاحبان تقویٰ قرار پا گئے۔ بس اب جھگڑا کا ہے کا ہے اسی امر پر فیصلہ ہوا جاتا ہے۔ کہ علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کی قبروں پر شیعہ زیارات کو جاتے ہیں یا سُنّی۔ ظاہر ہے کہ جب سُنّیوں نے انکی زندگی میں ان سے کام نہ رکھا تو ان کے مزاروں پر جا کر کیا کرینگے۔ پس اس انعام ربّی سے سُنّی ہی تہیدست رہے۔ اور شیعہ خدا کے فضل وکرم سے مالا مال ہیں۔ اور یہی وہ پیشینگوئی امام حسینؑ کی تھی کہ ہماری قبور کی زیارت کو آوینگے جسکو مورخ جرمنی نے بیان کیا ہے۔ اور قبور جو ہوتی ہیں وہ محض یادگار کیواسطے برقرار رکھی جاتی ہیں جسکو شعائر کہا جاویگا یعنی نشانیاں ہونگی۔ پس کچھ قبور ایسی ہونگی۔ جو شعائر اللہ ہیں۔ اور کچھ قبور ایسی ہونگی جو اپنے عزیز و اقارب کیواسطے شعائر یعنی نشانیاں ہونگی کہ انکے عزیز و اقارب اور دوست ان پر جاویں۔ اور انکے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خواہ

روزانہ خواہ ہفتہ وار خواہ ماہوار خواہ سالوار۔ پس سالوار فاتحہ کی رسم زیادہ جاری ہوگئی کہ دور و دراز کے اشخاص بھی شریک ہو جاویں۔ پس اسی کو یادگار کہتے ہیں۔ اب میں قائمی یادگار بھی بروئے نص قرآنی ثابت کر چکا۔ اب تعزیہ داری بھی بروئے نص قرآن ثابت کرتا ہوں خدا وند تعالےٰ پارہ ۲۲ سورہ سبا میں فرماتا ہے یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل و جفان کالجواب وقدور راسیٰت اعملوا اٰل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور

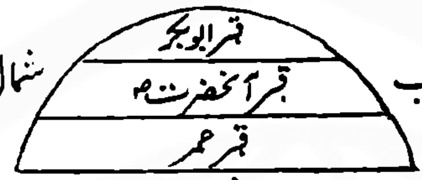
ترجمہ بناتے تھے واسطے اس کے (یعنی حضرت سلیمانؑ) جو کچھ کہ چاہتا تھا قلعوں سے یا بالا خانوں سے اور تصویریں اور لگن مانند تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ دھری رہنے والی عمل کرو اے آل داؤد اور تھوڑے ہیں بندوں میرے سے شکر کرنے والے۔ یہ آیت حضرت سلیمان کے قصہ میں ہے۔ اگر اسکی پوری حالت بیان کیجاوے تو میرے مقصد میں بہت طول ہو جاویگا۔ اور اس نمبر میں بھی کسی قدر طول ہوگیا ہے۔ شاید ناظرین گھبرا جاویں۔ بدیں وجہ میں اختصار کو مدنظر رکھکر اپنے مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور صرف لفظی ترجمہ پر ناظرین کی توجہ مبذول کرتا ہوں خداوند تعالےٰ قرآن پاک میں خبر فرماتا ہے کہ جنات اور دیو وغیرہ حضرت سلیمانؑ کے واسطے بناتے تھے جو کچھ کہ وہ حکم دیتے تھے۔ قلعہ بھی بالاخانے عمدہ عمدہ بنائے تھے۔ تصویریں بھی بناتے تھے۔ لگن ایسے بڑے بڑے بناتے تھے کہ جیسے تالاب ہوتے ہیں۔ اور دیگیں ایسی بڑی بڑی جو ایک ہی جگہ دھری رہیں۔ پھر خدا آخر آیت میں ہدایت شکر کرتا ہے۔ مگر یہ بھی فرماتا ہے کہ شکرگذار بندے بہت کم ہوتے ہیں یہ آیت میں نے صرف اسواسطے پیش کی ہے کہ خدا تعالےٰ آنحضرتؐ کو حال حضرت سلیمانؑ سے اطلاع فرماتا ہے۔ اور اسی اطلاع میں یہ بھی فرماتا ہے کہ دیو اور جن سلیمانؑ کے واسطے عمدہ عمدہ تصویریں بناتے تھے جس سے اس امر کا ثبوت ہے کہ ایک نبیؑ کے واسطے تصویریں بنائی جاتی تھیں لہو رنہ اس نبیؑ نے اس کو عمل قبیح سمجھا تھا۔ نہ خدا نے کیونکہ خدا اگر ان تصاویر کے بنانے کو ناپسند فرماتا تو پھر حضرت سلیمانؑ تصویریں نہ بنوایا کرتے یا اس آیت میں خدا ظاہر فرماتا ہے کہ ہمکو اسکی تصویریں بنوانا ناپسند تھا۔ مگر ایسا نہیں فرمایا۔ جہاں اور عجائبات حضرت سلیمانؑ کے واسطے دیو اور جن لاتے تھے۔ وہاں تصاویر بھی بناتے تھے اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ نقل کو تصویر کہینگے اصل کو تصویر نہیں کہا جائیگا۔ اصل سے تصویر اُتاری

جاتی ہے۔ پس تصویر یا شبیہ کا ثبوت قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام سے بہت ہی زمانہ سابق سے چلا آتا ہے۔ اور نقل تصویر بطور یادگار ہی کام میں لائی جاتی ہے نہ معلوم کس علمیت پر مصنّف نے یہ اعتراض کیا ہے کہ عمل یادگار و تعزیہ محترم معزالدولہ کا ایجاد ہے اب میں ناظرین کو یہ دکھاتا ہوں کہ تعزیہ کیا ہے۔ وہ تصویر یا شبیہہ قبر حضرت امام حسینؑ ہے جو قبر منجملہ قبور شعائراللہ ہے کہ جسکی عظمت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ چونکہ سالانہ فاتحہ کا عام دستور ہو گیا ہے حتّٰی کہ اپنے متوفّی عزیز و نیز لئے کثرت سے مسلمان سالانہ فاتحہ بعض جمعرات کو دلاتے ہیں یا جس سے جسکا تعلق ہوتا ہے۔ وہ اسکی فاتحہ دلاتا ہے۔ ہر پنجشنبہ کو یا ماہوار یا سالانہ ہوتا ہے پس عاشورہ محرّم کا وجود چونکہ قرآن سے ثابت ہے اور خدا نے بوجہ اس کے کہ حسینؑ شعائراللہ میں سے تھے اور انکی شہادت کیوقت راضیۃً مرضیہ فرمایا ہے جس سے ثابت ہے کہ انکی شہادت پسندیدہ باریتعالیٰ تھی۔ بدیں وجہ شیعہ امر باعث پسندیدگی ربّی کے یادگار مناتے ہیں اور کثرت سے اسی زمانہ محرّم میں کہ جسکی بابت خدا نے والفجر میں ذکر فرمایا ہے۔ سالانہ نذر دنیاز کرتے ہیں وہ دس راتیں کہ جنکا ذکر سورۂ والفجر میں ہے اور ان مصیبتوں کو یاد کرتے ہیں اور مثل رسوؐل اپنے سروں پر خاک اڑاتے ہیں۔ نوحہ کرتے ہیں اور قبر حسینؑ کی تصویر یا شبیہہ بناتے ہیں جسکو تعزیہ کہا جاتا ہے۔ اور اس مکانمیں رکھتے ہیں۔ کہ جسکو عزاخانہ کہا جاتا ہے پس شیعوں کا یہ فعل جسقدر بھی ہے وہ بنا بر خوشنودی حضرت حق و بنا بر خوشنودی رسولخدا کے ہے۔ پس یادگار منانا یہ کوئی نیا دستور نہیں ہے۔ بلکہ اسلام سے پہلا دستور ہے مصنّف نے یا تو بوجہ تعصب کے جو بالعموم فرقہ مرزائی کو شیعوں کے ساتھ ہے یہ اپنا اظہار رائے کیا ہے کیا بوجہ کم علمی کے انکی قلم سے ایسا نکلا ہے مگر میں یادگار یا تصویر بنانے کا ثبوت سُنّیوں کی کتب سے بھی دینا چاہتا ہوں۔ حکیم سلامت علیخان جو صاحب تصانیف اہلسنّت سے تھے۔

تمثیل نمبر ۱۔ اپنی کتاب الابطال مذہب امامیہ جو بہت ہی محنت سے لکھی ہے وہ اس میں لکھتے ہیں کہ اسمیں ہرگز شک نہیں ہے۔ کہ امام باڑہ اور نقل تربت شریف بعد تیار ہونیکے لائق تعظیم کے ہیں۔ اور بالضرورت ادب ان کا شایان ایمان ہے۔

تمثیل نمبر دوم۔ کتب دلائل المعجزات و دلائل الخیرات جو مذہب اہلسنت کی کتابیں ہیں۔

انہیں نقشہ روضۂ رسول معہ قبر آنحضرتؐ اور قبر ابوبکر اور عمر کی بنائی ہے اور سرنامہ پر اسکے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے ھذا قبۃ الروضۃ المبارک التی فیھا رسول اللہ وصاحباہ۔ یہ نقشہ قبہ روضہ مبارک کا ہے جسمیں رسولخدا اور دونوں یار انکے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مدفون ہیں۔ صورت اسکی یہ ہے۔



- من مؤلف -

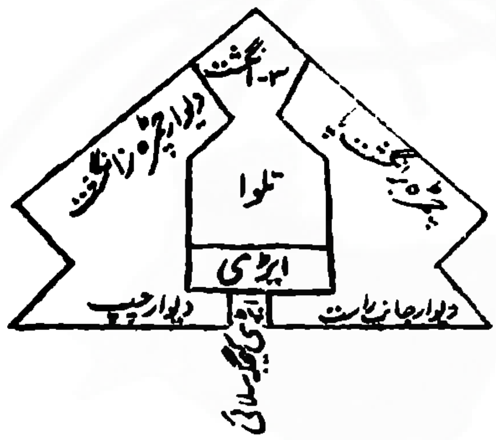
مجھے اس نقشہ کو دیکھکر سخت تعجب ہورہا ہے کہ درمیان میں قبر آنحضرتؐ کی ہے۔ بحساب قبر رسول انکے دست راست کو یعنی بجانب غرب کھلی ہوئی جگہ میں ابوبکر کی قبر ہونا چاہیئے تھی۔ کیونکہ وہ عمر سے پہلے آنجہانی ہوئے تھے۔ مگر انکی قبر جانب شرق و جانب دست چپ پیغمبرؐ تنگ جگہ میں واقعہ ہوئی ہے اور عمر کہ جو انکے بعد آنجہانی ہوئے تھے انکی قبر جانب دست راست یعنی جانب غرب واقع ہوئی ہے اور کھلی جگہ میں ہیں تو اس سے یہی نتیجہ پیدا کرتا ہوں کہ ابوبکر کی زندگی اور موت بقبضہ عمر تھی۔ اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ لیڈی عائشہ نے اس معاملہ پر کیوں عمر سے جنگ نہ کیا کہ انکے باپ کو جو رسول کے یار غار بھی تھے کیوں تنگ جگہ میں بائیں کروٹ پر رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لیڈی ممدوحہ بھی عمر سے ڈرتی تھیں۔

تمثیل نمبر ۳۔ صاحب کتاب درر و غرائی حال شیخ عبداللہ بلخی کا لکھا ہے۔ کہ اپنے مرشد شاہ احمد بخاری سے اعتقاد اور خلوص ارادت رکھتا تھا کہ ہر سال بلخ سے انکی زیارت کو بخارا کو جاتا تھا جب پیر مرگیا تو عبداللہ نے ایک پارچہ حریر پر اپنے پیر کی تصویر اُتروائی۔ اور سارا نقشہ اس مکان کا کہ جسمیں پیر بیٹھتا تھا اور نقشہ اسکے مقبرہ کا اور مسجد کا اور ہر روز اسکی زیارت کیا کرتا تھا۔

تمثیل نمبر ۴۔ مولوی جامی نے رسالہ فتوح الحرمین میں نقشہ مکہ منورہ اور مدینہ طیبہ اور کوہ ابوالقبیس اور روضہ بقیع اور کوہ صفا اور مروہ کی بھی ہے۔

تمثیل نمبر ۵۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے کتاب ماثبت بالسنۃ میں تصویر قبر رسولخدا معہ تصویر قبور شیخین کھچوائی ہے۔

تمثیل نمبر ۶ - صاحب روضتہ الاحباب نے روضہ کی چھٹی فصل میں جو باب سوم میں ہے نقشہ نعلین مبارک آنحضرتؐ درج کیا ہے اور اسکی صفت وثنا کے بعد لکھا ہے کہ نعلین آپکی پوست گاؤ کی تھی اور حسب ذیل اس کا نقشہ ہے۔ اور نقشہ یا شبیہہ کے اوپر یہ عبارت درج ہے اے طالب نقشہ نعلین رسولخدا تو نے آسمان پر راہ پائی ہے۔ اب جو شخص پیغمبرؐ کی دوستی سچی رکھتا ہے اس جوتہ کے نقش کو سر پر رکھے اور عاجزی کرے اور اسکا معتقد ہو۔



تمثیل نمبر ۷ - یہ تصویریں تو غیر ذی روح کی ہیں۔ مگر میں ایک سارٹیفکیٹ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کا جو انکی شرح مشکوۃ میں درج ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ان جاء جبرئیل بصورتنا فی خرقۃ حریر خضرا الی رسول اللہ فقال ھذہ ازوجتک فی الدنیا والاخرۃ لیڈی عائشہ کا ارشاد ہے کہ جبرئیل میری تصویر ایک پارچہ ریشمی سبز رنگ پر رسولؐ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ بی بی ہے تمہاری دنیا اور آخرت میں۔

تمثیل نمبر ۸ - جامع الاصول میں لیڈی عائشہ سے منقول ہے کہ میں اپنی سہیلیوں کیساتھ گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور جب آنحضرتؐ باہر سے تشریف لایا کرتے تھے تو میری سہیلیاں بسبب خوف آنحضرتؐ چھپ جایا کرتی تھیں اسوقت وہ جناب ان سے اشارہ کرکے میرے ساتھ کھیلنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ پھر وہ میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔

کیا یہ تمسخر کی بات نہیں ہے کہ سنیوں کے تو سب فعل جائز اور شیعوں کا تعزیہ بنانا مجالس عزائے حسینؑ کرنا بدعت اگر کہیں قرآن شریف میں تعزیہ اور عزائے امام حسینؑ کا حکم نہیں ہے تو یہ نمبرہ جو پیش کئے گئے ہیں ان کا کہیں قرآن شریف میں حکم دکھا دو۔ اس نمبر میں بھی مصنف نے شیعوں کو کہا ہے کہ وہ امامؑ کو شہید کرنے والے تھے۔ اسکا جواب کافی طور پر

پچھلے نمبروں میں دے آیا ہوں۔ ہاں میں نے یہ طرز متکلمین مرزا قادیانی میں ہی دیکھا ہے کہ اپنی تصانیف میں ایک امر کا تذکرہ مکرر سہ کرر کرتے ہیں کہ جسکا مقصود زیادتی سطور کے اور کچھ نہیں پایا جاتا یہ معمولی عقل و فہم کا انسان جان سکتا ہے کہ جو خود کسی جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ اس جرم سے شرمندہ نہیں ہوا کرتا۔ نہ اس پر افسوس کرتا ہے۔ میں نے بہت سے ایسے مقدمات دیکھے ہیں کہ طمع زر کیخاطر لوگ بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو مار ڈالتے ہیں مگر وہ نہ انکے واسطے افسوس کرتے ہیں نہ غم۔ اور ایسے شقی القلب لوگوں کی بابت جو مرتکب جرم کبیرہ کے ہوتے ہیں یہ دستور بھی پایا جاتا ہے کہ وہ خود بہتر سے الزام علیحدہ کر کے دوسرونکے سر ڈالا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مصنف کا طرز عمل کہہ رہا ہے۔ کہ وہ خون حسینؑ کا دھبہ اپنے خلیفہ یزید کے دامن سے چھٹانے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ مجبوراً وہ اور ان کا گروہ خود کو شیعہ قرار دیتا ہے کیا زبانی قرار داد سے کوئی شیعہ کہا جاسکتا ہے یا سُنّی۔ حسینؑ کا قاتل صرف یزید ہی نہ تھا بلکہ اس فعل کا بنیادی پتھر سقیفہ میں رکھا گیا تھا کہ جسکے بانی حضرت ابوبکر و عمر ہوئے ہیں۔ یہ خیال بھی سراسر غلط ہے کہ "اہلسنت بیچاروں کو ناحق اس بارہ میں ملامت کیا جاتا ہے"۔ شیعہ لوگ اہلسنت کو ملامت نہیں کرتے۔ ہاں تم کراتے ہو تو کرتے ہیں۔ جب تم شیعونکے پیروں کے عمل کو مٹانا چاہتے ہو اور اسکو الزام سمجھ کر شیعوں پر وار د کرنا چاہتے ہو تو مجبوراً شیعہ اسکو معرض تنقیح میں لاکر اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور خلفاء کو مجرم ثابت کر کے بذریعہ ٹیلیگرام ان کو اطلاع کرتے ہیں۔ مگر چونکہ تمہارے خلفا صاحبان تو آج دنیا میں نہیں ہیں آنجہانی ہو چکے ہیں۔ بدیں وجہ شیعوں کا ٹیلیگرام انکی قبور سے واپس آتا ہے۔ اور اسکو انکی جماعت وصول کرتی ہے۔

اس سے کون انکار کرتا ہے کہ شہداء زندہ نہیں ہیں مگر اسجگہ قرآن میں کہ جہاں کا مصنف نے ذکر کیا ہے۔ کیا خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم شہیدونکے زخمونکی مرہم پٹی کر کے مثل سول سرجنوں کے ان کو درست کر دیتے ہیں۔ اگر ایسا کہیں فرمایا ہو تو مصنف بتادیں کہ کس آیت میں یہ تذکرہ ہے۔ کہ خدا نے ایک ہاسپٹل بھی قائم کیا ہے۔ اور شہدا اسمیں داخل کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں انکی مرہم پٹی کر کے وہ چاق و چوبند کئے جاتے ہیں۔ اور پھر وہ راضی

خوشی پاس کر کے جنت میں بھیجد یئے جاتے ہیں۔ مصنف کو لازم تھا کہ جہاں نسے یہ لیا ہے کہ شہدا جو زندہ ہیں وہاں سے یا کسی اور جگہ سے قرآن میں سے یہ بھی ثابت کیا ہوتا کہ شہدا رحاق جو بند ہیں۔ اور جنت کے میوے کھا رہے ہیں جب سُنّی خود اور خود انکے پیشوا قاتلان حسینؑ ہیں تو وہ کیسے پسند کرینگے کہ مجالس عزا امام حسینؑ میں شریک ہوں۔ اور جہاں اُنکے اور اُنکے اگلے پچھلوں کے کارنامے کھولے جاتے ہیں۔ تو ان کو کیا غرض کہ وہ بوڑھی عورتوں کی طرح شیون واویلا کریں۔ ان کو دلّی کے چاوڑی بازار یا لاہور کے انارکلی کے بازار کے بالاخانوں پر ہی بیٹھنا پسند ہے۔ اور خدا انہیں مبارک کرے۔

یہ بھی خلاف بیانی ہے کہ بدعات محرّم اور مرثیہ خوانوں کے قابل نفرت بیانوں کی اصلاح میں علمار شیعہ کتابیں شائع کرا رہے ہیں۔ ہمارے علمار کا صرف یہ مقصد ہے۔ کہ سنّیوں نے جو جھوٹی حدیثیں واقعہ کربلا کی گھڑ لی ہیں۔ اور وہ زمانہ کی رفتار کیوجہ سے کہ سنّیوں کا غلبہ رہا ہے۔ شیعوں نے بھی مناسب سمجھا۔ کہ انکو اپنی کتابوں میں درج کر لیا۔ اب چونکہ خدا کے فضل سے سنّیوں کا غلبہ اٹھتا جاتا ہے۔ اور خدا انگریزی عملداری کو قائم و برقرار رکھے کہ جسنے ہر شخص کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دیدی ہے۔ بدیںوجہ علمار مذہب شیعہ نے یہ پسند کیا ہے کہ سنیوں کی کوئی حدیث جو واقعہ کربلا کے متعلق ہو نہ پڑھی جاوے۔ بلکہ وہ سچے مضامین پڑھے جاویں کہ جو درحقیقت واقعہ ہوئے تھے۔ کہ جنکا ذکر مورّخ جرمنی نے اسطرح کیا ہے راقم خود چند مرتبہ جہاں ذکر مصائب ہوتا تھا اسلام پول میں ایک مترجم مخصوص کیا گیا تھا اور مینے سُنا کہ وہ کہتے ہیں کہ حسینؑ جو ہمارے پیشوا اور امامؑ تھے اور انکی اطاعت اور پیروی ہمکو واجب ت . کی زیادتی [illegible] ستی د ظلم میں مطیع نہیں ہوئے۔ اور حفظ شرف اور علوی حسب اور مقام بزرگ حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنا مال دیا۔ اپنی جان دی۔ اپنی اولاد دی اپنے عیال دیئے۔ اور اسکے عوض میں دنیا میں نام نیک اور آخرت میں مرتبہ شفاعت اور تقرب بارگاہ خدا میں حاصل کیا۔ اور انکے دشمن خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہوئے ہندوستان تو کیا ایران جو شیعہ مذہب کا مرکز ہے۔ وہاں بھی شیعہ مذہب بہت بعد ظاہر ہوا اسوقت تک جو شیعہ تقیہ کیحالت میں تھے وہ سنیوں نکے ہی بیان کردہ واقعات کربلا کو غنیمت خیال کر کے اسنے

اپنا کام نکالتے تھے یہی وجہ ہے کہ وہ غلط واقعات جو سنیوں کے ہاں سے مصلحت وقت سمجھکر لئے گئے تھے وہ اب نکالے جارہے ہیں۔ اس موقعہ پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں بروئے تاریخ انگریزی یہ بھی ثابت کروں کہ اس نورانی مذہب شیعہ کا طلوع ایران وہندوستان میں کب سے ہوا۔ تاکہ وہ ثبوت اس امر کا ہو کہ اس سے پہلے شیعونکو موقعہ ہی تصانیف کا نہیں مل سکتا تھا۔ از پرسنل لائف وی محمڈنس۔

سنہ ۹۰۵ھ میں مطابق سنہ ۱۴۹۹ء کے شاہ عباس صفوی بانی سلطنت صفویہ نے مذہب شیعہ اختیار کر کے اس کو قومی مذہب ایرانیوں کا بنا دیا۔ اور اُسوقت سے آجتک ایران میں یہی مذہب جاری چلا آتا ہے۔ حالانکہ اشرف خان افغان اور نادر شاہ دُرانی نے بہت کوشش کی کہ سنی مذہب اس ملک میں جاری ہو جاوے۔ ہمایوں سنہ ۱۵۵۵ء میں شیر شاہ سور کے مرنیکے بعد جب ہمایوں ہندوستان پر آیا۔ تو کہتے ہیں کہ اسکی نیت میں یہ تھا کہ اس امداد کے معاوضہ میں جو ایرانیوں سے اسکو ملی تھی مذہب شیعہ اس ملک میں جاری کرے نہیں معلوم یہ خبر صحیح ہے یا نہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ بہت سے شیعہ علماء ہمایوں کے ساتھ ایران سے آئے تھے۔ اور اس ملک میں اپنا رنگ جما یا تھا۔ اور مذہب شیعہ شایع ہونے لگا تھا۔ مگر بادشاہ کا مذہب سنی ہی رہا۔ شاہجہان کا منجھلا بیٹا شاہ شجاع شیعہ تھا۔ سنہ ۱۸۴۷ء میں امجد علیشاہ بادشاہ اودھ نے اس مذہب کو صوبہ اودھ میں بہت رونق دی۔ اور اب ملک حجاز اور عرب کے بلاد مشرقی میں بہت سے شیعہ ہیں۔ مگر از روئے تواریخ شیعوں کا مذہب سنیوں کے مذہب سے تقدم زمانی رکھتا تھا۔ اس سند کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف صوبہ اودھ میں مذہب شیعہ کو رونق پکڑے ہوئے پوری صدی نہیں گذری ہے۔ اور ہمایوں کی ایران سے واپسی پر شیعہ مذہب کے قدم زمین ہند پر پہنچے کہ جسکے اثر سے ہمایوں کا پوتا شیعہ ہوا مگر اسکے وقت میں بھی شیعہ مذہب کو رونق نہ ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر ہندوستان میں وہی روایات متعلقہ واقعات کربلا پڑھی اور سُنی جاتی ہیں۔ کہ جسکے بانی سنی تھے۔ اور اسمیں سے بعض ایسی تھیں کہ مجبوراً شیعوں نے ان کو پسند کیا۔ اور وہ انکی کتابوں میں داخل ہو گئیں چونکہ اب خدا کے فضل سے گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں شیعوں کو اطمینان ہوا ہے۔ بدینوجہ وہ اپنی

کنا اونکی اصلاح کر رہے ہیں۔ یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے کہ جس پر مصنف نے اعتراض کیا ہے۔

سوال نمبر ۹۔ ہمنے کئی شیعہ علما ء مرثیہ خوانوں کی زبانی سُنا ہے کہ جو شخص امامؑ کی مصیبت پر رویا یا اس نے دوسروں کو رُلایا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہوگئی۔

جواب۔ اس قسم کی حدیثیں اور روایتیں لوگوں نے اپنے ٹکے سیدھے کرنیکی خاطر گھڑی ہوئی ہیں۔ بھلا اگر سچ مچ گریہ وزاری سے گناہ جھڑ جاتے تو پھر یزید کے بارہ میں شیعہ کیوں نہیں مانتے۔ ہمنے معتبر شیعہ کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ امامؑ کی شہادت کی خبر سُنکر یزید بہت رویا اور مُنہ پر طمانچہ مارے۔ اور سب سے پہلے اسی نے اپنے محلسرائے کو ماتمکدہ بنایا اور اپنی بیویوں کو بھی حکم دیا کہ اہلبیتؑ کے ساتھ امامؑ کے غم میں سوگ کریں اور زیور اُتار ڈالیں۔ لازم ہے کہ ایسی احادیث کو مستند و معتبر ماننے والے پہلے یزید کے جنتی ہونے کا اشتہار دیں

جواب شیعہ نمبر ۹۔ نہ معلوم فرقہ مرزائی کو شیعوں سے کیا حسد ہے اور کیسا گھٹا ٹوپ اندھیرا انکی آنکھوں پر چھایا ہے۔ کہ شیعوں پر الزام دینے کیواسطے دروغ گوئی پر بھی جرأت کر جاتے ہیں مصنف چونکہ میدان مناظرہ میں آئے ہیں۔ مگر اپنے گھر کی خبر نہیں۔ میں سنیونکی کتب سے ہی اس سوال نمبر ۹ کا جواب دیتا ہوں۔

نمبر ۱۔ صاحب ینابیع المودت علامہ سلیمان الحنفی جو سنیوں کے اکابر علماء سے ہیں وہ اپنی کتاب میں کہتے ہیں من بکی علی الحسینؑ او ابکی ا و تبا کا وجبت لہ الجنۃ جو حسینؑ پر روئے یا رُلائے یا رونیوالوں کی شکل بنائے اس پر جنّت واجب ہوتی ہے۔

نمبر ۲۔ امام احمد حنبل اپنی مسند میں کہتے ہیں من دمعت عیناہ لقتل الحسین ومعۃ او قطرات قطرۃ بواہ اللہ عزوجل۔ جس شخص کی آنکھوں سے امام حسینؑ کی شہادت کا ذکر پڑھکر یا سُنکر آنسو بھر آئیں یا کوئی قطرہ اشک ٹپکے وہ خدا سے جنّت پاتا ہے۔

نمبر ۳۔ نصر اللہ خان نے اپنی دہ مجلس میں لکھا ہے کہ رونا اور غمگین ہونا اور شہادت اہل بیت کے موجب ثواب اور ترقی درجات اور باعث کفارہ سیئات کا ہے اور علامت رحمت اور دلیل شفقت ہے۔

نمبر ۴۔ ملا حسین کاشفی نے روضۃ الشہدا میں اور سیر کبیر میں رضائے بخاری جو سنیوں

کا امام ہے یہ لکھا ہے کہ محرم میں بروز عاشورہ محرم امام حسینؑ کی عزاداری کرتا تھا اوروں کو بھی رغبت دلاتا تھا۔ اور سب سے ثواب اس کا بیان کرتا تھا۔ اور خوشخبری بہشت کی دیتا تھا۔

نمبر ۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ فاضل شیخ احمد شیبانی خاندان نبوت سے نہایت دوستی رکھتا تھا۔ اور اپنے پیر کی وضع اور طریق پر دس دن تک محرم میں اور بارہ دن تک ربیع الاول میں کپڑے سفید دھوئے ہوئے یا نئے نہیں پہنتا تھا اور خاک پر سوتا اور قبور سادات پر چلہ کشی کرنا اس کا معمول تھا۔ اور اہلبیتؑ کے نام پر کھانا کھلاتا تھا۔ اور کوزے نفیس شربت کے اپنے سر پر رکھکر سادات کے گھر لیجاتا تھا۔ اور انکو اور یتیموں کو اور فقیروں کو پلاتا تھا۔ اور حال امام حسینؑ اس طرح بیان کرتا تھا اور اسطرح روتا تھا کہ گویا واقعہ کربلا اس کے سامنے ہوا ہے۔ اور جب عورتوں کے رونے اور پیٹنے کی آواز سنتا تھا تو آپ بھی روتا تھا۔

نمبر ۶۔ کتاب جواہر العقدین کی قسم ثانی ذکر چہاردہم میں لکھا ہے اور ابن جوزی کے بیٹے نے نقل کی ہے کہ ایکبار ابن الہادیہ شاعر کربلا پر وارد ہوا۔ قبر امام حسینؑ کو دیکھکر اور مصیبت انکی یاد کرکے بہت رویا اور فوراً چند شعر اس جناب کے مرثیہ میں کہے۔ اور اپنی عدم شرکت کا افسوس کیا۔ اتفاقاً اسی حال میں سو گیا اور جناب رسولخدا کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے شخص شاد و خوش ہو کہ خداوند عالم نے تجھے اس مرثیہ کے عوض میں تیرا اشمار فہرست شہدائے کربلا میں کرلیا۔ چند شعر ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

احسین المبعوث جدك الهدى　　فما يكون الحق عنه لسائل

اے حسینؑ آپ کے نانا واسطے ہدایت ان لوگوں کے کہ خدائیتعالیٰ بروز قیامت انسے سوال کریگا مبعوث ہوئے۔

لوكنت شاهداً بكربلا لبزلت فى　　تنفيس كربك جهد بذل الباذل

اگر میں بھی کربلا میں بروز معرکہ آپکے ساتھ ہوتا تو بلا شبہ اپنی جان آپ پر تصدق کرتا اور اشرار کو دفع کرتا۔

وسقيف حد اليف من اعدائكم　　غلة وحد السمهرى الذائل

اور بجھاتا میں آب دم شمشیر اعدا تمہاری سے پیاس کو اور آب سنان نیزا دامن دراز اس کے سے

لاكنني اخرت عنك لشقوتى　　فبكائى بين الغرى وبابل

لیکن میں اپنی بدقسمتی سے محروم اور پیچھے رہا تھا ہے۔ پس رونا میرا درمیان نجف اور بابل کے ہے

بهنی حومنہ النفس من اعلائکم　　فاقل من حزن و دمع سائل

آپ میرا قصور معاف فرمادیں کہ میں آپکی یاری اور مدد سے محروم رہا۔ پس بہت کم ہے حزن اور رونا میرا

نمبر ۷۔ امام شافعی جو سنیوں کے مسلم الثبوت امام ہیں ان کا تصنیف کردہ مرثیہ جو جمال الدین نے اپنی کتاب معراج الاصول میں لکھا ہے کہ جو خود سنیوں کے مجتہد ہیں وہ بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

وممّا نفی نومی وشیّب لمتی　　تصاریف ایام لهن خطوب

جس نے میرے بند کھولے اور میرے بالوں کو سفید کر دیا اور وہ زمانہ کی گردشیں ہیں جبیں شدائد ہیں۔

تاوّب همی والفوا د کسیب　　وارّق عینی والرّقاد غریب

میرا غم بھر آیا اور دل غمگین ہے۔ جس نے میری آنکھوں کو بیدار کر دیا ہے اور نیند نایاب ہو گئی ہے

تزلزلت الدنیا لآل محمّد　　وکادت لهم صم الجبال تذوب

دنیا آل محمدؐ کی وجہ سے زلزلہ میں آگئی اور قریب ہے کہ بڑے بڑے پہاڑ پگھل جاویں۔ ×

فمن مبلغن عنی الحسین رسالۃ　　وان کرهتها النفس و قلوب

کون ایسا ہے جو حسینؑ کو میرا پیغام پہنچائے اگرچہ لوگ اس بات کو ناپسند کریں ×

قتیل بلاجرم کان قمیصہ　　صبغ بماء الارجوان خضیب

حسینؑ بلاجرم شہید ہوئے ان کے قمیص ارغوانی رنگ کے خون سے رنگین ہے۔

نصلّی علی المختار من آل هاشم　　ونؤذی لہ ابن ان ذوالعجیب

تعجب تو یہ ہے کہ مختار آل ہاشم یعنی نبیؐ پر درود بھیجا جاتا ہے اور انہیں کے فرزند کا قتل کیا جاتا ہے

لئن کان ذنب حب آل محمّد　　فذلک ذنب لست منہ اتوب

اگر آل محمدؐ سے محبت رکھنا گناہ ہے تو ایسا گناہ ہے کہ جس سے میں توبہ نہ کروں گا؟

هم شفعائی یوم حشر وموقفی　　وحبهم للشافعی ذنوب

یہی لوگ تو میرے شفیع ہیں بروز حشر اور ان سے محبت رکھنا شافعی کے لئے گناہ سمجھا جاتا ہے

میں نے سات نظیریں علمائے متقدمین و مورخین اہل سنت سے پیش کی ہیں جسمیں

پہلی سند صاحب ینابیع المودت میں تو وہی الفاظ ہیں کہ جو مصنف کے اعتراض میں درج ہیں اور سن بعد دیگر اسناد سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ مصنف کی جہالت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ وہ اپنی مذہبی کتابوں سے بے خبر ہے۔ اور جبکو اسکو از روئے انصاف سنیوں پر۔ یہ الزام لگانا چاہئے تھا۔ کہ انکے علماء نے شکے سیدھے کرنے کی غرض سے ایسے بدعت شعار مضمون تراشے ہیں۔ مصنف کو اگر دعویٰ حق پسندی تھا۔ اور وہ گریہ مصیبت حضرت امام حسینؑ کے مضامین کو اور اسکے ثواب کو غلط جانتا تھا تو اس کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ علمائے اہلسنت پر تبرا کرتا۔ اور نمبر ۲ پر شیعوں کی اصلاح کیطرف توجہ کی ہوتی۔ اور اگر یہ مضامین اہلسنت کے غلط ہیں تو ان کو اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ اور فی الحال بحیثیت مجرم تمہارے سات علماء کو تمہارے ہی سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ چاہے اُن پر دروغگوئی کا فتوے دو یا بدعت شعاری کا یا کفر کا شیعوں پر ایسے مضامین پڑھنے کا کوئی اعتراض نہیں عائد ہو سکتا وہ تو وہی کہتے ہیں جو تمہارے علماء نے کہا ہے۔ پس اس بارہ میں شیعوں کا فیصلہ یہی ہے کہ تمہارے ہی اگلے پچھلوں میں نقص ہے۔ پہلے تم انکی مرمت کرو۔ ان سے دروغگوئی اور بدعت پسندی ترک کراؤ۔ پھر شیعوں کو منہ دکھانا مصنف نے کسی شیعہ کی کتاب کا ایسا حوالہ نہیں دیا ہے کہ جس سے اس امر کا ثبوت ملتا۔ کہ یزید نے عزاداری حسینؑ کی یا ان کے غم میں اپنے منہ پر طمانچے مارے یا اپنے محل کو ماتمکدہ بنایا۔ اگر کوئی اسکی سند تھی تو کس دن کے لئے اٹھا رکھی ہے۔ یا اسی مثال کے مصداق ہوئے ہیں۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بکلۂ خود باید زد۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مصنف کی غلط فہمی ہے۔ کہ جو اس نے یزید کے طمانچہ مارنے کی بابت تصور کیا ہے۔ کہ اس نے حسینؑ کے غم میں ایسا کیا۔ بلکہ اگر اسکی کوئی وجہ ہے تو یہی ہے کہ یزید کو کوئی ایسا ظلم یاد آگیا ہوگا۔ کہ ہونے سے باقی رہ گیا ہوگا۔ ورنہ کجا یزید اور کجا تعزیت حسینؑ۔ میں اس امر کی بابت کہ یزید نے بروز قتل حسینؑ جشن کیا تھا۔ سوال نمبر ۷ کے جواب میں دے آیا ہوں۔ ناظرین ملاحظہ فرمالیویں۔ مگر ہاں ناظرین نے یہ مقولہ تو سنا ہوگا کہ دروغگورا حافظہ نباشد۔ اس سے پہلے نمبر میں مصنف نے کہا ہے۔ کہ یادگار محرم معزالدولہ نے قائم کی ہے۔ اور یزید کی مثال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے رسم تعزیت حسینؑ یزید نے قائم

کی اور یادگار منائی - یہ ناظرین فیصلہ کر سکتے ہیں - کہ مصنّف کے ان دو قولوں میں سے کونسا قول صحیح ہے - ناظرین یہ بھی خیال فرما دیں کہ اس بار بار کی مصنف کی بے تکی اڑانے سے وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ ایک جدید ملّت قائم ہوئی ہے - اور وہ بھی ایسی کہ ہزاروں سُنّی ان پر تبرّا کرتے ہیں - اسوقت تک انکی ملّت میں کوئی ایسی کتاب نہیں کہ جس سے کوئی سند پیش کر سکیں - مجبوراً زبان درازیوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں - پھر مسلمان سنّی تو کیا غیر اقوام سے ایسے ایسے اسلام کو سُنواتے ہیں کہ جو مہذب شخص کو تو ضرور قابل شرم ہے - چنانچہ تمثیلاً محمد سعد اللہ خانصاحب سعدی کی تصنیف سے ایک کتاب الزام قادیانی بجواب دعوت دہلی آن بہتانی یعنی پیر مصنف کی مدح میں ہے اسکے چند شعر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں خانصاحب مذکور سنّی مذہب سے ہیں کہ جنکی یہ تصنیف ہے -

دھمکیاں آریہ کو دے دے کر	عیب رکھوایا اہل ایماں پر
جی میں جو آئی بھونکتے رہنا	اس کو پھر وحی ایزدی کہنا
اسکو وحیٔ رسل سے پھر تطبیق	ہونگے عالم میں تجھسے کم زندیق
اسقدر تو نے چالبازی کی	ذی سند اپنی جعلسازی کی
گالیاں انبیاء کو دلوائیں ؟	مفسدو ہرزہ کار زشت آئین
تجھکو ہے انبیاء سے کیا نسبت	انکے اعجاز سے تجھے نفرت
خود نہ ید ست ہے تو ہر شئے سے	تیرے چیلے ہیں بے بصر جیسے
مُدعیٔ حمایت اسلام	رات دن پیٹ پالنے سے کام
پھنسگئے بعض سادہ لوحی سے	کان کے بہرے آنکھ کے اندھے
بعض بے باک ہوگئے ہمراہ	پہلے وہ نیچری تھے حق کی پناہ
لگ گئے کہنے حضرت اقدس	کیا تیرے کہنے حضرت اقدس
نور دیں نام ایک بہرے کا	ہو اسرِ وار تیرے ڈیرے کا
اور ایک دوسیالکوٹی ہیں	رکھتے دل سخت عقل موٹی ہیں
فتنہ سازی میں ہیں بڑے چالاک	زشت گوئی میں ہیں بڑے بیباک

گالیاں دے کے غل مچاتے ہیں		بس یہی کام ان کو آتے ہیں	
ہوں جہاں عالمان دین نبیؐ		فرض انہیں کرنا انکی بے ادبی	

الغرض یہ ایک ضخیم کتاب ہے کہ جسکے چند شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ انہیں اشعار سے مصنف کے گرو گھنٹال اور انکے چیلوں کا حال بخوبی ظاہر ہے۔ میں اسکا دُہرانا ناپسند کرتا ہوں اور اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ وہ سات مثالیں علمائے مقدسین اہلسنت سے جو بابت ثواب گریہ حسینؑ اس نمبر میں مینے بیان کی ہیں۔ اسی ساتھ کی بکثرت نظیریں میرے پاس موجود ہیں۔ اور وہ مستند کتابوں میں درج ہیں۔ جو بفضلہ خدا میری لائبریری میں موجود ہیں۔ محض بنظر اختصار ان کا اس نمبر میں میں نے ذکر نہیں کیا ہے۔ مگر میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ غم حسینؑ ایک ایسا غم ہے کہ جس نے اقوام غیر اسلام پر بھی اپنا اثر کیا ہے۔ چنانچہ ہر عشرہ محرم میں شاید کوئی جگہ ایسی ہو کہ جہاں اہل ہنود اس غم میں شرکت نہ کرتے ہوں۔ مگر وائے ہے ان مسلمانوں پر کہ رسولؐ کا کلمہ پڑھیں اور عزائے امام حسینؑ پر بدعت کا فتویٰ دیویں۔ میں اس ثبوت میں کہ غیر اقوام پر اس غم کا اثر ہوا ہے بہت سا ثبوت دینے کو تیار ہوں۔ مگر بوجہ طوالت اس سے بھی درگذر کرکے صرف ایک رُباعی ہدیہ ناظرین کرتا ہوں کہ جسکے مصنف رائے بہادر ماتادین صاحب سابق سب جج رئیس گیا کے ہیں کہ جسکو سنکر یزیدی مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈالکر شرم کا سبق حاصل کرینگے۔ رُباعی

خوشا وہ لوگ جو آتے ہیں بزم ماتم میں ۔۔۔ خوشا وہ ہاتھ جو پیٹیں حسینؑ کے غم میں
وہ دل ہو خاک نہ ہو جسمیں اہلبیتؑ کا غم ۔۔۔ وہ پھوٹے آنکھ جو روئی نہ ہو محرم میں

اس نمبر میں مصنف نے اپنی الفت و مودت بھی یزید سے ظاہر کی ہے اور نہایت ہی حسن تدبر سے شیعوں سے یزید کے جنتی ہونے کا سارٹیفکیٹ طلب کیا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب تمہارے ہی اگلے پچھلے جنکا سات نمبروں میں مینے شمار کرایا ہے۔ ان کے اقوال شیعوں کے اقوال سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ آپ نے انہیں کے سامنے کاسئہ گدائی پیش کیا ہوتا۔ چونکہ وہ آپ کے تھے شاید ان کو آپ کے حالِ زار پر رحم آجاتا۔ اور وہ یزید کے جنتی ہونے کا آپ کو سرٹیفکیٹ دیدیتے۔ شیعہ اپنے اعتقاد کے بموجب یزید تو کجا اس کے باپ کو بھی جنت کا سرٹیفکیٹ نہ دینگے

ملاحظہ ہو کتاب ہذا کا صفحہ ۲۰۔ اور شیعہ تو یزید کی خوب پڑتال کر چکے ہیں۔ میں اپنے ناظرین کو یزید کے نئے لقب سے اطلاع دیتا ہوں۔ جبکا کہ پرسنل لاآف دی محمڈن میں یوں مذکور ہے "حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد انکے بڑے صاحبزادے حسنؓ ابن علیؓ عراق کے خلیفہ کئے گئے وہ آرام طلب اور خاموش پسند تھے۔ اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے خاندانی فسادات اور مذہبی عداوتوں کو دیکھکر ان کا دل خلافت سے سیر ہو گیا تھا۔ پس اس منصب رفیع کو جلد ترک کر کے انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ مگر اس زاویہ نشینی اور عزلت گزینی کیحالت میں بھی بنی امیہ کی عداوت نے اس جناب کو چین نہ لینے دیا۔ اور یزید ابن معاویہ کی تحریک سے حضرت امام حسنؓ کو زہر دے کر شہید کیا۔ اس شقی یزید نے جسکو خاندان بنی امیہ کا ڈارمشین کہنا بجا ہے۔ حضرت امام حسینؓ کو بلطائف الحیل بلا کر اپنے قابو میں کر لیا۔ اور معہ اہلبیت و اصحاب میدان کربلا میں شہید کیا۔ اہلبیت میں سے صرف ایک جوان بیمار اس قتل عام سے بچا۔ اس کا نام علی ابن الحسینؓ ہے۔ اور صبر و شکیبائی اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے اس کا لقب زین العابدین ہو گیا انکی مادر گرامی شہر بانو بنت یزدجرد بادشاہ عجم تھیں۔ جو آخری بادشاہ خاندان ساسانی سے تھا انہیں بزرگوار سے نسل پیغمبرؐ قائم رہی اور ہمیشہ قائم رہیگی۔ اور ماں کی طرف سے یہ بادشاہان ساسانی کے حقدار اور سلطنت ایران کے دعویدار تھے۔ من مؤلف۔ اس کتاب میں یزید کو ڈارمشین کہا گیا ہے۔ ڈارمشین ایک بت پرست قیصر روم تھا جسکا ظلم و جور اور فسق و فجور تاریخ دنیا میں ضرب المثل ہے۔ مصنف کو اس شخص کو جنت کی سند دلانے میں کوشش کرنا خود کو نہیں بلکہ جنت کو بے توقیر کرنا ہے۔

سوال نمبر ۱۰۔ تو کیا غم حسینؓ میں کوئی مذہبی یا قومی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

جواب نمبر ۱۰۔ جیسا کہ ہم سب لوگ جانتے ہیں۔ اس تعزیہ داری نے کوئی مذہبی فائدہ اسلام کو نہیں پہنچایا۔ بلکہ شیعوں کو بھی نہیں پہنچایا۔ کیونکہ سچے مذہب کی پابندی انسان کے اخلاق و عادات کی حفاظت کرتی ہے۔ اور ہمارے شیعہ صاحبان خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکی جماعت کی اخلاقی حالت ہمیشہ قابل رحم ہے۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی اس کے زن و مردوں میں بہت کم ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ اسکا قصور بھی خود شیعہ محدثوں اور راویوں اور علماء کی گردن پر ہے

جو مجالس عزا میں عوام کو سناتے ہیں۔ ایک مکھی کے پر کے برابر رونے بلکہ رونے کی صورت بنانے سے جنت ملجاتی ہے۔ پھر ایسی آسان اور مفید بدعت کو چھوڑ کر کسی شیعہ کو صوم و صلوٰۃ کی تکالیف کو لازمی رکھنے کی کیا ضرورت باقی رہجاتی ہے۔ باقی رہا قومی فائدہ سو یہ فائدہ بھی بہت کم حاصل ہوا ہے۔ قومی فوائد نیک دل اور سرگرم افراد کے خلوص اور ایثار نفس سے نصیب ہوتے ہیں۔ لیکن شیعوں کی پہلی امت نے ہی جو اماموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور انکی صحبت سے فیض اٹھاتے تھے۔ اور امام انکو اپنا شیعہ فرماتے تھے۔ اور شیعہ ان اماموں کو اپنا امام جانتے تھے۔ جب خلوص اور ایثار نہیں دکھلایا۔ بلکہ آپ بھی نفس پرستی میں ڈوب گئے اور اماموں کو بھی لے ڈوبے۔ تو آجکل کے شیعوں میں ایسے اعلےٰ صفات کی توقع رکھنا خام خیالی ہے کسی نے سچ کہا ہے۔ کل شئی یرجع الیٰ اصلہ۔ اصلیت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کے خیر خواہوں نے البتہ بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنت میں ملکی فوائد کو اور ملکی حقوق کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے امام کی شہادت کے واقعات کے ذریعہ بنی ہاشم کے ساتھ ہمدردی کا جوش عوام میں پیدا کرنے کے واسطے یہ ترکیب سوچی تھی۔ مگر اب جبکہ نہ بنی امیہ رہے نہ بنی عباس ایسے مجموں اور ایسے مشاغل سے کیا فائدہ۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں اور دوسری اقوام کی طرح شیعہ بھی اپنی ساری کوشش صرف قومی جلسوں کے انعقاد کے لئے وقف کردیں اور اگر انکو امام حسینؑ سے سچی محبت ہے تو سادات کی ترقی تعلیم و بہبودی و رفع حاجات کے واسطے اپنی مال و جان کو قربان کردیں۔ پھر ہم بھی دیکھینگے کہ شیعہ کو اہلبیتؑ کے ساتھ کسقدر گہری محبت ہے۔ ورنہ خالی رونا اور آنسو بہانا اسی طرح بیفائدہ جسطرح کہ شیعہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب امام زین العابدینؑ معہ اہلبیتؑ کے کربلا سے کوفہ میں تشریف لائے دیکھا کہ وہی کوفی اور انکی عورتیں شور و فریاد کرتیں اور زور زور سے رونی تھیں۔ راقم نے اس ساری تحریر میں کسی شیعہ کتاب کا حوالہ دانستہ نہیں دیا۔ مگر اس مقام پر صرف ایک حوالہ دیاجاتا ہے۔ ان روتے ہوئے کوفیوں کو امام زین العابدین نے یوں فرمایا تھا۔ فقال علی ابن الحسین بصوت ضعیف اتنوحون وتبکون لاجلنا فمن قتلنا۔ سید سجاد بہ آواز ضعیف فرمود۔ نالہ اے مردم آیا برما میگیرند و بر ما نوحہ میکنند پس کشندۂ ما کیست مارا کہ کشت و کہ اسیر گرفت

دیکھو ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ ایران۔ یعنی امام زین العابدین نے دھیمی آواز سے فرمایا۔ ارے لوگو کیا ہمارے حال پر تم رو رہے ہو اور ہماری بیکسی پر فریاد کرتے ہو۔ تو ہمارے قاتل ہی کون ہوئے۔ ہمکو کس نے قتل اور کس نے قیدی بنایا۔ تمام واقعات کربلا کے متعلق مفصل بحث ہمارے رسالہ میں دیکھنا۔ سردست ایک نظم بھی سُنتے جاؤ۔ وتلک عشرہ کاملہ۔

جواب شیعہ نمبر ۱۰۔ میں اس کو چند منٹ بعد کو دکھاؤنگا۔ کہ اس تعزیہ داری نے فرقہ شیعہ کو کسقدر فائدہ پہنچایا۔ اور کسقدر اسلام کو۔ اور اسی میں اخلاقی عادت کا بھی ذکر کیا جاویگا۔ مگر صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی بابت پہلے عرض کرتا ہوں۔ کہ مصنف نے جو بسبب ترک صوم وصلوٰۃ کا بیان کیا ہے۔ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ یہ مصنف کی لاعلمی ہے۔ کہ اگر مصنف مذہب اسلام پر سچے دل سے ایمان لائے ہوئے ہوتے۔ اور صراط مستقیم کو تلاش کیا ہوتا۔ اور پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہے ہوتے تو کبھی انکو اس فقرہ کے لکھنے کا موقع نہ ملتا۔ مصنف نے بہت ہی بھدی نظر سے اس مسئلہ کو دیکھا ہے۔ مصنف کی بلند پروازی صرف تعداد ہجوم کیطرف گئی ہے۔ کہ جسکو ظاہری نظارا کہتے ہیں۔ جس سے اُنکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سُنیوں کے ہاں عبادت ظاہری بہت ہے۔ اور شیعوں کے ہاں کم تو اسکا جواب یہ ہے کہ معمولی عقل کا انسان بھی یہ جان سکتا ہے کہ اسکا انحصار مردم شماری پر ہے۔ اسوقت تمامی ہندوستان میں بمقابلہ مذہب سُنیوں کے شیعہ بہت ہی کم ہیں اور جو الزام مصنف نے شیعہ راویوں اور محدثوں اور علماء پر لگایا ہے۔ وہ قطعی غلط ہے۔ میں نمبر ۹ میں قابل اطمینان یہ دکھا آیا ہوں کہ سُنی علماء اور محدثین نے شیعوں سے زیادہ ہی ثواب گریہ دکھایا ہے۔ مگر جبکہ سنیوں کے اگلے پچھلوں نے قول خدا اور رسُول کی پرواہ نہ کی۔ اور اسے پس پشت پھینک دیا۔ تو وہ اپنے علماء کے احکام کو کیونکر تسلیم کرینگے۔ میں صوم کی طرف پہلے توجہ دلاتا ہوں کون کہتا ہے کہ سُنی تو روزہ رمضان رکھتے ہیں۔ اور شیعہ انکو حرام جانتے ہیں۔ اونہیں رکھتے ہیں۔ اور یہ حکم فقہ سے متعلق ہے۔ اگر مصنف نے مذہب شیعہ کے فقہ کی کتابوں سے ثابت کیا ہوتا کہ روزہ رکھنا شیعوں کے ہاں حرام ہے۔ اور انہوں نے محض اس وجہ سے حرام کیا ہے

کہ غم حسینؑ میں رونے کا ثواب روزوں سے بدرجہ زیادہ ملیگا۔ بدیں وجہ روزہ کا ترک کرنا واجب ہے جب تو یہ اعتراض مصنف کا درست ہوتا۔ اور بلا کسی ثبوت کے اعتراض کرنا مصنف کے تعصب اور کم لیاقتی پر دال ہوگا۔ مگر ہاں میں تو ماہ رمضان کی صومی عبادت سے بھی اس امر کا ثبوت دیتا ہوں کہ بدعت پسند ایک ہندوستان ہی نہیں بلکہ عرب و عجم وغیرہ وغیرہ جہاں کہیں یہ فرقہ سُنّی ہے وہ سب بدعت پسند ہیں بلکہ بدعت گر یہی فرقہ ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ شب ہائے ماہ رمضان میں جو تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ اسکا حکم کہیں قرآن میں ہے یا یہ عمل رسولؐ تھا یا ابوبکر تھا۔ اب تینوں میں جسے چاہیں پسند کیجئے۔ اور اس کا ثبوت دیجئے اگر آپ اس کا ثبوت نہ دیسکے۔ کہ آپکے رسولؐ اور آپکے خلیفہ اول نے تراویح پڑھیں تو کیا یہ جدید امر بدعت نہوگی۔ اور اس بدعت کے اور بدعت کرانے کے خلیفہ دوم حضرت عمر مجرم قرار نہ پاوینگے۔ اور جنکی نہایت بلند پروازی نے سُنت رسولؐ کو بھی توڑ ڈالا تو کیا ایسے سنی جو صریح بدعت عمر ہو اسکو سنت عمر تصور کر کے ایسا مضبوط پکڑیں کہ حشر تک اس کے چھوڑنے کا قصد نہ ہو تو کیا اس عبادت بدعتی کا انکو کچھ ثواب پہنچیگا۔ پس ظاہر تو سنی ایسے بیوقوف تو معلوم نہیں ہوتے۔ کہ وہ ایک فعل بدعت کو اسقدر گرمجوشی سے ادا کریں کچھ نہ کچھ تو اسمیں تہ کی بات ہے جو سُنی اس سنت پر فریفتہ ہیں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ سُنیوں کے اعتقاد میں انکی جماعت کے قائم رکھنے والے حضرت عمر تھے۔ انہی کی قوت بازو سے حضرت ابوبکر سقیفہ میں خلیفہ رسولؐ بنائے گئے تھے۔ انہی کے قوت بازو نے اسلام میں سب پہلے احکام خدا اور رسولؐ کو توڑ ڈالا۔ اور جب وہ حسب پروانگی ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی خلافت کے پہلے رمضان میں یہ بدعت تراویح قائم کر کے اپنی یادگار مقرر کی۔ اب تمام سنی بغرض حصول ثواب اس پر عمل نہیں کرتے۔ بلکہ بطور یادگار رسم سالانہ اس یادگار کو مناتے ہیں کیسے متعصب ہیں کیسے کوتاہ نظر ہیں۔ کہ اپنی ایک مہینہ برابر بدعت کو بدعت قرار نہیں دیتے اور شیعوں کے محرم میں دس شب روز کی عبادت کو کہ جسکو سنیوں کے علماء اور محدثین اور اولیاء اللہ تسلیم کر گئے ہیں۔ بدعت قرار دیتے ہیں۔ اگر میں چند منٹ کو یہ بھی تسلیم کروں کہ یہ شیعوں کی بدعت ہے تو حساب کے رُو سے اس عمل بدعت میں سنی شیعوں سے تین حصہ بڑھے

ہوئے ہیں۔ یعنی سنیونکے تیس یوم اور شیعونکے دس یوم۔ پس سنیوں کو چاہئے کہ پہلے اپنوں کی مرمت کریں۔ پھر شیعونکی اصلاح کریں۔ نماز کا بھی ایسا ہی حال ہے کہ کون کہتا ہے کہ شیعہ نماز کے پابند نہیں ہیں۔ نہ کسی شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حسینؑ کی مصیبت پر گریہ عوض نماز پنجگانہ ہے اگر کوئی ایسا مقولہ کسی شیعہ عالم کا مصنف کو دستیاب ہوا تھا تو مصنف کو اُسے پیش کرنا تھا مگر میں مختصراً یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اپنی نماز پنجگانہ پر جو سنّیوں کو گھمنڈ ہے۔ وہ بھی سراسر بدعت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں کوئی حکم ایسا نہیں ملتا کہ جسمیں یہ ہدایت ہو کہ نماز ایسے طریقہ پر پڑھو اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس بارہ میں ہدایت جناب رسولخدا پر عمل کیا جاویگا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر ہر فرقۂ اسلام میں یہ ارشاد آنحضرتؐ کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ صلّو کما رئیت مو نی اصلّی۔ نماز پڑھو تم اس طرح کہ جیسے میں پڑھتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ نماز کی تعمیل فعلاً ہے نہ قولاً۔ اس کے ملاحظہ طلب یہ بات ہے کہ سنیوںمیں چار امام تسلیم کئے گئے ہیں۔ جنکو بانیان مذاہب اربعہ کہا جاتا ہے انہیں اول ابو حنیفہ دوم مالک سوم شافعی چہارم حنبل ہیں۔ اسجگہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکی مختصر حالت دکھائی جاوے۔ کہ جنکا تعلق اس بحث سے ہے۔ مگر مینے اپنی اس تصنیف میں بھی مناسب سمجھا ہے کہ جہاں تک ہوسکے میں حریف کو کتب انگریزی سے سند دوں تا کہ کسی منصف مزاج کو موقعہ عذر کا نہ ملے۔ لہذا سنیوں کے ان چاروں اماموں کی حالت پر سیل لائف دی محمدلس سے دکھاتا ہوں۔

نمبر۱۔ ابو حنیفہ۔ پہلے فرقہ کے بانی امام اعظم ابو حنیفہ ہوئے ۸۰ھ میں عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے۔ اور مذہب شیعہ میں تعلیم پائی اور امام جعفر صادقؑ جو چھٹے امام اہل بیت پیغمبرؐ میں سے تھے۔ علم فقہ حاصل کیا۔ اور علم حدیث ابو عبد اللہ ابن المبارک اور حامد ابن سلیمان سے حاصل کیا۔ امام اعظم نے اپنے اُستاد امام جعفر صادقؑ کے اقوال اکثر سنداً نقل کئے ہیں۔ اپنے وطن اصلی کوفہ میں مراجعت کرنے کے بعد بھی حضرت علیؑ کے خاندان کے بڑے طرفدار اور دوستدار رہے۔ مگر مذہب شیعہ سے منحرف ہو کر ایک نئے طریق کی بنیاد ڈالی جو اکثر اہم مسائل میں مذہب شیعہ کے مخالف ہے۔ اس پر بھی امام اعظم کے فتادی اور شیعوں کے اقوال میں ایسی مشابہت تامہ ہے کہ کچھ شک و شبہہ نہیں ہوسکتا۔ کہ اصل علم

انہوں نے کس خاندان سے حاصل کیا تھا۔ امام اعظم نے مسائل شرعیہ میں قیاس کو اسقدر دخل دیا ہے کہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ انکے فتاوی میں فقہائے خاندان رسالتؐ اور علمائے اہلبیتؑ کے اقوال کا عکس دکھاتی دیتا ہے۔ امام اعظم نے سنہ ۱۵۰ھ میں وفات کی۔ اور جس مذہب کے وہ بانی ہوئے۔ اس کو حنفیہ کہتے ہیں۔ اکثر مسلمانان ہند اور افاغنہ اور ترکمان اور ترک اہل مصر اور تقریباً کل باشندگان وسط ایشیا حنفی مذہب ہیں۔ امام اعظم کے مقلدین بہ نسبت اور آئمہ کے مقلدین کے بہت زیادہ ہیں۔

نمبر۲۔ دوسرے فرقہ اہلسنت کے بانی ابوعبداللہ مالک بن انس تھے۔ جنکا مذہب افریقہ شمالی میں علے الخصوص صوبہ مراقش اور الجیریا میں جاری ہے انہوں نے سنہ ۱۷۹ھ میں بعہد ہارون رشید وفات کی۔

نمبر۳۔ تیسرے فرقہ اہلسنت کے بانی امام احمد ابن ادریس الشافعی تھے وہ شہر غارہ واقعہ ملک شام اسی سال پیدا ہوئے کہ جس سال امام اعظم ابوحنیفہ نے انتقال کیا تھا اور سنہ ۲۰۴ھ مطابق سنہ ۸۱۹ء بعہد مامون رشید مصر میں وفات کی۔ وہ شیعوں کے امام ہشتم علی ابن موسیٰ رضا کے ہمعصر تھے اور انکا مذہب افریقہ شمال اور مصر اور جنوب عرب اور جزیرہ جاوا اور جزیرہ نماملاکا اور جزیرہ سراندیپ یعنی لنکا میں جاری ہے۔ انکے مقلدین بمبئی کے بوروں میں بھی موجود ہیں۔

نمبر۴ چوتھے فرقہ اہلسنت کے بانی امام احمد بن حنبل ہوئے وہ مامون رشید اور معتصم باللہ کے عہد خلافت میں گذرے یہ دونوں خلیفہ معتزلی تھے۔ احمد بن حنبل کے تعصب شدید نے اور انکے اس فعل نے کہ انہوں نے عوام الناس کے تعصب مذہبی کو افروختہ کرکے بادشاہان وقت کے خلاف کر دیا۔ خلفائے عباسیہ کو انکے برخلاف کر دیا۔ اور سنہ ۲۴۱ھ میں انہوں نے وفات پائی مامون رشید کو جو ناکامی معتزلہ کا مذہب جاری کرنیمیں ہوئی اسکا الزام احمد بن حنبل اور انکی اسلاف پرستی پر عائد ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں جو اکثر قتل و تیغ ہوا اور مسلمانوں کے خون کے دریا بہ گئے۔ وہ بھی انہیں کے نامہ اعمال میں لکھا گیا۔ پس ہم مختصر تاریخ سنیوں کے پیر ہر چہار اماموں کی دکھا چکا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں موجودہ ہدایت سنیوں کی بنیاد

ان چار اماموں نے ڈالی۔ اور ایسا ان چاروںمیں اختلاف ہے کہ ایک کا دوسرے امام سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ زمین اور آسمان کا فرق ہے مگر مجھے اس موقعہ پر کسی اور مسئلے سے بحث نہیں ہے میرا مدعا اسوقت صرف طرز ادائیگی نماز سے ہے۔ بس اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ سنیوں کے ان چار اماموں کے گروہ میں سے ایک فریق دوسرے فریق کے خلاف نماز پڑھتا ہے نہ ان امام اربعہ کی تاریخ پیدائیش و وفات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنہے آنحضرتؐ کو بچشم خود نماز پڑہتے دیکھا ہو۔ اگر دیکھتے تو یہ اسی طرح نماز پڑہتے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ جیسے میں نماز پڑہتا ہوں ویسے ہی تم پڑہو۔ نہ ان چاروںمیں سے کسی نے آنحضرت کو نماز پڑہتے دکھا نہ اس طریقہ پر نماز پڑھی۔ اور چونکہ امام اعظم ابوحنیفہ نے جدید مذہب کا اسلام میں بنیادی پتھر رکھا تھا۔ تو یہ کب ممکن ہوسکتا تھا کہ وہ نماز کو پُرانے طریقہ پر قائم رہنے دیتے۔ اور نماز میں ایجاد نہ کرتے۔ کیونکہ نماز ہی اسلام میں رُکن اوّل ہے۔ زمانہ حال کی مثال ہی مؤید میری رائے کے ہے۔ کہ مرزا قادیانی نے اسلام میں جدید مذہب نکالا۔ تو انکی نماز بھی جدید طریقہ پر ہے۔ جہاں اور جس طریقہ سے مقلدین ابوحنفیہ ہاتھ باندھتے ہیں جدید مذہب قادیانی وہاں ہاتھ نہیں باندہتا۔ پس سب سے پہلے طریق ادائیگی نماز میں بدعت قائم کرنیوالے امام اعظم ابوحنیفہ ہوئے اور آخر پر مرزا قادیانی ہوئے ہیں۔ شیعوں پر کوئی الزام نہیں رکھ سکتا۔ کہ انکا کوئی امام کسی دوسرے امام سے مختلف نہیں ہُوا۔ شیعونکے ہی اماموں کو یہ شرف حاصل ہے کہ انکے تین اماموں نے یعنی علی مرتضیٰ اور حسنؑ اور حسینؑ نے خود اپنی آنکھوں سے حضرت رسولخدا کو نماز پڑہتے دیکھا تھا انہیں کے ہاتھوںمیں رسولخدا کا دم نکلا ہے۔ انہوں نے ہی رسولخدا کو سپرد زمین کیا وہ ہی آخری طریقہ نماز کہ جیسے آنحضرتؐ نے جس طریقہ سے ادا کی وہ انکی نگاہوں میں تھی اور اسی طریقہ نماز کو شیعہ کے اماموں نے قائم اور برقرار رکھا اور اسوقت سے لیکر اسوقت تک انکے مقلدین اسی طریقہ پر نماز ادا کررہے ہیں کہ جیسا کرنے کا حکم آنحضرتؐ نے فرمایا تھا سنیونکی اس بدعت سے علاوہ ایک اور نماز کی بدعت ثابت کرتا ہوں۔ خداوندتعالےٰ پارہ اول سورہ بقر میں ارشاد فرماتا ہے۔ واتخذو من مقام ابراہیم مصلےٰ۔ اور جس جگہ ابراہیم نے نماز پڑھی وہیں تم نماز پڑہو۔ یہ آیت خانہ کعبہ کی نماز کے متعلق ہے ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ میں سنیونکے ہر امام نے

اپنا اپنا علیحدہ مصلے قائم کیا ہے یعنی چار مصلے ہیں اور آیت قرآن ایک جگہ مخصوص کا حکم دیتی ہے
یہاں اس حکم کی تعمیل میں بجائے ایک جگہ کے چار جگہ بنا برادائے نماز مقرر کیگئی ہیں گویا آج
وقت تک سنیونکو بھی ثابت نہیں ہوا۔ کہ ابراہیم کا مصلے کہاں تھا۔ کیا اس سے یہ ثابت
نہیں ہوتا کہ سنیوں کے اماموں نے خدا کے حکم کو بھی پس پشت ڈالدیا۔ اس بدعت سے بڑھکر
اور بھی کوئی بدعت ہوسکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی کہنے والا کہہ گیا ہے کہ چو کفر از کعبہ
برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ میرے اس مضمون پر نظر ڈالکر ہر صاحب انصاف غور کرسکتا ہے
کہ شیعونکی عدم پابندی نماز سے سنیونکی بدعات نماز کتنی وزنی ہیں۔ وہ نماز کہ جسکی بنیاد
ہی بدعتی تعمیر پر چنی ہوئی ہے۔ اس کا کرنا یا نہ کرنا یکساں ہے۔ مصنف کو چاہئے کہ پہلے
اپنی مرمت کریں پھر کسی اور کو منہ دکھاویں۔ نماز تو دوسرے نمبر پر ہے۔ سنیوں کا وضو بھی
آپ بدعت سے ہوتا ہے جسکا ثبوت یہ ہے۔ پارہ ۶ سورۃ مائدہ یا ایھا الذین امنوا
اذا قمتم الی الصّلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق والمسحوا برءوسکم
وارجلکم الی الکعبین وان کنتم جنبًا فاطھروا وان کنتم مرضی اوعلےسفر اوجاء
احدمنکم من الغائط اولمستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا فامسحوا
بوجوھکم وایدیکم منہ ط ترجمہ اے صاحبان جب کھڑے ہوتم واسطے نماز کے پس
دہو ڈالو اپنے موہنوں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو سروں اپنوں کو
اور پاؤں اپنوں کو ٹخنوں تک اور اگر تم ہو ناپاک بس نہا ڈالو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر
میں ہو کوئی تم میں سے ہو مکان ضرور سے یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور تم
کو پانی میسر نہ آوے پس تم پاک مٹی لو اس کو اپنے موہنوں پر ملو اور اپنے ہاتھوں کو ملو۔

آیت بالا میں خداوند تعالےٰ نے صاف طور پر طریقہ وضو ارشاد فرمایا ہے اور اس
میں صرف یہ حکم ہے کہ اپنے منہ دہو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ اور سر پر
مسح کرو اور پاؤں پر مسح کرو ٹخنوں تک اس آیت میں پیروں کے دھونے کا کہاں
حکم ہے۔ بس گردن کا مسح اور پیروں کا دھونا خلاف حکم الہٰی ہے۔ اور اگر مسح پا سے
مراد پیروں کا دہونا مقصود ہے تو مسح سر بھی اسی طریقہ سے کیا کرو یعنی سر دھویا کرو جیسے

کہ پیر دھوتے ہو پس یہ خلاف حکم الٰہی نہیں تو کیا ہے۔ اور خلاف حکم الٰہی عمل کرنا بدعت ہی نہیں بلکہ کفر ہے اور اگر پیروں کے دھونے کا یا گردن پر ہاتھ پھیرنے کا حکم ہوتا تو تیمم کے حکم میں اس کا ذکر ضرور ہوتا اس خلاف طریقہ رسولؐ عمل کرنا بدعت ہے اور خلاف حکم خدا عمل کرنا داخل کفر ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں مصنف معترض اور انکے ہمخیال سنیوں پر عائد ہوتی ہیں۔ مگر اس میں مصنف کا کچھ زیادہ قصور معلوم نہیں ہوتا۔ یہ قصور ان کے اگلے پچھلوں کا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنہوں نے مذہب اسلام میں اپنی رائے سے جدید مذاہب قائم کئے۔ اور اپنی رائے سے صوم و صلوٰۃ کے احکام جاری کئے۔ مجبوراً انکے مقلدین کو بھی ویسا ہی عمل کرنا پڑا۔ اور مرتکب اپنی اس مثال کے ہوئے۔ کل شیٔ یرجع الیٰ اصلہ۔

اب رہا قومی فائدہ۔ اس کا فیصلہ صرف اس امر پر ہوا جاتا ہے کہ اپنا عیب و ثواب کسی شخص کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ عیب و ثواب کے دیکھنے والے دوسرے ہی ہوا کرتے ہیں چنانچہ مینے تواریخ سے سنیوں کے خلیفہ یزید کی بکروہ حالتیں دکھائی ہیں۔ حالانکہ یزید کو کچھ تو اس کو خلیفہ تصور کرکے اس کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور کچھ نے اسکو سنت یزید سمجھکر اپنا طرزِ عمل بھی مثل خلیفہ کے کرلیا ہے مگر غیر اقوام جو تھیں وہ تو یزید کی حالت تاریخ میں درج ہے کر رہی تھیں اور انہی تاریخوں کا وہ نتیجہ ہے جو مینے اس کتاب میں وقتاً فوقتاً ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ اب یہ امر بھی میں انگریزی تواریخوں سے ثابت کرتا ہوں۔ کہ مذہب شیعہ پر اس عزاداری کا کیا اثر ہوا۔ رائے محقق جرمنی عباسی حسین کے بنی اہتمام نے اگرچہ یہ سلطنت حسین کے تابعین رِوولیوشن کی برکت سے پائی۔ مگر سلطنت کے پانے کے بعد اس خوف میں کہ سلطنت میں کچھ زوال نہ آجائے رِوولیوشن والے لوگوں پر نہایت درجہ تشدد کرنے لگے کہ مبادا اسلامی سلطنت خاندان حسینؑ میں کہیں منتقل نہ ہوجائے۔ ادھر تو بنی عباس کا تشدد بہت تھا دوسرے بنی امیہ کے قلع و قمع ہوجانے سے اور رِولیوشن کا جو مادہ تھا اس کے زائل ہوجانے سے رفتہ رفتہ ان رِوولیوشن کی تیزی گھٹ گئی۔ حسینؑ اور علیؑ کے تابعین نے

جب یہ دیکھا کہ مانع بہت قوی ہے اور بہت سست ہے سمجھ گئے کہ بنی ہاشم کے بادشاہونسے جو بہت قوی اور زبردست ہیں اور عام خیالونکے پریشان ہوجانیکی وجہ سے اب رِوُولیوشن سے انکا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ لہذا رِوُولیوشن کا طریقہ ظاہری طور پر چھوڑکر درپردہ اسکی صورت اسطرح بدلدی کہ ایک جگہ باہم جمع ہوکر ان واقعات و مصائب کا جو حسینؑ پر وارد ہوئے تھے ذکر شروع کردیا اور وہ اس طریقہ سے اس بہت عظیم رِوُولیوشن کے مادہ کو تازہ اور زندہ رکھتے تھے سلاطین بنی ہاشم یعنی بنی عباس جب اس مطلب کو سمجھے اور حسینؑ کے تابعین کی یہ تدبیر انکے خیال میں آگئی تو پہلے سے بھی زیادہ تشدد اور مخالفت و مزاحمت انہوں نے لازم سمجھی۔ اور اسقدر اسمیں زیادتی کی کہ علیؑ اور حسینؑ کی پیروی جس شخص سے بھی ظاہر اور آشکارا ہوتی تھی تو جسطرح ملکی جرائم میں بڑے سنگین جرم میں سزا دیجاتی ہے اس سے زیادہ ایسے لوگوں کے ساتھ رفتار کرتے تھے اور اس جرم میں ہزاروں آدمی حسینؑ کے تابعین سے مقتول و مجروح و مغلوب و محبوس ہوگئے مگر باوجود اس سختی اور تشدد کے بھی رِوُولیوشن کا یہ مادہ علیؑ کے تابعین سے دور نہ کرسکے ۔اور جسقدر انہوں نے سختی کی اُسیقدر قوت اور شدت ان لوگونکی بڑھتی گئی تا اینکہ انجام میں انہی پیروان حسینؑ کی تدبیر ونسے اس طبقہ یعنی بنی عباس کی سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ (اس سے مؤلف کا اشارہ خواجہ طوسی علیہ الرحمہ کیطرف معلوم ہوتا ہے) اور کچھ زمانہ تک سلطنت حسینؑ کی اولاد میں گردش کرتی رہی (خلفائے فاطمین مراد معلوم ہوتے ہیں) حسینؑ کے بعد روحانی ریاست انہی کی اولاد میں یکے بعد دیگرے رہی (گو یا مقصود مؤلف کا آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں) یہ لوگ بھی حسینؑ کی عزاداری کو مذہب کا جزو اعظم قرار دیتے رہے۔ اور جسقدر اسکے نتائج سے علیؑ کے تابعین میں قوت پیدا ہوتی گئی مصائب حسینؑ کا ذکر زیادہ آشکارا ہونے لگا اور جسقدر ان لوگوں نے اس بات میں زیادہ کوشش کی اسیقدر انکی قوت اور ترقی بڑھتی گئی۔ کم از کم وہ لوگ جو مقتضائے وقت امور کو اچھی طرح پہچانتے ہیں مصائب حسینؑ کے ذکر کا طریقہ بدلکر برابر اسکے طریقہ و پیرایہ میں ترقی کرتے رہے یہانتک کہ آجکے دن جہاں کہیں کہ کوئی مسلمان بھی ہے حسینؑ کی تعزیہ داری وہاں عظیم نمود کیساتھ موجود ہے اور دوسری قوموں اور مذہبوں میں بھی رفتہ رفتہ اسنے سرایت کی ہے۔ علی الخصوص ہاچین اور ہندوستان میں اسکی تاثیر کا بڑا سبب یہ ہے کہ انہوں نے عزاداری کا طریقہ اپنی مراسم عزا سے مشابہ قرار دیا ہے۔ حسینؑ کی عزاداری کو ہندوستان میں

پورے طور پر اور آشکار طریقہ سے شایع ہوئے سو برس سے زیادہ نہیں گذرے۔ اس قلیل مدت میں ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک عزاداری پھیل گئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز ترقی پر ہے جو شخص پیروان علیؑ علیؑ کی صد سالہ ترقیوں کو ہندوستان میں غور کرے۔ جنہوں نے عزاداری اپنا شعار قرار دیا ہے ضرور تصدیق کریگا کہ ترقی کے بہت بڑے نکتہ کے وہ پیروی کر رہے ہیں۔ سو برس سے پہلے علیؑ وحسینؑ کے پیرو ہندوستان میں انگلیوں میں گننے کے قابل تھے وہ آج ہندوستان میں بحیثیت عدد کے تیسری قوم قرار پا گئے۔ اور یہی حال انکا دیگر بلاد میں بھی ہے ہم جو وقت اپنے مشنری لوگوں کا یعنی (دعاۃ مسیحین) کا پروگرام دیکھتے ہیں۔ اور اسکا موازنہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ باوجود اس تمام صرف قوت و ثروت کے اس فرقہ کی ترقی کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں کر سکے۔ اگرچہ ہمارے مذہبی علماء بھی حضرت مسیح کے مصائب کا ذکر کر کے لوگوں کو بہت متاثر کرتے ہیں۔ مگر یہ ذکر اس وضع و اسلوب اور اس شکل پر نہیں ہوتا جیسا کہ پیروان حسینؑ میں رواج ہے اور گویا سبب اسکا یہ ہے کہ مسیح کے مصائب حسینؑ کے مصائب کے مقابلہ میں اسقدر موثر اور دلگداز نہیں ہیں۔ راقم کے نزدیک قانون محمدؐ کی حفاظت اور مسلمانوں کی ترقی اور اسلام کی ترقی یہ سب کچھ حسینؑ کے قتل ہو جانیسے اور ان واقعات کے پیدا ہو جانے سے ہی ہے اسی طرح پولیٹیکل۔ ملکی دماغ اور ریولیوشن کا احساس جس سے مراد ظلم وستم کی اطاعت نہ کرنا ہے جو حکمائے سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہے اور ہر آدمی کی صفات ممدوحہ میں سے منسوب ہے اس قوم میں حسینؑ کی عزاداری کی بدولت پیدا ہو گیا ہے اور جبتک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ قرار دیئے رہینگے۔ پستی اور زبردستی قبول نہ کرینگے۔ ذرا غور سے دیکھنا چاہیئے ان مجالس کو جو حسینؑ کی عزاداری میں منعقد ہوتی ہیں کہ کیسے کیسے دقیق اور حیات بخش نکتہ ایکدوسرے کے کان تک پہنچاتے ہیں اور بہ باطن تعلیم دیتے ہیں اس کے بعد ہمنے خوب جان لیا کہ وہ لوگ در حقیقت ایک دوسرے کو تعلیم دیتے ہیں۔ اگر تم حسینؑ کی پیروی رکھتے ہو۔ اگر سرداری اور افتخار حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم بھی نوعی یزیدیوں کی زبردستی اور اطاعت اختیار کر کے جور و ظلم برداشت نہ کرنا اور عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح نہ دینا تاکہ دنیا اور آخرت میں نیکنام اور رستگار ہو یہ بات مسلم ہے کہ جس قوم کو مہد سے لحد تک یعنی بچپنے سے وقت مرگ تک ایسی تعلیم دی

جائیگی انمیں کیسے کیسے عمدہ ملکات اور کیسے کیسے عالی خصائل ہو جائینگے۔ ہر طرح کی سعادت و شرافت انمیں حاصل ہو جائیگی سب کے سب حقیقی سرفروش قومی عزت اور نوعی افتخار کے مالک ہو جائینگے۔ آجکل کے ملل متنفرہ کے تمدن حقیقی کا یہی ایک نقطہ ہے یہ تعلیم ہے حقوق سیاسی کے یہ معنے ہیں۔ دیلوبائی تعلیمات کے۔ مسلمان اس عمل میں حسینؑ کی تعزیہ داری میں آخرت کے بڑے بڑے درجات کا حاصل ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں جو شخص تاریخ سے آگاہ اور ایشیا کے رہنے والونکی طبیعت پر مطلع ہے وہ تصدیق کریگا کہ اخلاق کی اصلاح اور پولیٹیکل امور کی تعلیم اہل ایشیا میں بالفعل بلکہ اور دو قرن تک سوائے مذہب کے اور کسی ذریعہ سے ممکن نہیں ہے۔ چاہیئے کہ اہل ایشیا سے محبت قومی و وطنی کے ثمرات مذہب کے سایہ میں حاصل کیئے جائیں۔ جسطرح چند قرن پیشتر یورپ کیحالت تھی۔ بالفعل ممکن نہیں کہ کوئی شخص اہل ایشیا سے یورپ کیطرح نوعی اور وطنی خدمات کے نام سے خدمت لے سکے۔ ہاں مذہب کے ذریعہ سے انسے ایسی خدمتیں لیجا سکتی ہیں جسکے ثمرات قوم اور وطن تک بھی پہنچ جائینگے۔ آج تین سو ملیون نفوس اسلامی میں سوائے پانچ ملیون کے صاحب استقلال معلوم نہیں ہوئے پس اگر مسلمان مذہب سے قطع نظر کرکے اور مذہب پس پشت ڈالکر قومیت کے نام سے سیاسی ترقی کرنا چاہیں یعنی اپنی پولیٹیکل زندگی از سر نو کریں تو بجائے نفع کے انہیں نقصان پہنچیگا اسلیئے پانچ حصہ مسلمانونکی دوسری قومونکے فشار میں و دیگر مذاہب میں مضمحل ہو رہے ہیں اور اگر وہ قومیت کے نام سے ترقی چاہینگے تو پانچ حصہ انکی سیاسی زندگی سے محروم رہینگے۔ ہاں اگر وہ اسلام کے رسم جامع کے ذریعہ سے ترقی کرنا چاہینگے تو جمیع افراد اہل اسلام میں پولیٹیکل روح نمودار ہو جائیگی اور روحانی سلسلہ اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام ملل اسلامیہ جو دوسری قومونکے فشار میں اضمحلال سے محفوظ رہینگے اور روحانی مادہ جو آج مسلمانوں میں مروج ہیں انمیں سے حسینؑ کی تعزیہ داری کے سوا کوئی چیز بھی پولیٹیکل احساس مسلمانونمیں پیدا نہیں کر سکتی اور اگر دو قرن تک مسلمانونمیں اسی طرح تعزیہ داری شیوع رہے اور تمام مقامات میں عمومیت حاصل ہوئی تو مسلمانونمیں تازہ طور پر پولیٹیکل زندگی پیدا ہو جائیگی۔ آج بھی مسلمانونمیں جو استقلال باقی رہ گیا ہے اسمیں نصف اعلےٰ اسی پردی کا نتیجہ ہے (سلطنت اہل تشیع مقصود ہے) اور میں اسدن کو گویا دیکھ رہا ہوں کہ اسلامی سلطنتیں اس رابطہ کے سایہ میں قوت پکڑ جاویں۔ اور تمام عالم کے مسلمان اسی ذریعہ سے ایک

علم اتحاد کے اسی رابطہ کے سایہ میں قوت پکڑ جائیں اور تمام عالم کے مسلمان اسی ذریعہ سے ایک علم اتحاد کے نیچے جمع ہو جائیں اسلئے کہ اسلامی فرقوں میں کوئی فرقہ ایسا نظر نہیں آتا کہ ازراہ دیانت دینی حیثیت سے مصائب حسینؑ ذکر کرنے کا منکر ہو اور اس سے نفرت کرتا ہو۔ بلکہ اس رسم مذہبی کے ادا کرنےمیں عموماً طبعی رغبت رکھتے ہیں۔ اور مختلف العقیدہ مسلمانوںمیں سوائے اس نکتہ اتحادیہ کے اور کوئی چیز ایسی معلوم نہیں ہوتی۔ حسینؑ تمام روحانی میں زیادہ تر حضرت مسیح سے مشابہ ہیں۔ مگر انکے مصائب شدید تر اور سخت تر تھے۔ اور ابتدائے پیش رفت تابعان حسینؑ کے بھی پیروان مسیح کے قرون اولیا کی طرح تھے۔ اگر مسیح لوگ بھی پیروان حسینؑ کے اصول اولہ کی پیروی اختیار کر لیتے یا جو موانع خود مسلمانوںمیں پیدا ہو گئے پیروان حسینؑ کو انکے عمل سے نہ روکتے تو اپنے دونوں مذہب سے ایک مذہب عالم کے قرون عدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا چنانچہ پیروان حسینؑ کی روک تھام کے موانع جب اٹھ گئے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب تمام طبقات اسلامی کو اور تمام دیگر مذاہب کو سیل کیطرح احاطہ کئے لیتا ہے۔

اب میں ایک دوسری رائے ڈاکٹر جوزف کی پیش کرتا ہوں جو ایک عیسائی ہے اور فرانس کا مشہور مورخ ہے۔ ڈاکٹر موصوف پہلے مسلمانوں کو دو فرقہ میں تقسیم کرکے لکھتا ہے "کہ بانی اسلام محمد بن عبداللہ کی وفات کے بعد انکی جانشینی کی نسبت جسکو مسلمان لفظ خلافت سے یاد کرتے ہیں انکے پیروؤں میں کلمہ اور عقیدہ کا اختلاف پیدا ہو گیا ایک گروہ انکے داماد علیؑ ابن ابیطالب کی خلافت کا قائل ہو گیا اور دوسرے گروہ نے انکے خسر ابوبکر بن (ابی قحافہ) کو خلیفہ مان لیا سچ پوچھو تو جسروز محمد بن عبداللہ صلعم اس جہان سے رخصت ہوئے مسلمانوںمیں اسی روز سے یہ اختلاف محسوس ہونے لگا۔ لیکن تاریخ سے یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی کہ ان دونوں فرقوں نے اپنے اپنے امام کب بنائے یعنی کب سے داماد کے پیرو شیعہ۔ اور خسر کے پیرو سنی کہلانے لگے لیکن ان دونوں فرقوں کی مخالفتیں روز بروز بڑھتی گئیں یہانتک کہ داماد جانشین ہو گیا اور پیغمبر کی بیوی عائشہ اسکی مخالفت کیلئے کھڑی ہوئیں۔ اور دوسری بیوی کے بھائی معاویہ نے شام میں شاہی جھنڈا بلند کیا۔ اور لڑائیاں اور خونریزیاں ہوئیں اسوقت تک ان دونوں فرقوں کا نفاق قلبی تھا۔ مگر جبکہ قتل و قصاص کی نوبت پہنچی تو دشمنی کھلم کھلا پیدا ہو گئی اور

ایک ایک نے علانیہ اپنا اپنا نام ظاہر کیا اور ہر ایک نے فخریہ اپنے تئیں شیعہ اور دوسرے نے سنی
کہا جب بادشاہ شام پیروان داماد محمد صلعم کے قتل و غارت کی بنیاد ڈالکر اسکا نام فحش و دشنام
سے لینے لگا (یعنی علیؑ پر تبرا) اور ہزار مہینے تک یہ دشنام دہی اہل اسلام کے ممبروں اور مسجدوں
میں داماد محمد صلعم کے حق میں جائز رہی تو اس معاملے نے شیعہ و سنی میں عداوت بڑھا دی یہاں تلک
کہ فرقہ شیعہ نے بھی انکے بزرگوں سے نفرت کرنے کو عمل نیک سمجھا باوجود ان سب باتوں کے چونکہ
حکومت اور پورا پورا اقتدار شیعوں کو سوائے اس تھوڑے عرصہ یعنی مدت خلافت علیؑ ابن ابیطالب
کے میسر نہیں آیا تھا انکی قوت و طاقت کچھ زیادہ نہ تھی ٹڈیوں کی طرح منتشر تھی اور جان کے خوف
سے اپنے تئیں علانیہ ظاہر نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ محمدؐ کے نواسے حسینؑ کو بادشاہ شام کے
بیٹے یزید ابن معاویہ کے حکم سے معہ انکے اصحاب کے حوالئے کوفہ میں قتل کیا۔ اس سانحہ نے
بڑی شورش پیدا کی اور تابعین داماد محمدؐ کو برانگیختہ کر دیا۔ اور قومی آمادہ جنگ بنا دیا۔ اور وہ
لڑے اور خونریزیاں کیں اور بہت کچھ غم کیا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس فرقہ نے پیغمبرؐ کے نواسے
کی عزاداری کو جزو ایمان و مذہب ٹھہرایا۔ اور اسی سبب سے یہ لوگ اپنے بزرگان دین پیغمبرؐ
کے بعد اولاد علیؑ اور فاطمہؑ میں سے بارہؑ کو جانتے ہیں۔ اور انہیں سے ہر ایک کے قول و فعل کو
قول خدا اور رسولؐ کے مرتبہ میں بعد قرآن جانتے ہیں اور انکے اماموں نے بھی ان لوگوں کو
امام حسینؑ کی سوگواری کی تاکید کی رفتہ رفتہ یہ عزاداری مذہب شیعہ کا ایک رکن بلکہ رکن اعظم
قرار پا گئی۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ فرقہ اتنا ظاہر نہ تھا۔ اس گروہ کی قلت کے سبب دو
ہوسکتے ہیں اول یہ کہ ریاست و حکومت جو فی نفسہ کسی مذہب کے پیروؤں کی ترقی کا باعث ہو سکتی
ہے دوسرے فرقہ کے ہاتھ میں تھی۔ دوسرے اس گروہ کا قتل و غارت جو ہر موقعہ میدان میں ہوتا رہا ہے
یہی باعث تھا کہ قرن دوم اسلام کے شروع میں شیعوں کے ایک امام نے اپنے تابعین کی جان و مال بچانے
کی غرض سے مذہب شیعہ کے چھپانیکا حکم دیا۔ تقیہ نے اس فرقہ کو قومی بنا دیا۔ چونکہ ظاہر نہ تھے انکے
زبردست مخالف انکے قتل و غارات کا موقعہ نہ پاتے تھے۔ اور خفیہ مجلس ماتم برپا کرکے مصائب حسینؑ
میں روتے تھے یہ اثر دلوں میں ایسا راسخ ہوا کہ کچھ عرصہ نہ گذرا کہ اس گروہ نے بلندی حاصل کرکے
ترقی کی اور کتنے ہی وزیر اور بہت سے بادشاہ اور خلیفہ اس مذہب کے بعضے تقیہ میں اور بعضے علانیہ

معتقد ہو گئے۔ امیر تیمور گورگانی کے زمانہ سے جبکہ سلطنت ایران رفتہ رفتہ خاندان صفویہ میں آگئی فرقہ شیعہ کا مرکز ایران قرار پایا بموجب اس اندازہ کے جو بعض فرانس کے سیاحوں نے کیا ہے چھ سات مسلمانوں میں ایک شیعہ ہوتا ہے۔ اس ترقی سے جو اس فرقہ نے بغیر کسی ظلم کے تھوڑے عرصہ میں کی ہے کہہ سکتے ہیں کہ ایک دو قرن میں مسلمانوں کے تمام فرقوں سے شمار میں بڑھ جائینگے۔ اور یہی تعزیہ داری جس نے اس فرقہ کے ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشنری (داعی) بنا رکھا ہے۔ آج روئے زمین پر کوئی مقام ایسا نہیں ہے جہاں دو شیعہ ہوں اور امام حسین کی عزاداری نہ کریں۔ اور زر و مال خرچ نہ کریں میں نے بندر مارسل میں ایک عرب شیعہ بحرین کو دیکھا کہ ہوٹل میں تن تنہا مجلس عزا قائم کئے ہے اور کتاب لئے کرسی پر بیٹھا ہوا اکیلا پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے بعد ازاں جو شربت و طعام اس نے مجلس کیلئے تیار کیا تھا فقراء کو تقسیم کیا یہ لوگ اس راہ میں دو طرح مال و دولت خرچ کرتے ہیں بعضے ایسے ہیں کہ ہر سال اپنے مال میں سے مقدور کے موافق اس راہ میں اٹھاتے ہیں اور یہ رقم ہر سال لاکھوں فرنک سے بھی بڑھ جاتی ہے اور دوسرے اوقاف میں جو اس فرقہ نے مجالس ماتم کے برپا کرنے کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں اور یہ مقدار بہت ہی زیادہ ہے کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے تمام فرقے ملا کر بھی اس فرقے کے برابر اپنے مذہب کی راہ میں مال و متاع خرچ نہیں کرتے اور اس فرقہ کے وقفیات تمام اسلامی فرقوں کے وقفیات کی نسبت دُگنے اور تگنے ہیں اس فرقہ میں سے ہر ایک بلا اشتباہ اپنے مذہب کا مشنری داعی ہے اور یہ نکتہ تمام مسلمانوں پر پوشیدہ ہے یہانتک کہ شیعوں کو بھی اپنے اس عمل سے اس فائدہ کا خیال نہیں ہے انکی نیت ثواب عاقبت ہے لیکن چونکہ لابدی کہ ہر عمل اس عالم میں اپنا اثر بالطبع بخشے یہ فعل بھی شیعوں کو اپنے پھل دیتا ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ جس مذہب میں پچاس ساٹھ ملین مشنری ہوں لامحالہ جو ترقی انکے لئے موزون ہے رفتہ رفتہ کرینگے۔ اس فرقے کے روسا روحانی اور بادشاہ وزیر تک مشنری گری دعوت مذہب کی صفت سے خالی نہیں ہیں۔ اس فرقہ کے فقراء و مساکین چونکہ اس طریقہ سے پورا فائدہ اٹھا چکے ہیں اور اٹھاتے ہیں اسلئے وہ ماتمداری کے بجالانے میں بزرگوں سے زیادہ کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس سے عقبیٰ میں اجر اور دنیا میں اجرت حاصل کرتے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے بزرگان دین کے فضائل اور ان مصائب کا ذکر جو اس خاندان پر گذرے ہیں گویائی کی طاقت سے ممبروں پر اور عام مجلسوں میں لوگوں

کے سامنے بہ احسن وجہ پڑے ہیں۔ ان مشقتوں کے سبب سے جو یہ لوگ اس فن میں اٹھاتے ہیں ان لوگوں کے واعظین بھی اسلام کے تمام فرقوں سے زیادہ ہیں۔ چونکہ ایک بات کے بار بار بیان کرنے سے لوگوں کے دل گھبرا جاتے ہیں اور تاثیر نہیں رہتی۔ یہ لوگ محنتیں کرکے مسائل اسلامی کو جو انکے مذہب سے متعلق ہیں اسی پیرایہ میں منبروں پر بیان کرتے ہیں اس کا اثر یہاں تک ہے کہ شیعوں کے ان پڑھ اور اسلامی فرقوں کے لکھے پڑھے آدمیوں سے اپنے مذہبی مسائل میں جو انہوں نے بکثرت علماء سے سنے ہیں زیادہ واقف ہوتے ہیں اور فرقہ شیعہ اس ذریعہ سے اور ذریعوں سے جو اس ذریعہ سے حاصل ہوتے ہیں تمام مسلمانوں سے زیادہ معاش حاصل کرتے ہیں۔ آج روئے زمین پر جسطرف نظر ڈالئے خواہ بحیثیت لیاقت شائستہ سے شائستہ معرفت و علم و ثروت میں فرقہ شیعہ ہی میں نظر آدینگے اس فرقہ کی مشنری گری دعوت مذہب اپنے یا دیگر فرقہ اسلامی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ جس قوم میں یہ لوگ قدم رکھتے ہیں اس پر بھی ویسا ہی اثر اور جذبہ ڈالتے ہیں۔ کثیر التعداد شیعہ جو آج ہندوستان میں دیکھے جاتے ہیں سب عزاداری کی بدولت ہے۔ فرقہ شیعہ نے سلاطین صفویہ کے زمانہ تک میں بھی اپنے فرقہ کو تلوار کے زور سے ترقی نہیں دی۔ بلکہ قوت کلام سے جسکا اثر تلوار سے زیادہ ہوتا ہے ان لوگوں نے اسدرجہ تک حیرت انگیز ترقی کی ہے آج اس فرقہ نے اپنی ہر اسم مذہبی کے ادا کرنے میں ایسی ترقی کی ہے کہ ۲/۱ مسلمانوں کو اپنے ۲/۱ خیالات کا پیرو بنالیا ہے بہت سے ہندو اور پارسی اور اور مذہب والے بھی ان کے شریک ہوگئے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایک قرن کے گذرنے کے بعد جبکہ یہ خیالات وراثتاً ان لوگوں کی اولاد میں منتقل ہونگے تو وہ بھی مان لینگے یا اس مذہب کی تصدیق کرینگے۔ چونکہ فرقہ شیعہ اپنے تمام مطالب کو اپنے مذہب کے بزرگوں سے متعلق جانتا ہے اور اپنی مشکلوں اور حاجتوں میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں۔ دوسرے فرقہ بھی جو انکے افعال و اعمال میں شریک ہوتے ہیں بہت سے انکی پیروی کرتے ہیں اور جونہی کہ اپنی آرزو پاتے ہیں ان کا اعتقاد خود بخود زیادہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ ان قرائن و اسباب سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ نہیں گذریگا۔ کہ یہ فرقہ از روئے شمار تمام اسلامی فرقوں سے بڑھ

ان ہر دو تمثیلوں سے جو غیر قوموں کے مورخوں نے لکھا ہے کیا اس بات کا اندازہ نہیں ہوسکتا کہ شیعوں نے محض عزاداری حسینؑ سے کسقدر فائدہ خود کو پہنچایا شیعوں کے امام جو کہ شیعہ تھے انکو اچھی طرح جانتے تھے مگر تمہارے خلفائے بنی امیہ و بنی عباس نے ان شیعوں کا ایسا خون بہایا کہ جیسا امام حسینؑ کا بہایا تھا۔ جیسا کہ میں تواریخ سے اسی کتاب میں دکھا آیا ہوں۔ مگر اس پر بھی جسطرح سے ہوسکا شیعہ برابر سنیوں کے خلفا کے ہاتھ سے قتل ہوتے گئے۔ مگر بفضلہ تعالےٰ اسوقت تک قائم ہیں اور اپنی اصل کیطرف رجوع ہیں۔ مصنف نے جو شیعوں کی ترکیب کا زمانہ بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ کو حوالہ دیا ہے اسی ترکیب کا یہ اثر ہے کہ آج زمانہ میں حسینؑ ابن علیؑ کا نام روشن ہو رہا ہے اور یہی شیعہ پن ہے کہ شیعوں نے کبھی مثل سنیوں کے صراط مستقیم کو نہیں چھوڑا گو اب بنی امیہ ہوں نہ بنی عباس۔ مگر انکے مقلدین تو موجود ہیں کہ جنکے دماغوں میں وہی بخار ابھرے ہوئے ہیں۔ کہ جو بنی امیہ اور بنی عباس کے دماغوں میں تھے۔ مجالس عزائے امام حسینؑ یہ قومی جلسے نہیں ہیں تو کیا ہیں۔ ان قومی جلسوں کا تو یہ اثر ہے کہ آج خدا کے فضل سے شیعہ ہندوستان میں ایک قوم کے نام سے مشہور ہوئے ہیں نہ معلوم وہ کیا مصلحت تھی کہ مصنف نے شیعہ کتاب سے حوالہ نہیں دیا ہے۔ یہ حوالہ جو مصنف نے دیا ہے یہ بھی کیا قابل اعتراض ہوسکتا ہے۔ سید سجادؑ نے جو باآواز ضعیف فرمایا اسکی وجہ میں نے نمبر ۹ میں دکھائی ہے۔ اس تاریخ انگریزی سے خود ثابت ہوتا ہے کہ سید سجادؑ کربلا میں آل محمدؐ سے باقی رہے تھے۔ کہ جو سخت علیل تھے اور ان کا ایسا فرمانا ضرور اس امر کی دلیل ہے کہ شقی القلب سنی بھی امامؑ کی مظلومیت پر روتے تھے۔ اور آپ ان سنیوں سے ایسا فرماتے تھے۔ کہ تم ہمارے حال پر کیوں روتے ہو۔ تمہارے ہاتھوں سے تو یہ روز ہمیں دیکھنا نصیب ہوا۔ لعنت اللہ علے القوم الظالمین۔

مصنف وعدہ کرتے ہیں کہ انہوں نے واقعات کربلا اپنے کسی دوسری تصنیف پر اٹھا رکھا ہے۔ شیعہ منتظر ہیں اگر مصنف نے انصاف پسندی سے کام لیا تو ضرور شیعوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کمزور پا دینگے۔ اور اگر تعصب سے کام لیا تو ضرور انشاء اللہ

منہ کی کھاونیگے۔ اس کے بعد مصنف نے اپنی تصنیف ہائے حسینؑ مظلوم کو چند اشعار پر ختم کیا ہے جو حسب ذیل ہیں۔

شکوہ شیعیان علیؑ وقاتلان حسینؑ مظلوم

عیب اوروں کے اماموں کو لگانیوالے — اپنوں کی کوئی صداقت نہ دکھانیوالے
مان کر یہ کہ محمدؐ ہیں مزکی کامل تر — انکے یاروں کو کئی عیب لگانیوالے
منہ سے دعوے کہ ہیں آل عبا کے ہیں محب — امتحانوں میں مگر لغزشیں کھانیوالے
کی وفا شیر خدا سے نہ حسنؑ سے الغیا — کیسے شیعہ تھے اماموں کے زمانیوالے
کیا ستم ہے تھے ستم آپ ہی ڈھانیوالے — واحسینا کا بہت شور مچانے والے
خط پہ خط حضرت شبیرؑ کو کر کے تحریر — یہی شیعہ تھے انہیں کوفہ میں بلانیوالے
بیکسی نائب شبیرؑ کی سوچو تو سہی — بلوے کرنے لگے بلوا کے بلانیوالے
ہاتھ دے ہاتھ میں مسلمؑ کے ہزاروں کوفی — پھر گئے آپ ہی پھر کر وہ بہانیوالے
ہو گئے اہل جفا جن سے تھی امید وفا — نام لیوا ہی ہوئے نام مٹانے والے
شیعہ آل نبیؐ تھے وہ کوئی اور نہ تھا — پیاس مظلوم کی خنجر سے بجھانیوالے
مہماں کر کے نواسے کو نبیؐ کے افسوس — موت کے گھاٹ سے پانی کے پلانیوالے
ہاں یہی تیرہ دروں تھے مجھے معلوم نہ تھا — شمع انوار نبوتؐ کے بجھانیوالے
مدعیان فدک ہی تھے کوئی اور نہ تھا — بن میں زہراؑ کی کمائی کو لٹانیوالے
شکر صد شکر کہ خود مورد الزام ہوئے — خون ناحق کی حقیقت کو چھپانیوالے
حق پسندوں کو بشارت یہ سناؤ خادم — احمدی ہوتے ہیں یوں حق کے دکھانیوالے

منجانب منشی احمد حسین خان احمدی انبالہ شہر محلہ نمک سازان

اس صفائی کو تو دیکھو وہی کوفی حضرات — جو کہ تھے نام اماموں کا مٹانے والے
آگے سے چلکر اسی الزام سے بچنے کے لئے — بنگئے بیٹھ کے چھاتی کو سجانے والے
مرثیہ جھوٹے مضامین کے پڑھکے ہیہات — بنگئے مرثیہ خواں رونے رلانیوالے

رقیمہ کمترین خادمان حسینؑ عاجز خادم حسین بھیروی احمدی عفی عنہ منجانب انجمن احمدیہ بھیرہ ضلع شاہپور

محرم ۱۳۲۹ھ

جواب شیعہ ۔ اسکے جواب میں نظم بھی سُن لیجئے

شکوہ شیعیان علیؑ و حسینؑ ——— ز سنیان مقلدان خلافتین

از تصنیف مرزا ابن العباد تخلص مرزا

یوں صداقت کو دکھاتے ہیں دکھانیوالے   یوں سنا دیتے ہیں دشمن کو سنانیوالے
شیعوں کے سامنے میدان میں آنیوالے   کون ہیں بھاگ کے جان اپنی بچانیوالے
نام احمدؐ کا زمانے سے مٹانیوالے   خون سادات ستم کر کے بہانے والے
چھپ نہیں سکتے چھپائے سے عیوب خلفا   لاکھ کوشش کریں دنیا میں چھپانیوالے
ہوش میں آئیں کہیں خود ہی نہ جل کر رہ جائیں   شمع کو نور الٰہی کے بجھانے والے
آپ ہی قتل کریں آپ ہی شکوہ الٹا   یوں مکر جاتے ہیں شیخوں کے گھرانیوالے
اک شریعت کے بنا ڈالے تہتر فرقے   آئیں ہشیار ذرا حشر میں آنے والے
آجکل ضد یہ ہے رک جائے عزائے شبیرؑ   کیا مخالف ہیں خلیفہ کے گھرانیوالے
مرحبا مرحبا اے شیعۂ عالی حضرات   جوش گریہ کی حقیقت کو دکھانے والے
غم شبیرؑ کی رونق ہے تمہارے دم سے   اُنپہ جو گذری اُسے تم ہو سُنانیوالے
ہاں تمہیں سے ہے زمانہ میں عزائے شبیرؑ   آل احمدؐ پہ ہو تم رونے رُلانیوالے
پنجتنؑ اور خدا کیوں نہ رہیں خوش تم سے   غم میں مظلوم کے جرات ہو دکھانیوالے
یوں سمجھنے کو بہت ہے جو کوئی غور کرے   لاکھ کی ایک ہے بس ہم تو سُنانیوالے
چار سے کام نہیں ہے نہ ثلاثہ سے غرض   مانیں ان پیروں کو شیخوں کے گھرانیوالے
مغفرت کو ہمیں کافی ہیں ہمارے معصومؑ   ماسوا ان کے ہیں دوزخ میں گرانیوالے
جو نہ مانے اسے بس دلمیں سمجھ لو مرزا   شیخوں کے راگ کے وہ لوگ ہیں گانیوالے

منجانب منشی سید اختر علی صاحب اختر کلارک میونسپلٹی ریاست بلرامپور

گو تھے اسلام کو نکلے بھی مٹانیوالے   بڑھ گئے ان سے مگر پچھلے زمانے والے
ہیں یہی دل کو محمدؐ کے جلانے والے   شیعہ اولاد امیہ کو بنانے والے

شق دبیر بیجا ہے انکی یہ نئی بات نہیں — کذب کو حلۂ صدیق پہنانے والے
کور باطن جو ازل سے ہوں تو انکو کیو نکر — حق کو دکھلا دیں رہِ حق کے دکھانیوالے
ڈگمگانے نہیں دیتی ہے کبھی حُبّ علی — پھسل جاتے ہیں شیخونکے گھرانیوالے
کیا یہ امید ہے تا حشر نہ دوزخ میں جلیں — خانۂ پنجتن پاک جلانے والے
غم شبیر سے عقبیٰ میں ہمیں راحت بخش — اشک غم نار جہنم ہیں بجھانے والے
زخم سینہ کے دکھائینگے ارم کے گلزار — ماتم شہ میں جو ہیں رونے رُلانیوالے
غم شبیر مبارک ہو ہمیں تو اختر — جائیں دوزخ میں جو ہیں ہنسنے ہنسانیوالے

ناصر الایمان کے ملنے کا پتہ
احقر العباد آغا مرزا زین العباد قزلباش وکیل چیفکورٹ ریاست مالیرکوٹلہ
پنجاب
سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء

تفسیر لوامع التنزیل فارسی کی تیس جلدیں

ہر ایک پارہ قرآنکی ایک جلد تفسیر کیگئی ہے۔ بعد ترجمہ کے شان نزول پھر الفاظ کے لغوی و اصطلاحی معنے پھر قرأت و ماقبل سے اتصال بیان کیا گیا ہے اسکے بعد تمام صحابہ و مفسرین کے اقوال مختلفہ لکھکر براہین عقلیہ و نقلیہ سے انپر تنقید و محاکمہ کرتے ہوئے مفسر علام نے مطابق مذہب اہلبیت علیہم السلم کے نہایت تہذیب سے اپنا قول ثابت کیا ہے اور یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود و آریہ و نیچریہ و مرزائیہ و چکرالویہ و معتزلہ و حشویہ و قدریہ و جبریہ و حنابلہ و اشعریہ و غالیہ و صوفیہ غرض ہر فرقہ کے تمام اعتراضوں کے محققانہ و فلسفیانہ دندان شکن جوابات دیئے گئے ہیں اور عقلی و نقلی تیز حربوں سے ایسی طرح انکی رگِ حیات کو کاٹ ڈالا ہے کہ قیامت تک پھر ہنگامہ آرائی کی انمیں جرأت پیدا نہ ہوسکیگی حسن عبارت اور لطافت کلام سبحان اللہ سونے پر سوہاگہ کا کام دے رہی ہے اسلئے ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے یہ تفسیر مفید اور نہایت ہی کار آمد ہے۔ عرب و عجم و ہند و پنجاب کے شیعہ و سنی علماء نے اعتراف کرلیا ہے اور تقریظات میں لکھدیا ہے کہ ایسی جامع العلوم اور کوئی تفسیر کسی فرقے میں نہیں لکھی گئی۔ یہ تفسیر جملہ نکات تفسیریہ پر کلی حاوی ہے کوئی دقیقہ تفسیر اسمیں فروگذاشت نہیں ہوا۔ اس تفسیر کی موجودگی میں پھر کسی تفسیر شیعہ و سنی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تمام مفسرین کے اقوال بھی اسمیں نقل ہوتے ہیں۔ اس تفسیر جامع العلوم کو شروع سے ۱۲ پاروں تک بارہ جلدوں میں حضرت آیۃ اللہ فی العالمین کاسر اعناق الملحدین سلطان المتالہین **مولینا حاجی السید ابوالقاسم قمی** علیہ الرحمہ نے تصنیف کیا ہے اور پھر بعد جلد نمبر ۱۳ و نمبر ۱۴ و نمبر ۱۵ و نمبر ۱۶ کو حجۃ الاسلام والمسلمین آیت اللہ فی العالمین سید المفسرین [illegible] مولینا ابوتراب **السید علی الحائری** مجتہد العصر و الزمان لاہوری مدظلہ [illegible] تصنیف فرمایا۔ اسوقت جلد نمبر ۱۷ زیر تالیف ہے اور حسب ذیل مجلدات طبع ہوچکی ہیں جنکی اصلی قیمت فی جلد (۵ر) تھی اب تین مہینے کیلئے قیمت میں رعایت کیگئی ہے۔ جلد نمبر ۱ ختم ہوچکی جلد نمبر ۲ (۳ر) جلد نمبر ۳ (۳ر) جلد نمبر ۶ (۳ر) جلد نمبر ۸ (۵ر) جلد نمبر ۹ (۳ر) جلد نمبر ۱۳ (۳ر) جلد نمبر ۱۴ (۳ر) جلد نمبر ۱۵ (۳ر) جلد نمبر ۱۶ (۳ر) باقی غیر مطبوع ہیں حجم ہر جلد کا ۵۰۰ صفحہ تقریباً ہوتا ہے تقطیع کلاں ڈبل ۲۲×۲۹ ڈمی اعلےٰ کاغذ پر طبع ہوئی ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر:۔ آغا سیّد ابوالفضل الرضوی القمی مبارکحویلی لاہور پنجاب

بآن حضرت شد و رجوع جمیع امور ایشان یا بآنحضرت فی الواقع امر معلوم و متواتر است پس ایشان بر همه تقادیر

آل اند حاجت بسط نماند بحمد الله **اما اهل البیت پس** انکه اهل در لغت چند معنی وارد **ا** اقرب

عشیره چنانچه میگویند اهل الرجل عشیرته و ذوو قرباه **ب** ولی شخص و ولی امر چنانچه میگویند

و اهل الامر ولاته **ج** اهل بمعنی سکان بیت چنانچه میگویند اهل البیت و اهل السفینة ای سکان البیت و

السفینة **د** اهل بمعنی قابلیت و لیاقت اهلیت چنانچه در حدیث دعا وارد الحمد لله کما هو اهله یعنی حمد

مر خدا بر کدام لایق او و حق او باشد **اما بیت** این هم سه معانی وارد **ا** بمعنی جای مبتوته و مکان سکونت **با**

ب بمعنی شرف و شریف **با** **ج** موضعی که لایق بجال شیء باشد و ابن خالویه **در کتاب المبالغ**

مناقب الآل پانزده معنی بعوی نوشته بهر کیف فاطمه علیها الصلوة والسلام و آبا ائمه اثنا عشر آل شرف

و اهل شریفه اند انتهی ملخصه پس بنا بر این اختلاف کردند **نزد** بعضی ا از اهل قرب عشیره آنحضرت

است پس قرابت ائمه اثنی عشر و سیدة النساء ضروری و معلوم پس ایشان بالضرورة اهل البیت اند

و نزد بعضی اهل کسی است که منسوب بود بجد اقرب او و ون آباء و اتحاد و انتساب ایشان بعبد المطلب

امری معلوم است پس ایشان اهل البیت اند **و نزد** بعضی اهل کسی است که نسب و سبب متصل بآنحضرت

باشد پس اتحاد ایشان بآنحضرت در نسب و سبب متفق علیه است پس ایشان اهل البیت اند **و نزد**

بعضی اهل کسی است که مجتمع در رحمی قریب باشند پس بنا بر این هم ایشان آل اند چه اتحاد ایشان در ارحام

متحد و فضلاً عن الوجه معلوم است **و نزد** بعضی سکان خانه صوری هر که باشد اهل البیت است

پس نزد عقلا سکان خانه صوری و معنوی بحسب القرابت والنسبت واللیاقت مخصوص ایشان اند پس

مخصوص اهل البیت ایشان اند چه در ایشان هر دو سبب صوری و معنوی هیچ در غیر ایشان ثابت نیست

اما بنا بر اهلیت پس احدی از امت اسلام خارج است ممکن نیست که انکار کرده تواند که علی و فاطمه و

حسنین و ائمه دیگر از آل محمد اهلیت و لیاقت خانه نبوت و وحی و عصمت ندارند و بر اثبات اهلیت

ایشان کتب مؤلف و مخالف مملو و مشحون اند در اینجا صورت تحریر آنها نیست اما بنا بر آنکه اهلبیت
اهل امر و والیان امور شخص اند پس در این هم شکی نیست که والی امر محمدی صلی الله علیه و آله و سلم و اهل همین
سیزده نفر مخصوص اند و این توجیه آخر مختار کافه شیعه و جماعتی از محققین عامه است تفصیل این
مرام در کتاب کمال فی تفسیر الآل و مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول می یابی
اقول بر همه وجوه مقرره ایشان علیهم السلام اهل البیت اند **تنبیه** در اصل آل و اهل نزد اهل
لغات یک لفظ بیک معنی اند زیرا که اصل آل اهل بوده ها را بهمزه مبدل کرده آل ساختند **و** تصغیر
اسما باصل رجوع میکند چنانچه تصغیر آل اُهیل باتفاق نحات و لغویین آمده پس آل و اهل مخصوص حضرات معصومین
اند نه غیر ایشان بتخصیص ایشان بوضع خود می آید **اما لفظ ذو القربی** بمعنی قرابت و نزدیک در
اصل مصدر چون زلفی و بشری باشد **و** در اینجا عبارت از اقرب قرابت نسبی و حسبی آنحضرت است
پس در تعیین ایشان بالجمله خلاف کردند بجهت اختلاف معانی آن **نزد** بعضی بمعنی عشیرة
نزدیک ست پس بنابراین نزدیکترین عشیرة ایشان علیهم السلام اند و آن معلوم ست پس ایشان
قربی اند **و نزد** بعضی هر که در نسب و سبب اقرب باشد او قربی است و اقربیت ایشان
از روی نسب و سبب قطعی است پس ایشان قربی اند **و نزد** بعضی قربی کسانی اند که از صلب
و رحم قریب آمده باشند پس قرب اصلاب و ارحام ایشان ضروری ست پس بالضرورة ایشان
قربی اند **اما لفظ عترت** بکسر اول بمعنی نسل است **و نزد** بعضی مراد ذریة است **و**
نزد بعضی عشیره اقرب است پس بنا بر همه تقادیر سیدة النسا و ائمه اثنی عشر آل محمد و
اهل البیت و ذوالقربی و عترة سید البشر اند سلام الله علیهم من الرب الاکبر **تبصرة**
این الفاظ اربعه اگرچه شامل بجمیع ذریة نبویه از اولاد علویه و فاطمیه و اولاد جعفر و عقیل من حیث
الموضوع ست لکن تخصیص آن بهمین سیزده نفر معصومین یافته زیرا که ایشان اخص جمیع ایشان

بحسب لغت و اصطلاح اند **بلی** باشتراک ذریه علویه و فاطمیه و دیگر اقارب مطلبیه بل کل بنی هاشمیه

در نسب و تحلیل خمس و تحریم صدقه لازم نمی آید که ایشان مشترک باشند در جمیع امور **و** عند العقل و النقل

تفاوت مراتب و فواضل و فضایل جایز بل لازم ست چنانچه بدیهی است که در یک دست پنج انگشت

مختلف القوی و القامت و الضخامت اند پس جماعتی که از یک پدر و مادر باشند چگونه متحد المراتب و المناقب

و المعانی و الفضائل و الفواضل باشند **پس** سیدة النسا و ایمه اثنا عشر علیهم السلام اخص و افضل جمیع

اکفا و اقارب و امثال اند زیرا که ایشان حجج الله معصوم و مطهر و اعلم و اقرب اند لهذا ایشان بمواهب

لدنیه و فواضل سنیه و کمالات علیه مخصوص و ممتاز اند **آیا** ایشان علیهم السلام افضل انبیا و صحابه بعد

رسول الله اند یا نه امت را دران سه قول است **مختار علما ء امامیه** آنست که ایمه اثنی عشر

افضل خلایق بعد رسول الله صلی الله علیه و سلم اند **اما** فاطمه افضل زنان دنیا و آخرت ست و

ادله آن میاید ان شاء الله تعالی **اما عامه** منقسم بدو قول اند **جماعتی** قلیل از محققین ایشان

ایمه اطهار را و جماعتی کثیر فقط حضرت امیر را افضل کافه صحابه و قرابت میدانند منجمله ایشان

معتزله بغدادی اند **و جم غفیر** از ایشان حضرت امیر را بعد صنادید ثلثه افضل میدانند **تنبیه**

فخر الدین رازی در تفسیر کبیر در ذیل آیه مودت گفته ان آل محمد هم الذین یرجع امرهم

الیه و من کان رجوع امره الیه اکثر کان آل و لا ریب ان علیاً و فاطمه و الحسن

و الحسین کان التعلق بینهم و بینه اشد التعلقات و هذا کالمعلوم المتواتر فوجب

ان یکون هم الآل و ایضاً اختلفوا فی الآل فقال بعضهم هم قرابته و قال بعضهم

هم الامة فلو حملنا علی القرابة کانوا هم الآل و ان حملنا علی الامة الذین اجابوا

دعوته کانوا هم الآل فثبت علی التقدیرین کونهم هم الآل **و** اما دخول غیرهم

فیهم فاختلفوا فیه فروی صاحب الکشاف انها لما نزلت هذه الآیة یعنی

آیۃ المودۃ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من القربی الذین یجب علینا
مودتھم فقال صلعم علی و فاطمہ وابناھما فثبت ان ھذہ الاربعۃ قربی النبی ع
فوجب اختصاصھم بزیادۃ التعظیم ثم ذکر اسباب تعظیمھم اولا بالاجمال ثم
بالتفصیل خلاصہ آنکہ آل محمد کسانی اند کہ رجوع نسب امر ایشان الی الرسول اللہ بیشتر باشد
پس شکے نیست درآنکہ تعلق علی و فاطمہ و حسن و حسین با آنحضرت از ہمہ اقارب زیادہ تر و بیشتر
است و این امری معلوم و متواترست پس بسبب این ایشان و جوبا آل اند اگرچہ در معنی
آل خلاف کردند نزد بعضی قریبان و نزد بعضی امت آن حضرت ست کہ دعوت او قبول
کردند و اگر ما حمل بر قریب میکنیم ایشان آل اند و اگر حمل بر امت تابع میکنیم باز ہم ایشان آل اند
پس بہر تقدیر قطعی شد کہ ایشان آل اند و در **دخول** غیر در ایشان خلاف ست
پس آنچہ متفق و مقطوع علیہ ست ہمین است کہ ایشان آل اند و علاوہ برین براہین قاطعہ و
مخصصات صحیحہ بران ناطق اند چنانچہ صاحب کشاف روایت کردہ کہ صحابہ آنحضرت را پرسیدند
قرابتیکہ مودت ایشان در قران نازل و بر خلایق فرض شدہ کدام اند آنحضرت فرمود
علی و فاطمہ و اولاد ایشان پس باین ثابت شد کہ از کل اقارب آنحضرت آل و اہل قربی
و عترۃ مخصوص ایشان اند پس بثبوت این مخصصات خصوصیات و تعظیمات زایدہ ایشان
ثابت شد و اسباب تعظیم ہم اجمالا و تفصیلا واجبست پس از ان اسباب خصوصیت تعظیم
ایشان ذکر نمود و ضبط آنہا در اینجا مشکل ست **باب الصلوۃ بر نبی و**
آل او بدانکہ متفق اہل صحاح حتی بخاری ہم ست فقلنا یا رسول اللہ کیف
الصلوۃ علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک قال قولوا
اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک

حمید مجید و در بخاری و مسلم مرویست قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل
محمد کما صلیت علی آل ابراهیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی آل
ابراهیم فی العالمین انک حمید مجید والسلام قد علمتم و در مشکوة از
مصابیح مرویست فقلنا یا رسول الله کیف الصلوة علیکم اهل البیت فان
الله قد علمنا کیف نسلم علیکم قال قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد الی
قوله حمید مجید ملخص ترجمه این روایات آنکه صحابه عرض کردند یا رسول الله خداوند ما را
امر بصلوات و سلام بر شما اهل بیت فرمود اما سلام بتعلیم شما دانستیم پس صلوة چگونه می فرستیم
بر شما پیغمبر فرمود بهمین الفاظ مذکوره یعنی بگوئید یعنی بار الها درود و رحمت خاصه بفرست بر محمد
و آل محمد چنانچه درود فرستادی بر ابراهیم و بر آل ابراهیم و مبارک کن محمد را چنانچه مبارک کردی ابراهیم و
آل ابراهیم را تو محمود و مجیدی تشریح مقام مقتضی چند امر است اول ثابت شده بموجب مرویات
که آل و اهل متحد المعنی اند زیرا که صحابه بلفظ اهل البیت سوال کردند آنحضرت بلفظ آل جواب فرمود چنانچه
ابن طلحه شافعی در ذیل این حدیث نوشته فسّر النبی احدهما بالاخرة فالمفسر والمفسر به
متحدان فی معنی یعنی آنحضرت یک لفظ را بلفظ دیگر تفسیر فرمود پس ثابت شد که لفظ آل و اهل یک
معنی دارند والا لازم می آید که نبی مطابق سوال جواب نفرموده باشد دوم آل و اهل در اینجا خاصه حضرت
فاطمه و علی و حسن و حسین و نه امام از اولاد حسین علیهم السلام اند نه کل ذریه و نه کل اقارب بوجود مخصصات
خارجیه و لغویه چنانچه شمه از فخر رازی دانستی اما ازواج در هر حال داخل آل و اهل و قربی و
عترت و ذریت نیستند بحسب اصطلاح و لغت هم بچند دلیل اول ازواج را نسبت بکوی اباالقرة
نیست لیکن بطلان اصل فرعش هم باطلست دوم اگر ازواج داخل آل و اهل قرابت می بودند
البته بر ایشان صدقه حرام می بود و حال آنکه بر ازواج صدقه حلال بود چنانچه از بیان نووی می آید

و مروی ست که روزی صلی الله علیه وسلم تمری از تمرهاے عائشه رضی الله عنها در دهان مبارک
خود فرمودند عائشه رضی الله عنها عرض کرد که این صدقه ست آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند
عَلَيْكِ صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ یعنی بر تو صدقه است از مال و حصه تو برای ما هدیه است

سوم در بخاری مروی است قال النبی صلی الله علیه وسلم قولوا اللّٰهُمَّ صَلِّ
علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی آل ابراهیم پس بنا بر این
اگر ازواج داخل آل و ذریت می بودند تکرار لفظ در موضع واحد نزد فصحا از اقبح قبایح
و عیب می باشد چهارم در مسلم مروی است فقلنا من اهل بیته نساؤه قال
لا ایم الله ان المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع
الی ابیها وقومها اهل بیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقة
علیهم بعده خلاصه آنکه صحابه از زید بن ارقم پرسیدند که زنان آنحضرت صلی الله علیه وسلم داخل
اهل بیت او هستند زید گفت قسم بخدا ازواج آنحضرت داخل اهل بیت او نیستند زیرا که
زوجه بدهری با شوهر میماند بعد طلاق زن رجوع میکند بسوی پدر و قوم خود و اهل بیت محمد صلی
بدرگ دین محمد میباشند که صدقات بر ایشان بعد آنحضرت حرام ست یعنی اهل بر آن حضرت
تحریم صدقه بعد از آن بر آل او شد **نووی** در ذیل این حدیث گفته هذا دلیل لابطال
قول من قال هم قریش کلها فقد کان فی نسائه قرشیات وهن عائشة و
حفصة وام سلمة وسودة وام حبیبة یعنی در قسم انکار زید دلیل ست بر بطلان
قول کسیکه میگفت اهلبیت همه قریش اند چه در زنان آنحضرت قرشیه هم بودند و او عائشه
و حفصه و ام سلمه و ام حبیبه و سوده ست **اقول** هرگاه احد ارکان علمای سنیه نووی
باطل کند اهلبیت کل قریش و بودن ازواج در آل و اهل بیت همان دلیل باشد که هست

وآل عشیرۃ و اقارب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آل واہل و قربے و عترت نیستند بحکم در مسلم مروی ست

فقال له حصین ومن اهل بیته یا زید الیس نساءه من اهل بیته قال نساءه

من اهل بیته ولکن اهل بیته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال آل علی

وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال کل هولاء حرم الصدقة قال نعم یعنی ترجمہ آنکہ
حصین پرسید زید را کہ اہل بیت آیا ازواج آنحضرت نیستند زید گفت ازواج ساکن جا و سپیز
خانگی و آجر اند برای تانس و قضاء حاجت اما ازواج اہل بیت نبوۃ نیستند بل اہل بیت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کسانی اند کہ صدقہ بر ایشان بعد پیغمبر حرام ست و ایشان آل علی و آل عقیل و آل جعفر
و آل عباس اند چہ بر ہمہ ایشان صدقہ حرام ست **اقول** ازین دو حدیث قطعی شد
کہ ازواج داخل آل و اہل مطلقا نیستند چہ بر ایشان صدقہ حرام نیست اما تحریم صدقہ بر کافہ ذریت
علویہ و عقیلیہ و جعفریہ و عباسیہ نفی نیست اما کلام درین است کہ ایشان کافہ آل محمد و اہل بیت
و قربی و عترت اند یا نہ **مختار** کافہ امامیہ آن ست کہ فقط ائمہ اثنا عشر و حضرت فاطمہ علیہم السلام
آل و اہل اند و بران مخصصات کثیرہ دارند منجملہ آن آنچہ مروی است در صحیح مسلم و ترمذی و
مشکوۃ است کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علی و فاطمہ و حسنین را در خانہ ام سلمہ زیر
عبا جمع گرفتہ دعا فرمود با آنکہ اللّٰھم ھولاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس و
طھرھم تطھیرا یعنی بار خدایا ہمین چہار نفر اہل بیت من اند دور کن از ایشان ہمہ قسم
و پلیدیہا و پاک گردان ایشان را پاک گردانیدنی پس ام سلمہ عرض کرد انا منھم حضرت
فرمود لا انت علی مکانک وانت الی خیر یعنی تو درین داخل نیستی تو بمکان خود ہستی
و عاقبت تو بخیر ست پس این حدیث و حدیث مباہلہ و حدیث بردیہ زمخشری و در ذیل آیت قربے
ھم علی و فاطمة وابناھما و غیر اینہا بسیار اند کہ مخصوص اہل بیت و آل و قربے و عترہ

وایمہ اثنا عشر فاطمہ علیہم السلام اند بلی اشتراک عامہ ذریہ علویہ عقیلیہ جعفریہ وعباسیہ
در تحریم صدقہ مستلزم نیست کہ در ہمہ امور با ائمہ اہل بیت و با حضرت فاطمہ مشترک باشند چون انسان
لازم نیست کہ کل بنی نوع انسانی من حیث الافراد مستجمع جمیع اوصاف بشری و متحد دران باشند

تنبیہ مراد زید درین دو حدیث اخراج ازواج از اہلبیت است و اثبات غیر ایشان بجای
ازواج و مراد امامیہ آنست کہ آل و اہل اگرچہ من حیث الموضوع عام نسبت بعامہ اقارب است لیکن
بثبوت وجود مخصصات مخصوص بہمین سیزدہ معصوم شدہ اند **ج** بثبوت آل ثابت شد کہ بر
ایشان صدقات و کفارات حرام اند چنانچہ **منصوص** در مسلم و سنن ابوداؤد و نسائی و مشکوۃ
باسانید مرویست قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذہ الصدقات انما ھی اوساخ
الناس وانھا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد یعنی عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث میگوید شنیدم کہ رسول خدا
صلعم فرمود این اقسام صدقات چرک مردم است پس این حلال نیست محمد و آل و را در موطای
مالک بن انس مرویست قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لآل
محمد انما ھی اوساخ الناس یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود صدقہ حلال نیست برای آل
محمد زیرا کہ صدقہ چرک آدمیان است **در بخاری** در باب من تکلم بالفارسیۃ ان الحسن
بن علی اخذ تمرۃ من تمرۃ الصدقۃ فجعلھا فی فیہ فقال النبی صلعم کخ کخ اما لا تعرف
انا لا ناکل الصدقۃ یعنی حضرت امام حسنؑ در حال طفولیت دانہ از تمرہای صدقہ بدہان مبارک
خود فرمود پیغمبر زجر فرمود بکلمہ کخ کہ وقت استعمال مقدورات برای آن بصوت زجر میگویند یعنی
بینداز و بیرون کن از دہان این دانہ خرما را آیا تو نشناختی کہ ما اہل بیت صدقات نمیخوریم و بر ما
حرام است **د** صلوۃ و سلام بنبی و آل او فرض و واجب عینی است **اما** ثبوت وجوب آن بقرآن
و سنت است **اما** قران پس او خطاب یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

ملخص آنکه ای گروه مومنین صلوة وسلام بفرستید بر نبی صلی الله علیه وآله وسلم واما سنت

پس احادیث متواتر متفق علیه است قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد الی نحو بعد

اصول مقرر شده که مستفاد از خطاب امر وجوب است چونکه ترک آن منهی حرام وموعود نار است **بلی**

صلوة وسلام بر قایل وسامع ومستمع بالارادت وبغیر آن اسماً ونفیاً وضماراً وکنایةً وکتبیةً در

نماز ودر تشهد ودر خارج آن واجب عینی است چنانچه شافعی واحمد واز اصحاب ما صدر

محدثین شیخ صدوق وشیخ بهاء الدین وغیر ایشان بوجوب آن قایل اند وابو حنیفه ومالک

قایل اند بسنت موکده مطلقاً **نووی** در ذیل حدیث صلوة گفته فَذَهَبَ اَبُو حَنِیفَةَ

ومالک الی انها سنة لو ترکت صحت الصلوة وذهب الشافعی واحمد الی انها واجبة

لو ترکت لم تصح الصلوة خلاصه آنکه مذهب ابو حنیفه ومالک آنست که صلوة سنت

موکده است ترک آن نماز باطل نمیشود ومذهب شافعی واحمد آنست که واجب است ترک آن

نماز صحیح نیست **شافعی** در اینجا رباعی مشتمل این مرام انشا کرده **رباعی**

يا آل بيت رسول الله حبكم	فرض من الله في القرآن انزله
كفاكم عظيم الفخر انكم	من لم يصل عليكم لا صلوة له

تنبیه آیا تحریر صلوة وسلام بر پیغمبر وآل او واجب است یا مستحب درین تردد است اما اوجه آنست

که در تحریر اسماء مبارک ایشان تحریر صلوة وسلام ترک نکنند چه صلوة وسلام بر نبی صلعم وآل

هر گاه ثابت شد پس نزد کافه امامیه انفراداً از نبی وانضماماً بآنحضرت فرستادن صلوة وسلام جایز

بل واجب است بالقرآن وسنت اما قرآن پس چون آیه هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

یعنی خدا بر شما مومنین صلوة میفرستد مع ملائکه او پس اگر خدا وملائکه او برای افراد مومنین صلوة

میفرستند بر افراد خاص بالاولی است وفرد خاص ائمه اطهار وفاطمه زهرا علیهم السلام اند اما

سنت پس از جملهٔ آن همین حدیث متواتر قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد
عینا بهمین الفاظ بر آل صلوة فرستادن واجب شد **و** تفریق بین النبی و الآل در صلوة منهی محرم
است جائز نیست لقوله علیه السلام قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد
و بموجب حدیث مروی در صواعق و غیر آن قال علیه السلام لا تصلوا علی
صلوة البتیراء فقالوا و ما الصلوة البتیراء قال تقولون اللهم صل علی محمد و تمسکون بل
قولوا اللهم صل علی محمد و علی آل محمد یعنی جماعتی از معاندین و جهال صحابه بر آنحضرت صلوة
می فرستادند و آل او را با او در صلوة ضم نمیکردند و پیغمبر برین حال مطلع شده فرمود برمن صلوة بتیرا مفرستید
عرض کردند صلوة بتیرا چه معنی دارد حضرت فرمود که صلوة بتیرا آنست که اللهم صل علی محمد فقط
میگوئید و زبانهای خود را میگیرید و علی آل محمد نمی گوئید بل اللهم صل علی محمد و علی آل
محمد بگوئید پس امر نبی دلیل وجوب و مفهوم و دلیل الخطاب آن دلیل نهی تحریمی است پس ضم
آل با نبی در صلوة واجب و ترک آن محرم است **و** صلوة در لغت بمعنی دعا و استغفار و رحمت باشد **و**
درینجا عبارت است از حسن الثناء من الله علی نبیه یعنی نیک ثنا از جانب خدا بر نبی خود
باشد **نزد حلیمی** از عامه **و مجلسی** و امثال او از خاصه مراد از صلوة بر نبی و آل
آنست که بار الها تعظیم کن محمد و آل او را بکثرت اولاد او و بقاء ایشان تا قیامت و کثیر کن امت او را
و رفیع ساز منزلت او و بلند کن ذکر او در دنیا و آخرة و زیاد کن ثواب او و قبول کن شفاعت او در عاصیان
امت او و باقی بدار دین و حکم او تا قیامت و راضی ساز او را باعطاء مقام محمود **و نزد** بعض
محققین از متکلمین صلوة بر نبی عبارت است از عنایت خاص خداوندی برای افراد خاص از بندگان
تا بسبب آن از کل خلایق علوی و سفلی در دنیا و آخرت ممتاز و سرافراز باشند **ح** مراد از لفظ
بارک نزد بعضی خیر زاید و تکریم او ست **نزد** بعضی ثبات او بر تکریم و خیر زاید چنانچه عرب میگویند

برکت لابل ای ثبتنه وبرکت الماء فی الارض ای ابقیته **ترز** یعنی برکت بمعنی ...

وتطهیر الشان از همه عیوب والواث صوری ومعنوی باشد این اقوی در اینجا است **اشکال**

عظیم اگر معنی صلوة چنین مقرر شد پس دور لازم می آید که نبی شفیع ما در معصیت باشد و ما شفیع

نبی در زیادتی منافع و مراتب او باشیم بقولنا اللهم صل علی محمد وال محمد **جواب**

اجمالی آنکه دور لازم نمی آید زیرا که دور عبارت از توقف شی بر نفس خود باشد و در اینجا رفعت وقبول شفاعت

نبوی منحصر بر دعا ما نیست بل لذاته وآن در اصل نبوت وعصمت است پس دور باطل شد

وبالفرض اگر منحصر بر دعا هم باشد باز هم دور لازم نمی آید بدو وجه **ا** آنکه نبی اقوی شفیع

است وما اضعف واضعف محسوب نیست لانه کالعدم است **ب** مغایرت در ما یشفع فیه ثابت

است وآن اینست که آنحضرت برای ما اسقاط عقاب میکند وما برای او امر دیگر غیر ازین طلب میکنیم و

آن زیادتی منافع است وشفاعت زیادتی منحصر نیست بهر کیف دور لازم نمی آید **اشکال**

ثانی نبی ما افضل جمیع انبیاء واز ابراهیم بالاجماع است پس جمیع آنچه متعلق بافضل باشد

او افضل است پس تشبیه صلوة نبی ما با صلوة مفضول چگونه صورت می بندد والا لازم می آید که

ابراهیم وصلوة او افضل یا مساوی با صلوة وبا نبی ما باشد این خلاف مجمع علیه امت است

جواب بالاجمال آنکه درین علماء اسلام را اقوال بسیار است اصح واقطع انها سه

جواب اند **ا** آنکه اگر ما قائل بتشبیه صلوة میشویم باز هم قدحی نیست زیرا که صلوة جنس است او انواع دارد

چون انسان پس صلوة بحسب نوعیت بافضل نبی نوع انسانی مطابق حال او میرسد نه صلوة متحد

اگرچه در اسم متحد باشد **ب** نزد بعضی در لفظ کما صلیت مضاف محذوف است

وهمین از احادیث دیگر لایح میشود بقولهم کافضل ما صلیت علی احد او علی ابراهیم

پس بنا براین افضل از صلوة ابراهیم محمد میرسد **ج** اگر در مقدار صلوة و در کیفیت آن تشبیه باشد

جواب ان نحو الجنس بجنس ف الانواع ...
بالصورت است وما اینجا جنس نفس صل الا نمی آید
پس وصف واصم اینجا دو عیب لازم نمی آید
پس منحو این افضل بالتمام اکرام ابراهیم نباید
در اینجا منعدا صلوة لازم نمی آید

بازہم تفصیل تمثیل و تسویہ ابراہیم لازم نمی آید وحال آنکہ لم در تشبیہ صلوۃ با ابراہیم دو چیز است
یکی ابوت واقدمیت ابراہیم چہ مقدم بودن شئی مستلزم منیت کہ اقوی باشد چنانچہ مرویست
اول کسیکہ صلوۃ براو نازل و مقرر شد ابراہیم بود وآل او دیگر نبی ما وآل او از آل ابراہیم اند
پس بنا براین ہر دو تقدیر ثابت شد کہ بنبی ما وآل او صلوۃ یک مرہ دو نوع صلوۃ میرسد یکے
نوع خاص بالانفراد کہ لائق حال او باشد بقولہ اللہم صل علی محمد وآل محمد دیگر نوع
مشترک کہ با این نبی ما وآل ابراہیم باشد بقولہ کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم
والحمد للہ این اشکال زائل شد **باب ائمہ دوازدہ اند** بدانکہ بخاری در ذیل آیہ
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم آوردہ لایزال ہذا الامر فی قریش منہم اثنا
در مسلم در کتاب الامارت آوردہ لایزال ہذا الامر فی قریش ما بقی من الناس اثنان متفق
علیہ صحاح است بقول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ہذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیہم
اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش در مسلم است قال لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیہم
اثنی عشر رجلا کلہم من قریش مسلم قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یزال الاسلام
عزیزا الی اثنی عشر خلیفا کلہم من قریش مسلم لا یزال ہذا الدین عزیزا منیعا الی اثنی عشر
خلیفۃ کلہم من قریش مسلم لا یزال الدین قایما حتی تقوم الساعۃ ویکون علیکم
اثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش ملخص ترجمہ آیہ کریمہ آنست کہ اطاعت کنید خدا و رسول واولو الامر و صاحبان
امر باجماع امت و صحاح احادیث دوازدہ اند پس خلاصہ ترجمہ این احادیث وآل ہمہ آنہا انیست
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مکرر فرمودہ کہ این دین اسلام ہمیشہ عزیز و منیع و قائم تا قیامت است
بسبب آنکہ دوازدہ نفر از قریش خلیفہ برامت باشند و قیامت تا انقضائی خلافت خلفاء اثنی
عشر قائم نمیشود و تا وقتیکہ تکلیف و مکلف اگرچہ دو نفر در دنیا زندہ و باقی باشند امر خلافت

باب ائمہ دوازدہ اند

۴

تا آنزمان دایر و سایر است **تشریح مقام** مقتضی چند امر است **آ** امر دوم **آیه** از امارت بکسره همزه در لغت بمعنی ولایت غنی باشد **خلیفه** در آخر با ها مبالغه در لغت بمعنی کسیکه او قایم مقام شخص بنیابت مطلقاً باشد **امام** بکسر همزه در لغت بمعنی مقصود و مقتدای باشد **و در** اصطلاح متکلمین قریب بل یک معنی این هر سه دارند پس بدانکه این الفاظ سه گانه عبارت است از ریاست عامه الهی برای انسانی که فی الحقیقت قابل و لایق آن بنیابت نبی در عامه امور بشری باشد **تنبیه** بدانکه این خلافت و امامت عقلیست **یا** نقلی نزد کافه امامیه و محققین معتزله عقلی است نزد اشاعره نقلی **آیا** بر خدا واجب است **یا** بر بندگان نزد امامیه بر خدا واجب است چنانچه نبوت بر خدا واجب است **نزد** کافه سنیان بر خلق واجب است **آیا** بنص منعقد میشود **یا** باجماع **نزد** امامیه بنص جلی از قولی و فعلی **نزد** سنیان باجماع اگرچه چند نفری باشند منعقد میشود **آما** نزد امامیه اجتماع تمام آیا کافه حل و عقد دنیا در آن واحد در مکان واحد بر امر واحد ممتنع الوقوع است **و** بفرض احتمال حجت قاطع نمیشود چنانچه بموجب إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ یعنی خدا کافه ملایکه را گفت که من میسازم در زمین خلیفه را ملایکه اجماع کرده گفتند آیا خلیفه میسازی در زمین کسی را که فساد و خون ریزی میکند و ما تسبیح بحمد تو و تقدیس برای تو میکنیم یعنی ما را بجای او خلیفه ساز حق تعالی اجماع ملایکه که نورانی و معصوم اند قبول نکرد بقول تعالی من میدانم چیزی که شما نمیدانید یعنی شما لایق خلافت نیستید و بعد آن ملایکه اقرار کردند بخطای خود بقولهم لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا پس گر اجماع کل ملایکه معصومین بر خلیفة الله نشدن آدم علیه السلام باطل باشد اجماع جماعتی جهال غیر معصوم بالیقین مطابق واقع نمی باشد **و** همچنین بموجب وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا موسی کلیم هفتاد نفر امت از بگمان خود اعلم و اکمل منتخب فرموده بکوه طور برای سمع کلام الهی برد بعد آن گفتند ما نمیدانیم خدا را

تو کلام کردیا شیطان پس دعوای اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ کردند یعنی بنما مارا
خدا اعلانیه پس ایشانرا صاعقه گرفت واگر منتخبات صفی وکلیم الله نبی غیر منتخب برایند پس منتخب
غیر موسی از جهال بالاولی غیر منتخب باشند **دیگر** اجماع قوم موسی بر طلب دیدار خدا هم درینجا باطل
شد پس اجماع جماعتی از جهال چگونه صحیح باشد **ب** لفظ اثنی عشر خلیفه مقتضی دو امر است
اوّل عدد خلفاء از ابتداء فقد نبی تا قیام قیامت همین دوازده نفر میباشند نه زیاده نه کم
چنانچه مصرح انیم امر خود همین احادیث اند چون مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ یعنی خلافت این دوازده
خلیفه تا بقاء دو نفر مکلفین باقیست وحدیث لَا یَزَالُ الدِّینُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُومَ السَّاعَةُ
یعنی این دین باقی تا هنگام که قیام قیامت میشود تا آنوقت خلافت اثنی عشر باقی است پس
این صحیح نمیشود مگر بمذهب امامیه چه نزد ایشان تا قیامت امام دوازدهم زنده و باقی هست
ودین ببقاء او منیع وعزیز و باقی است **دوّم** عدد اثنی عشر مقتضی است که این ائمه دوازده
گانه متصل ومتعاقب یکدیگر جمله واحده باشند نه متفرق **تنبیه** بنی امیه بکمال خود سلاطین
امویه را خلفا میدانند **و** بنی العباس ظلمه عباسیه را خلفا میدانند **و** اہل سنت هرگاه دانستند
که سلاطین امویه وسلاطین عباسیه زیاد از این عدد موعود اند پس لاچار شده دو نفر از بنی تمیم
و بنی عدویه و دو نفر از اہلبیت و چند نفر از بنی امیه و چند از بنی عباس منتخب نموده خلفاء دوازده
گانه قرار دادند **و نزد** امامیه این باطل است بچند وجه **اوّل** خلفاء تیمی و عدوی کم از عدد و
اموی زیاده از عدد و همچنین عباسی پس در هیچ فرقه ازین فرق سه گانه عدد اثنی عشر صحت نمی شود
پس بطلان آن کانه ضروری است **دوّم** اگر بصورت انتخاب ازین فرق چهارگانه اثنی عشر را جمع
میکنند پس اختیار بعضی وترک بعضی از ایشان بلا وجود دلیل قاطع ترجیح بلا مرجح باطل بالضرورت
است **سوم** در باب ما جاء فی الخلافة از **ترمذی** سعید از سفینه روایت میکند که فقلت له

له از مؤرخ تواریخ ثبت و ضبط است انست که سلاطین اموی با خلفای ایشان چهارده نفر [illegible] پانزده نفر بودند [illegible] اول ایشان معاویه [illegible] بن ابی سفیان [illegible] ایشان مروان بن محمد [illegible] سلطنت ایشان [illegible] و اول ایشان [illegible] عباسیه [illegible] نفر بودند [illegible] عبد الله بن محمد بن علی بن عبد الله بن عباس [illegible] و آخر ایشان مستعصم بالله [illegible] سلطنت ایشان [illegible] پانصد [illegible] سال [illegible] بماه [illegible] تاریخ الخلفا [illegible]

ان بنی امیة یزعمون ان الخلافة فیهم قال کذبوا بنی الزرقاء هم ملوک من شر الملوک
یعنی من گفتم که بنی امیه گمان دارند که ما خلفا هستیم سفینه گفت دروغ میگویند اولاد زرقا و ایشان
شریرترین پادشاهان اند **در ترمذی** در باب ثقیف و حنیفه **در مشکوة**
در فصل ثانی از باب مناقب قریش آورده از عمران بن حصین مات النبی صلعم وهو یکره ثلثة
احیاء ثقیفا و بنی حنیفة و بنی امیة خلاصه پیغمبر مرد و حال آنکه او ناراض و ناخوش از بنی ثقیف
و بنی حنیفه و بنی امیه بود **و** دیگر بنی امیه اول عثمان و ثانی معاویه سبب شد **در ترمذی** در باب
ما جاء فی ائمة المضلین عن ثوبان قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انما اخاف علی
امتی ائمة المضلین ثم قال صلی الله علیه و آله وسلم لا تزال طائفة من امتی
علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خذلهم حتی یاتی امر الله خلاصه آنکه رسول خدا صلعم فرمود
میترسم بر امت خود از ائمه گمراه کنندگان و بعد آن فرمود همیشه یک طائفه از امت من بر حق و بر اعدا
غالب باشد ضرر رسانند ایشانرا تخذیل کسی تا آنکه مهدی یا قیامت قایم میشود **در مسلم**
در کتاب الفتن باب ابن الصاید چند حدیث ایراد کرده از جمله آن از ابو سعید مرویست قال لقیه
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ومعه ابو بکر و عمر فی بعض طرق المدینة الی قوله قال له
رسول الله صلعم ماذا تری قال اری عرشا علی الماء فقال صلی الله علیه و آله وسلم تری عرش ابلیس علی
البحر وما تری قال اری کاذبین وصادقا خلاصه آنکه روزی رسول خدا صلعم با ابو بکر
و عمر بعضی راههای مدینه میرفتند ملاقات دجال کردند حضرت بعد ابلاغ حجت فرمود این چه می‌بینی
دجال لعین گفت تختی را بر روی آب می‌بینم حضرت فرمود تخت ابلیس است و حضرت باز فرمود دیگر چه می‌بینی
گفت می‌بینم که نزد من دو کاذب و یک صادق است **در ترمذی در باب دجال**
از عبد الله عمر مرویست که روزی عمر با رسول خدا برای اتمام حجت نزد دجال لعین رفت پیغمبر

در باب دجال العین

سنعم بعد ابلاغ رسالت و بعد شنیدن جواب او فرمود ما یاتیک قال ابن صیاد یاتینی
صادق وکاذب الی قول عمر یا رسول الله ائذن لی فاضرب عنقه یعنی چه نزد تو میاید دجال گفت یک
صادق و یک کاذب بعد کلامی عمر عرض کرد یا رسول الله مرا اذن بده که گردن این دجال بزنم
تنبیه در اینجا ثابت شد بشهادت دجال لعین در مرتبهٔ اول آنان دو نفر که با رسول خدا
بودند در دعوای اسلام و ایمان کاذب بودند و آنحضرت در ادعای نبوت بالضرورت صادق
بود و در مرتبه دیگر گفت که یک صادق و یک کاذب است و این کاذب در اینجا بالضرورت ولا شک کافر معلوم
است پس این که مسلم الشهادت دجال لعین هم نباشد او خلیفه مسلمانان چگونه میشود **پس**
نزد امامیه این خلفا دوازده گانه الی یوم القیمة جملًا واحدًا ائمهٔ اهلبیت اند و ایشان
منصوص اند در کتب دیگر باحادیث دیگر **حدیث اول** موفق بن احمد خطیب روایت
میکند که روزی حسین بزانوی رسول خدا نشسته بود و او را می بوسید و میفرمود انت سید ابن
سید واخو السید ابو السادة انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمة التسعة انت حجة
ابن حجة اخو حجة ابو حجج تسعة من صلبک تاسعهم قائمهم خلاصه آنکه ای حسین تو سید
پسر سید برادر سید پدر سادات تو ای امام پسر امام برادر امام پدر ائمهٔ نه گانه تو ای حجت خدا پسر حجت برادر حجت
پدر حجتهای نه گانه از صلب تو هم ایشان قایم ایشان است **حدیث دوم** در حلیه ابو نعیم است
قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم من اراد ان یحیی حیوتی ویموت موتی ویسکن جنة عدن
التی غرسها ربی فلیوال علیًا بعدی ویوال اولیائه ولیتبع الائمة بعدی فانهم
عترتی وخلقوا من طینتی واعطوا فهمی وعلمی فویل لمن کذبهم بعدی من امتی
القاطعین فیهم رحمی لا انالهم الله شفاعتی خلاصه آنکه هر که اراده کند که موت او موت من
و حیوة او حیوة من و سکونت او در جنت عدن باشد پس دوست دارد علی و اولیاء او را و

وپیروی کند آئمۂ اثنی عشر را بعد من چه ایشان عترت و ذریت من اند و خلقت ایشان از
طینت من است و داده شد ایشان را فهم من و علم من وویل است کسی را که تکذیب ایشان بعد من
میکند از امت من و قطع رحم من در ایشان کند و خدا قاطع را شفاعت من نمیرساند

حدیث سوم حموینی روایه کرده قال رسول الله صلعم ان خلفائی واوصیائی و
حجج الله علی الخلق بعدی لاثنا عشر اولهم اخی وآخرهم ولدی قیل یا رسول الله
ومن اخوک قال علی ابن ابی طالب قیل فمن ولدک قال المهدی الذی یملاها
قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا خلاصه آنکه عبدالله عباس روایت میکند که
خلفا و اوصیا من و حجتهای خدا بر خلق بعد من آئمه اثنا عشر اند اول ایشان علی و آخر ایشان
ولد من پرسیده شد که برادر تو و پسر تو کیست فرمود برادرم علی و پسرم مهدی است که زمین را
مملو بعدل میکند بعد از انکه پر از ظلم و جور شده باشد

حدیث چهارم زمخشری در
ربیع الابرار آورده قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فاطمة مهجة قلبی وابناها ثمرة
فوادی وبعلها نور بصری والائمة من ولدها امناء ربی وحبله الممدود بینه وبین خلقه من اعتصم بهم
نجی ومن تخلف عنهم هلک یعنی فاطمه روح دل من و اولاد او میوه دل من و شوهر او نور چشم
من و امامان از اولاد او امینان پروردگار من و ریسمان ممدود میان خدا و خلق
اند پس هر که این ریسمان خدا را گرفته چنگ زده از ضلالت و هلاکت ناجی و هر که تخلف از این ریسمان
خدا کرده هالک و بجهنم میرود

حدیث پنجم در مودت عاشر همدانی شافعی آورده قال النبی صلی
الله علیه واله وسلم من احب ان یرکب سفینة النجاة ویتمسک بالعروة الوثقی ویعتصم
بحبل الله المتین فلیوال علیا ویعاد عدوه ولیأتم بالائمة الهداة من ولده فانهم
خلفائی واوصیائی وحجج الله علی خلقه بعدی وسادة امتی وقادة الاتقیا

الی الجنة ومن حاربهم حاربنی وحرب اعدائهم حرب الشیطان ملخص ترجمه آنکه هر که خواهد بسفینة النجاة
سوار شود و متمسک بایمان محکم شود و چنگ بحبل المتین زند البته والی و امام خود علی را بداند و دشمنی دشمنان
علی کند و ائمه بعد از ایشان را بشناسد که یازده از فرزندان علی باشند چه ایشان خلفاء من و اوصیاء من و حجتهای
خدا بر خلق بعد من اند و سادات امت من و پیشوایان و پیش برندگان پرهیزگاران و محبان اند
جنگ ایشان جنگ من است جنگ اعداء ایشان جنگ گروه شیطان است انتهی ذکره این احادیث بطور نمونه
از کتب جمهور اهلسنت بجهت شواهد پیش کردم باقی نصوص از همین کتب ارجع می آید پس ثابت شد ائمه
اثنی عشر خلفاء مذکوراند غیر ایشان ایراد آیا حدیث مرویه در صحاح که ان الخلافة بعدی ثلثون سنة
ثم یکون ملکا صحیح است یا احادیث متواتره مذکوره منجمله ان لا یزال هذا الامر فی قریش ما بقی
منهم اثنان من الناس وحدیث لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعة و علیکم اثنا عشر
خلیفة واگر گوئی حدیث خلافة سی ساله صحیح است پس احادیث متواتره کثیره باطل و تکذیب بخاری و مسلم
بل تکذیب جمیع محدثین لازم می آید و متواتر معطل و مؤول نمیشود برای تعمیل حدیث واحد واگر هر دو حدیث
صحیح و معمول اند اجتماع ضدین و تکذیب محدثین با رتفاع نقیضین ایضا لازم می آید پس علی التقادیر
حدیث اثنی عشر خلیفة مقبول و ثلثون شهر ابالضرورت موضوع است ج لفظ اثنا عشر خلیفة مستلزم است
بانکه خلیفه از جانب صاحب مقام قایم بجای او باشد پس اگر او را خدا و رسول او خلیفه ساخته منصوب یا مراد
شده البته اسم خلیفه مطابق واقع است والا دروغ و بهتان بر خدا و رسول او بسته میشود زیرا که ایشان
او را باین نام موسوم نساختند و نصب این امر عینا نکردند بل این شخص خلیفه آن جماعت باشد که او را نصب
کردند این مماثل یهود میشود یکتبون الکتاب بایدیهم ویقولون هذا من عند الله یعنی
کتاب اختراعی بدستهای خود می نویسند و بعد آن میگویند که این کتاب خدا است و مختار
امامیه آنست که امارت و خلافت و امامت من الله بجید و دلیل است اول بعد عقل آیه انی

[illegible]

دوم انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین یعنی خدا مخاطب ابراهیم فرمود که من ترا امام ساختم ابراهیم طلب خلافت برای ذریت خود هم کرد جواب شنید که خلافت عهد من است ظالمان را نمی رسد آیات دیگر است و درینجا ثابت شد که فاعل خلافت و امامت مخصوص خدا است بندگان را اگرچه ملائکه یا انبیا باشند فضلا عن الجهال در تعیین خلیفه بارای و اجماع خود اختیار نیست چنانچه ابراهیم را جواب لا ینال داد ند بر کن زیرا که خدا فرمود عسی ان تحبوا شیئا فهو شر لکم وعسی ان تکرهوا شیئا فهو خیر لکم یعنی ابسیار است که محبوب شما بد برای شما و مکروه شما بهتر برای شما باشد

خلیفه خدا جاعل فی الارض خلیفة خدا ملائکه را گفت که میگردانم در زمین خلیفه را

سوم خلیفه با جماع امت مفروض الطاعت است زیرا که نایب خدا و خدا و رسول است بموجب آیه اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یعنی اطاعت خدا و رسول و اولو الامر کنید در تفسیر و اصول مقرر شده هر امر خطاب مفید فرض و وجوب است ترک خطاب منهی محرم است و در بخاری و مسلم است قال صلی الله علیه واله وسلم من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصا امیری فقد عصانی یعنی اطاعت من اطاعت خدا و معصیت من عصیان خدا است و هر که اطاعت امیر من کرد اطاعت من کرده و هر که عاصی امیر من شد هم عاصی من شده درینجا قطعی شد که اطاعت خلیفه خدا و رسول و امیر ایشان فرض عین است و مخالفت ایشان کفر

تنبیه اگر شخصی خلیفه جماعت از امت شده باشد اطاعت او اطاعت خدا و رسول شمردن چون بت را خدای برحق مستحق الهیت معبود شمردن عقل و نقل را رخصت کردن است و حدیث مذبور نص صریح و جلی است برانکه امارت و خلافت منصوص من الله است لقوله امیری اسناد بخود فرمود چه فعل غیر را عینا فعل خود دانستن خبط و سفسطه است و این صحاح احادیث اصرح و اقطع دلیلی است بر آنکه از ین آنمه اثنی عشر تا قیام قیامت

امام هر زمان در هر عصر زنده و موجود باشد والا کذب رسول الله عیاذاً بالله لازم می آید زیرا که ما بقی
من الناس اثنان یعنی خلافت باقی است تا هنگام که در دنیا دو نفر مکلف باقی باشند و لا یزال الدین
قائما حتی تقوم الساعة و علیکم اثنا عشر خلیفة یعنی دین تا قیامت باقیست و
بر شما خلیفه اثنی عشر باشند و مؤید این حدیث مشهور بین الفریقین است من لم یعرف امام زمانه
مات میتة جاهلیة هر که امام زمان خود را نشناسد بعنوان جاهلین بکفر مرده **باب**

باب امامة ائمة اهلبیت

النص بر امامت ائمة اثنی عشر اجمالاً بدانکه در
ترمذی از ابوذر و ابو سعید خدری و زید بن ارقم و حذیفه بن یمان و جابر انصاری
مرویست ان رسول الله فی حجته یوم عرفة وهو علی ناقته القصواء یخطب و یقول
یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم به لن تضلوا کتاب الله
و عترتی اهل بیتی خلاصه آنکه رسول خدا در حج خود در روز عرفه بر ناقه قصوا سوار بوده خطبه خواند
و فرمود ای مردم نهادم میان شما چیزی که اگر متمسک آن شدید هرگز گمراه نمیشوید یکی کتاب خدا دیگر عترة
من و در **ترمذی** مرویست قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم انی تارک فیکم
ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود
من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف
تخلفونی فیهما یعنی رسول خدا فرمود میان شما نهادم چیزی که اگر متمسک آن شدید ابداً گمراه نمیشوید
یکی بزرگتر است از دیگر و آن قرآن است چون ریسمان ممدود از آسمان تا زمین دیگر اهلبیت من و ایشان
از میان خود ابداً متفرق نمیشوند تا آنکه بر حوض کوثر نزد من وارد میشوند تأمل کنید که چگونه سلوک بعد من
در میان قرآن و اهلبیت میکنید در **مسلم** دو حدیث بچند سند مرویست که پیغمبر در غدیر خم
بعد خطبه فرمود آگاه باشید و انا تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور

فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به واهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی اذکرکم الله فی اهل بیتی
اذکرکم الله فی اهل بیتی خلاصه آنکه میان شما دو شی نفیس گران بها نهادم یکی قرآن در ان هدایت و نور است
بران عمل کنید دیگر اهلبیت خود هم شما را خدا بیاد می آرم تاکید سه بار در حفظ عترة و در تعظیم و تمسک ایشان
فرمود در **مشکوٰة** از احمد حنبل روایة میکند الا ان مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من رکبها
نجی ومن تخلف عنها هلک یعنی آگاه باشید مثال اهل بیت من در این امة مثال سفینه نوح در
طوفان و دریای خلاف و ضلالت است پس هر که سوار سفینه آل محمد شد از دریای ضلالة و از طوفان
اختلاف نجاة یافت و هر که تخلف از سفینه اهل بیت عصمة و طهارة کرد در دریای ضلالت و طوفان
اختلاف غرق و هلاک میشود **تشریح مقام** مقتضی چند امر است **ا** این حدیث ثقلین و حدیث
سفینه در جمیع ملل اسلامیه مسلم و مضبوط و تواتر ان معلوم حتی بخاری هم در متعدد مقام این حدیث
ثقلین درج کرده احدی را مجال انکار تواتر آن نیست **ب** لفظ انی تارک و لفظ خذوا و لفظ
واستمسکوا نص است باخذ و تمسک ایشان بوجوب و تارک و مخالف ان عاصی و ناری باتفاق
اهل اصول است **ج** واحد ثقلین ثقل بفتح تا و قاف است نزد صاحب قاموس و نهایه و صحاح
کل شیء نفیس مصون ومنه الحدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی
یعنی ثقل هر شی نفیس مصون از زلل محروس از خلل باشد و ازین معنی است حدیث انی تارک فیکم
الثقلین یعنی دو شی نفیس محروس از زوال و خلل مصون از ضلالة و زلل قرآن و اهلبیت رسول ا
نووی در تشریح آن گفته قال العلماء سمیا ثقلین لعظمهما وکبیر شانهما وقیل
لثقل العمل بهما یعنی نزد اکثر علما وجه تسمیه قرآن و عترة محمد صلعم به لفظ ثقلین نیست
که اینها عظیم المرتبت و رفیع الدرجة و بزرگ منزلة و بزرگ شان میان خلق دارند **و نزد** بعضی
وجه تسمیه اینها به ثقلین اینست که عمل بر قران و عترة و اتباع ایشان در همه حال و در همه احکام و اوامر

ومناهی ثقیل و سنگین است بنابراین از ثقل بکسر اول باشد بهر کیف مطلوب حاصل است
عترة را قرین قرآن و ثانی یکدیگر قرار داده این اصرح است بر آنکه قرآن و عترة بمنزله یک رشته
دارند بل قرآن کلام الله صامت و ایشان کلام الله ناطق اند و موید این آنچه در کتب معتبره
و سیر مرویست که حضرت امیر بوقت مکیدهٔ عمر عاص که قرآنها بر نیزها سوار کرده فرمود بکشید ایشان قرآن
قرآن بالای سنان کلام صامت من یا شما کلام الله ناطق ام ه قرآن و عترة هرگاه قرین یکدیگر اند
دلیل بر آن است که عترة معجزه نبویست چنانچه قرآن معجزه نبویست و اقتران قرآن و عترة دلیل
قاطع است بر آنکه عترة حاوی جمیع فنون و علوم خصوص ینابیع علوم قرآن اند چه بموجب ولا رطب و لا
یابس الا فی کتاب مبین یعنی هیچ چیزی از رطب و یابس نیست مگر آنکه در قرآن بیان است
پس ایشان مفسران قرآن اند چه در خانه ایشان نازل شده پس معنی و ما یعلم تاویله الا الله
والراسخون فی العلم ظاهر گردیده که راسخ العلوم و عالم بتاویل و تفسیر و تنزیل و ترتیل و منسوخ
و ناسخ و ظاهر و باطن و عام و خاص و مجمل و مفصل و محکم و متشابه و مقدم و موخر و متلو و غیر متلو
و احکام و مقید و مطلق و حد و غیر اینها با تفاصیل اینها عالم اند نه غیر ایشان بلی اگر غیر ایشان از صحابه
و قرابه چیزی میدانند قطره ایست از بحر محیط ایشان ۳ اقتران عترة با قرآن و ترغیب و ایجاب
خلایق بر تمسک علوم از ایشان دلیل قاطع است بر آنکه علوم ایشان ظنی و کسبی و اجتهادی نیست
بل مقطوع علیهاست و قرآن در خانه ایشان نازل شده و از زبان صاحب وحی شنیده و رسیده و علاوه بر آن از لفظ لن تضلوا معلوم میشود
ح ان تمسکتم بهما لن تضلوا ابدا حصر دلیل قاطع و نص ساطع است بر آنکه غیر این اشخاص سیزده معصوم دیگری مستمسک
نشوند چه تشریک غیر با ایشان یا اخذ از غیر ایشان باعث و سبب ضلالت متمسکین میشود پس وجوباً باید میل
بغیر ایشان در اخذ احکام و مسایل و شرایع و اتباع غیر ایشان ابدا نکنند ط متمسک این حضرات
ائمه اثنی عشر را وعده قطعی حتمی داده که او ابداً گمراه نمیشود زیرا که ایشان خود علم و عین هدایة و عصمة اند و

مسلمانان خود محتاج در هدایت و استکمال اند متبوع کاملان و مقتدای قدیم مسلمانان نمیتوانند

تنبیه امت یعنی امام و امیر و خلیفه که متبوع خلق در احکام و امور باشد و مردم را دلالت بر حق

و اخراج از ضلالت و حفاظت کنند یعنی لن تضلوا دلیل قاطع است که ایشان معصوم اند لهذا ضلالت

در ایشان و اضلال خلایق از ایشان متصور و ممکن نیست و از غیر معصوم زلت و ضلالت و اضلال

جایز است و دلیل الخطاب این حدیث نص جلی است که امت تابع مع صحابه چه ایشان غیر معصوم

و جایز الضلالت اند و موید این مدعا حدیث متفق علیه صحاح خصوص بخاری در باب قوله تعالی

واتخذ الله ابراهیم خلیلا قال صلعم و ان اناسا من اصحابی یوخذ بهم ذات الشمال

فاقول اصحابی اصحابی فیقول انهم لم یزالوا مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم و باین مضمون

جابجا احادیث آورده خلاصه آنکه پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرمود جماعتی از اصحاب من از پیش من گرفتار کرده

بجهنم می برند پس من میگویم خدایا ایشان اصحاب من اصحاب من اند خدا میفرماید به تحقیق ایشان نماندند

بعد از مفارقت تو شدند و تو نمیدانی که ایشان چها کردند پس ثابت شد که غیر عترة که از صحابه و کافه است

غیر معصوم و جایز الضلالت انچنانچه جماعتی از صحابه در حضور او و بعد او مرتد شدند با خطاب ان

تمسکتم و لن تضلوا اگرچه علینا بصحابه است لکن قرنا فقرنا عاید بکافه است ممدود تا قیامت پس

مشایخ خلافت اگر در صحابه است محمدی اند داخل خطاب بتضلوا تابع عترة اند پس متبوعیت و خلافت

مشایخ باطل است و اگر در امت و صحابه نیستند پس خلفا امت محمدی نیستند پس اذکرکم الله

با تکرار و لفظ فانظروا کیف تخلفونی فیهما معجزه رسول الله است زیرا که پیش خبری است

بانکه عمل بقرآن و عترة اکثر نمیکنند بل قرآن و خانه اهلبیت و خیام و لباس ایشان را باتش میسوزانند

و عترة را مغلوب و مقهور و مسلوب و مقتول ساخته بنات محذرات بی مقنعه و لباس مغلول

درمیان عام و خاص بلد ببلد و خانه بخانه اسیر کرده مقید سازند اعظم الله اجره بصبره فی ابد الابد

يفترقا النص جليل است كه قرآن وعترة در دنيا وآخرة از يك ديگر جدا نميشوند اگر چه در دو جا مخالف ظاهر
بظاهر قرآن در بعض مسائل بغير طريقه عترة عامل ابدا اما او عمل جائز نيست چه آن از جهال وازال
قياس است شاعر در اينجا مطابق حال چه خوب گفته

اشعار

اذا شئت ان ترضى لنفسك مذهبا	وتعلم ان الناس في نقل اخبار
فدع عنك قول الشافعي واحمد	ومالك والمروي عن كعب ابن احبار
ووال اناسا قولهم وحديثهم	روى جدنا عن جبرئيل عن الباري

يعني هرگاه براى نفس خود مذهب پسنديده اختيار بكنى وحال آنكه تو ميدانى كه در نقل اخبار
وحديث شافعي واحمد حنبل ومالك وكعب احبار است پس ايشان را ترك كن وتمسك شو
جماعتى را كه قول وحديث ايشان اين باشد كه روايه كرد جد ما از جبرئيل از بارى عز وجل
حديث سفينه پيش خبر است كه هفتاد وسه ملة امته من ميشود ملتى كه راكب سفينه اهل بيت
باشد بر حق وناجى است باقى هفتاد دو ملة نارى اند

باعصمت وطهارة عترة

بدانكه در مسلم وترمذى ومشكوة از سعد وقاص مرويست لما نزلت آية
ندع ابنائنا وابنائكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم دعى رسول الله صلى الله عليه وسلم
عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هولاء اهلى يعنى هرگاه اين آيه مباهله نازل
شد رسولخدا على وفاطمه وحسن وحسين عم را طلبيده دعا كرد بار الها اين چهار نفر اهل بيت من اند
در ترمذى از شهر بن حوشب مرويست ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم جلل عن الحسن
والحسين وعلى وفاطمة كساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بيتى وحامتى اذهب
عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا فقالت ام سلمه وانا معهم يا رسول الله قال
انك على خير يعنى رسولخدا صلى الله عليه وآله وسلم پوشيد بر حسن وحسين وعلى وفاطمه كساء خود را

اهلبيت هم باعصمت وطهارة

فرمود بار خدایا این چهار نفر مخصوص اهلبیت من و خاصتان من اند دور کن از ایشان کل اجناس
پلیدیها و جمیع انواع معاصی و شکوک و ارادات آنها و پاک گردان ایشانرا پاک کردانیدنی در
مسلم و مشکوٰة از عائشه مرویست خرج النبی صلعم غداة و علیه مرط مرحل من
شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاءت فاطمه
فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت
ویطهرکم تطهیرا یعنی صبحی رسول خدا صلی الله علیه و آله و سلم برآمد و بر وی کسا خیبری مخطط از موی
سیاه بود پس حسن و حسین و علی و فاطمه را در ان کساء داخل کرد پس از ان آیه تطهیر تلاوت فرمود
یعنی جز این نیست اراده میکند خدا که دور سیازد از شما جمیع انواع اقذار و معاصی و ارادات نها
ای اهلبیت و پاک میکرداند شما را پاک گردانیدنی در ترمذی در کتاب التفسیر در سورهٔ
احزاب و حدیث دیگر بهمین مضمون در باب مناقب از ابی سلمه و ام سلمه مرویست لما
نزلت هذه الایة علی النبی صلعم انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم
تطهیرا فی بیت ام سلمه فدعی النبی فاطمة و حسنا و حسینا بکساء و علی خلف ظهره
فجللهم بکساء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا
و قالت ام سلمه و انا معهم یا رسول الله قال انت علی مکانک و انت الی خیر خلاصه
ترجمه آنکه این آیه تطهیر در خانه ام سلمه زوجه رسول خدا صلعم نازل شد پس پیغمبر صلعم فاطمه و حسن و حسین
و علی را که بعقب او نشسته بود در عبا خود ایشانرا پوشانید بعد آن فرمود بار خدایا این چهار نفر اهلبیت
من اند پس نجاست را دور گردان از ایشان یا رد کنا ٹاء ن ولیدیها و پاک گردان ایشانرا پاک گردانیدنی
ام سلمه عرض کرد که من هم با ایشان ام رسول خدا صلعم فرمود نه تو بمکان خودی یعنی بمقام زوجیت و عاقبت
تو بخیر پیشانید در ترمذی در سورهٔ احزاب از زید بن انس بن مالک مرویست ان رسول الله

یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج لصلوة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما
یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا خلاصه ترجمه آنکه بر کلمه آیه
تطهیر نازل شد پیغمبر صلی الله علیه وآله بدروازه فاطمه بوقت نماز صبح تا شش ماه تشریف میبرد و ندا
میفرمود نماز نماز بر پا دارید یعنی نافله تهجد یا نماز صبح برخیزید ای اهل بیت بس حقتعالی اراده
کرده که ماده گناهان و پلیدیها را از شما اهلبیت دور میگرداند و در گرداند فی تشریح
مقام مقتضی چند امر است (۱) احدی از اهل سنت منکر نیست در آنکه آیه تطهیر در اصحاب اربعه نازل
شده اما اختلاف در غیر ایشانست که ایشان داخل آیه تطهیر اند یا نه مختار کافه امامیه و
جمهور اهلسنت آنست که ایشان مخصوص باین آیه اند نه غیر ایشان زیرا که نزول آن مخصوص
درین اربعه اهل کسا است پس تعمیم آن بعد تخصیص بالنص باتفاق اهل تفسیر و اصول جایز نیست پس آنچه
مجمع علیه است مقطوع است و مختلف فیه مع وجود موانع از دخول ایشان محل اعتماد و قطع نیست
زیرا که نصی بر آن نیست (ب) لفظ انما کلمه حصر است دلیل بر آنکه تطهیر اشخاص معینه واقع شد (ج)
لفظ یرید مضارع است صلاحیت دو زمان دارد ابتدائش حال انتهایش استقبال پس نتیجه اینست که از ابتداء
اراده تعالی الله بر اشخاص مخصوصه معینه معصوم و مطهر اند سوال لفظ یرید محتمل است که اخبار باشد
نه انشا پس خبر محتمل وقوع و عدم وقوع و صدق و کذب است جواب بالاجمال آنکه در کلام ثابت شده که باری
قادر مطلق و مختار است نقص در شئ و هر که قادر ذی الاختیار باشد تخلف اثر از اراده او از حین اراده
ممتنع است و هرگاه این ثابت شد پس تطهیر ایشان از محض اراده تعالی حاصل شد و موید این آیه
اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون یعنی بمحض اراده خدا شیء موجود میشود سوال لفظ
یرید گفته اراد بصیغه ماضی گفت و حال آنکه لفظ ماضی را ثبت و قطع در وقوع بود جواب
بالاجمال آنکه در لفظ ماضی اینقدر قطعی میشود که در سلف مطهر بودند نه در آینده حکم نصوص و اخبار

خارج و لفظ مضارع اعلام میکند که رجس را تعالی ابد الدهر ایشان مطهر و معصوم اند حاجت ببیین کا نه
سوال از حین نزول آیه تطهیر معلوم شد که ایشان مطهر الی ابد الدهر اند و قبل از آن مطهر نبودند و نیز
آن لفظ یرید و لفظ لیذهب است **جواب** بالاجمال بچند وجه است **اول** نزد اشاعره کلام
خدا قدیم و ازلی است پس بنا بر آن مطهرین از ازل معصوم و مطهر بودند **اما نزد معتزله**
و اصحاب ما کلام الله حادث است و خدا عالم در ازل است بجمیع آنچه زا به میکند پس آیه تطهیر
اخبار است از معلوم خدا یعنی خدا اعلام کرد ما را از حقیقت حال و کیفیت اهل البیت که طهارت
ایشان در علم سابق مقرر شد و مخالف علم خدا ممتنع است پس سابق و لاحق اخبار تقدم یا تأخر **ثانی** نزد جماعتی
در لیذهب لام کی و بعد آن لفظ آن مصدریه مقدر میباشد پس بنا بر این آن با بعد خود معنی مصدر میشود
و مصدر صلاحیت از منه ثلثه دارد تقدیر عبارت چنین میشود انما یرید الله ذهاب رجسکم یا اهل
البیت یعنی اراده خدا مقرر است بذهاب رجس شما ای اهلبیت پس تطهیر ابدی بودن در هر سه زمان در اینجا ثابت شد
درجس اسم جنس است در **قاموس** گفته الرجس المأثم و کل ما استقذر من العمل و العمل المودی
الی العذاب والشک والعقاب والغضب و در **صحاح** قریب همین است **در نهایه**
گفته الرجس القذر و قد یعبر به عن الحرام و الفعل القبیح و العذاب و اللعنة و الکفر خلاصه
مقالات آنکه رجس عبارت از گناهان و جمیع آنچه پلید از اعمال و افعال یا شد و عمل قبیحکه موذی
بعذاب میشود و شک و عذاب و غضب و آنچه حرام باشد موجب فعل قبیح و عذاب و لعنت و کفر و شک باشد
لهذا بعضی و امثال او رجس را تفسیر بدینش کردند و در اینجا عبارتست از ماده قبایح و معاصی
و از منفرات عقلی و نقلی و از ادناس و اوساخ صوری و معنوی **تنبیه** هرگاه این ثابت شد پس
بدانکه طهارة و عصمة در اصطلاح عبارت از عنایت خاصه خداوند برای بندگان خاص چون انبیاء
ائمه و ملائکه است پس بوجود این عنایت همه محاسن و قبایح زیر نظر ایشان حاضر میباشد

لهذا ایشان بالکل و الجزء قبایح را فاعل و محاسن را تارک و غافل نمی باشند مبصره
بدانکه جمیع معاصی و قبایح و ادناس و اخباث صوری چون حیض و نفاس و امثال آن و معنوی
چون کینه و حسد و بخل و ریا و شک و شرک و اراده بد از فاطمه و ائمه اثنی عشر بحمد الله قلع شد طاهر
شدند ذات مطهر بالغیر اند چنانچه خدا وصف حوریان فرمود بلفظ ازواج مطهرة ای من المعاصی
والبول والغائط والحیض والنفاس والبصاق وسوء الاخلاق وامثال ذلک
یعنی در جنت ازواج پاک اند از گناهان و از بول و غائط حیض و نفاس و آب دهان و سوء اخلاق
و آداب و از امثال آن پس فاطمه زهرا از همه این الواث و اخباث صوریه و معنویه پاک است چنانچه
در صواعق محرقه مرویست عن النبی ابنتی فاطمة حوراء آدمیه لم تحض ولم تطمث انما
سمیتها فاطمة لان الله فطمها ومحبیها عن النار وزید فی آخره فطمها وذریتها عن النار
خلاصه آنکه فاطمه دختر من حوریه آدمیه است حیض و نفاس ندارد و باسم فاطمه نامیده شد بجهت آنکه خدا فاطمه
و ذریه و محبان او را از نار جهنم دور کرده و نجات داده و عائشه رضی الله عنها دیگر ازواج حائض
ماه بماه می شدند چنانچه در ترمذی است در آخر ابواب فی باب ما جاء فی ترجل رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم عن عائشة قالت كنت ارجل رأس رسول الله وانا حائض عائشه میگوید من شانه بسر
مبارک رسول الله صلعم میکردم در حالیکه من حائض بودم ه مراد از اذهاب رجس ازاله و دوری گناهان
و قبایح و اراده آنها است اما از و یطهرکم تطهیرا اگرچه در ظاهر تاکید در ازاله ماده ارجاس چون جاء
زید زیده است لکن نزد محققین تطهیر ایشان از الواث و زلل صوری و اخباث معنوی جسدی و علمی
و عملی را او است ثم الله اعلم لهذا بول و غائط پاک و از ائمه معصومین و از صدیقه کبری زیاده بر آن حیض
و نفاس و استحاضه هم مدة العمر دیده و شنیده نشد و لفظ عنکم و لفظ یطهرکم ضمائر ذکور مخاطب پنجتن
پاک و در ایشان یک فاطمه زهرا مونث بود قاعده مقرره نحاة است در جائیکه غلبه رجال باشند

تغایب بذکور رسید بهند **سوال** چگونه قطع میشود که ازواج داخل آیه تطهیر نیستند و حال آنکه
مابین قصه ازواج آیه واقع است **جواب بالاجمال** بچند وجه است **اول** اتفاق
مفسرین است که قرآن مرتب بصورت منزل نیست چنانچه آیات مکیه در مدنیه و مدنیه در مکیه
الی الآن موجود اند پس این قصور بر ترتیب قرآن و محرف آن عائد میشود **دوم** بتصریح خود
همین سوره احزاب قطعی میشود که آیه تطهیر خارج از قصه ازواج است چه ماقبل آیه تطهیر و مابعد آیت
بضمائر مونث مذکور است **اما** خطابات چون لستنّ وان اتقیتنّ فلا تخضعن وقلن وقرن
فی بیوتکن ولا تبرجن واقمن وآتین واطعن **اما** خطابات مابعد آیه واذکرن فی بیوتکن
وغیر آن ثابت است پس بثبوت این ثابت شد که ازواج بالیقین از آیه تطهیر خارج اند چه معلوم
هر عاقل و عالم است که این آیه جمله معترضه و بیگانه و ربط با آیات مقدم و مؤخر ندارد قطع نظر از
ضمائر مذکر **سوم** بدو حدیث صحیح مسلم که زید ارقم سوگند بخدا خورده که ازواج داخل اهلبیت نیستند
چهارم بروایات صحیح ترمذی ثابت شد که ام سلمه در حالت رسول الله صلی علیه و آله سر خود داخل
عبا کرده پیغمبر صلعم عبا را خود از و ربوده و باین اصحاب اربع چهار در پیچانیده فرموده که تو در این نیستی و تو بمکان
زوجتی و عاقبت تو بخیر است **پنجم** بحدیث مسلم و ترمذی و مشکوة مروی از سعد وقاص ثابت شد که این
آیه در یوم مباهله نازل شده پیغمبر این چهار نفر را خارج مدینه برده و فرموده بار خدایا ایشان اهلبیت من
اند پس مرجع اللهم هؤلاء اهل بیتی مخصوص همین چهار نفر اند **ششم** کافیست حدیث ترمذی که پیغمبر
هر صبح با صحابه بدروازه فاطمه و علی تشریف میبردند ندا میکردند تا شش ماه برایشان آیه تطهیر میخواندند و
اگر بگوئی این حدیث واحد است گوئیم سه حدیث دیگر بصورت مونه از اعاظم سنیان مینویسیم **حدیث**
اول در استیعاب از ابو الحمراء روایت است اقمت بالمدینة ستة اشهر فکان رسول الله صلعم یاتی منزل فاطمة فی
غداة فیقول الصلوة الصلوة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس الخ خلاصه

آنکه سن قیام در مدینه کردم تا یکماه پیغمبر بوقت صبح بدروازه فاطمه میرفت و نداء الصلوة کرده
آیه تطهیر بر ایشان میخواند **حدیث دوم** سیوطی در درمنثور از سعد خادم روایه میکنند قال لما
دخل علی بفاطمة جاء النبي اربعين صباحا الى بابها يقول السلام عليكم اهل البيت
ورحمة الله وبركاته الصلوة رحمكم الله انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس الخ يعني برگاه
عقد علی بفاطمه واقع شده پیغمبر صلعم تا چهل صبح بدروازه علی و فاطمه آمده سلام میکرد با رحمة و برکة
بر ایشان و میگفت بنماز برخیزید و بعد آن آیه تطهیر میخواند **حدیث سوم** در درمنثور از ابن عباس روایة
کرده شهدنا رسول الله تسعة اشهر یاتی کل یوم باب علی عند وقت کل صلوة فیقول السلام
علیکم ورحمة الله وبرکاته اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس الخ الصلوة رحمکم
الله خلاصه آنکه ابن عباس میگوید ما مشاهده کردیم که پیغمبر تا نه ماه بدروازه علی وقت هر نماز آمده بعد سلام
ورحمة وبرکة آیه تطهیر بر ایشان میخواند بعد آن تاکید نماز میفرمود و **بهمین مضمون** دو حدیث دیگر
افزوده **یکی** یاتی بابهم عشرا یعنی بدروازه ایشان تا ده ماه می آمد و آیه تطهیر میخواند و دیگر سنة یعنی
تا یکسال آمده آیه تطهیر میخواند اگر باعث طوالت کتاب نمیشد احادیث دیگر بهمین مضمون ضبط میکردم **و اگر**
بگوئی در این احادیث شش گانه اختلاف مدت واقع این چه معنی دارد **جواب** از خود همین احادیث اشارات لایح است
حاجت تاویل ندارند که شخصی کم در مدینه یکماه ماند او یکماه و شخص دیگر چهل روز ماند پس او چهل روز و
شخصی که شش ماه حاضر بود پس او شش ماه و شخصی نه ماه حاضر بود تا نه ماه و کسی ده ماه ماند ده ماه
دید و کسیکه یکسال ماند یکسال بر پنج وقت مشاهده کرد که نبی صلعم بخانه علی تشریف برده آیه تطهیر بر ایشان
میخواند **سوال** در این چه سبب بود که تا نه ماه هر روز وقت هر نماز بدروازه ایشان رفته
بنداء بلند آیه تطهیر میخواندند و در امر دیگر چنان اهتمام نکرد **جواب** بالاجمال آنکه سید السنت که
اتقه غدار بعد از من با ایشان دیگر جهال و عبده اصنام و آل الغنان را شریک مبادا در تطهیر میسازند

تاکه بعامه خلایق وصحابه واقارب واضح تر و روشن تر باشد که بغیر این چهار نفر دیگر لایق این مرتبه و
داخل و شریک در این امر نیست وقطع عذر ایشان میکردند برکن **هفتم** اگر ازواج شامل تطهیر میبودند
پس عایشه مع طلحه و زبیر با مردان بیگانه از مدینه تا بصره بجنگ خلیفه و امام زمان خود نمی آمدند
و هزارها نفر را نمیکشتند و حال انکه خطاب آیه وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة
الاولی مخصوص بعایشه بود زیراکه خدا میدانست که بغیر عایشه دیگری از زنان خروج
نخواهد کرد و بتبرج بجاهلیت اولی نمیشود مگر عایشه و ترک امر کرده اعظم کبایر را مرتکب
شده **چنانچه** جماعتی از سنیان در اینجا لاچار شده میگویند که عایشه بعد جنگ جمل تائب شد
هشتم باجماع کافه مفسرین عایشه و حفصه ایذاء رسول الله صلعم کردند و سوره تحریم در
ایشان نازل شد **و آیه** ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما وان تظاهرا علیه فان
الله هو مولیه وجبرئیل وصالح المومنین خلاصه آنکه ای عایشه وحفصه اگر شما توبه کردید از
ایذاء رسول پس گشت کجی دلهای شما واگر معاونت بران کردید خدا و جبرئیل و صالح مومنان یعنی امیر
المومنین معاون رسول اند **و موذی** رسول ملعون در قرآنست بآیه ان الذین یوذون الله
ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والآخرة واعد لهم عذابا مهینا یعنی کسانیکه ایذاء
خدا و رسول او کنند لعنت خدا بر ایشان باد در دنیا و در آخرة و مهیا کرده برای ایشان عذاب
خوار کننده را **تنبیه** هرگاه خروج حالش مع طلحه و زبیر و عبدالله زبیر و ایذا از عایشه
وحفصه بحضرت رسول ثابت شد پس ثابت شد که ازواج و اقارب دیگر مع طلحه و زبیر داخل آیه
تطهیر نیستند زیراکه بزبان خدا اشخاص معینه ملعون بودند و ملعون معصوم بودن اجتماع ضدین
ممتنع است و بعد آیه تطهیر این دو واقعه رو داده باثبوت این اگر بعصمت و طهارت ایشان قایل شوی
تکذیب خدا و رسول و قرآن وصحابه و علما لازم می آید تو مختاری که ایشان را تصدیق کنی یا تکذیب کنی

تفسیر سوره تحریم خصوص کشاف را ملاحظه کن که در اینجا چها نوشته **سوال** آل عقیل و آل جعفر
و آل عباس و ذریهٔ علویه که سوای ایمهٔ احد عشر باشد چگونه از آیهٔ تطهیر خارج میشوند **جواب**
بالا جمال بدو وجه است **اول** بحدیث مخصصه زمخشری در بیان آیهٔ قربی که هم علی و
فاطمه و ابناهما **و** احادیث شان نزول آیهٔ تطهیر که در یوم مباهله و در خانهٔ ام سلمه نازل
شده پیغمبر اصحاب کسا را بمرجع ضمیر اللهم هؤلاء اهل بیتی وحامتی قرار داده فرمود
دوم کتب رجال و سیر و تواریخ و حدیث ملاحظه کن که از ازواج و اقارب آنحضرت کسی نبوده
مگر آنکه از او خطا یا سرزده بغیر این سیزده معصوم پس بظهور این آثار و سیر مقطوع گردید که بغیر این
چهارده نفر معصومی نبوده و نخواهد بود **باب افضلیت اهلبیت**
طهارة و عصمة علیهم السلام بدانکه در **مسلم و ترمذی** بچند سند مرویست
ولما نزلت هذه الایة ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم
الخ دعی رسول الله علیا وفاطمة وحسنا وحسینا فقال هؤلاء اهلی خلاصه
آنکه حضرت رسول ص بامر خداوند جلیل نصارای نجران را فرمود بیائید دعا میکنیم بسبب
آن حق از باطل و صدق از کذب ظاهر میشود پس ما و شما اولادهای خود و زنان خود و نفسهای
خود را همراه خود بدعا حاضر کنیم سید انبیا حسین ع را در بغل و دست حسن را بدست گرفته فاطمه ع
عقب سر آن حضرت و مرتضی علی ع عقب فاطمه بیرون شهر مدینه رفته مجتمع شدند و این اصحاب اربعه را
پیغمبر فرمود و اذا دعوت فامنوا وقتیکه دعا میکنم شما آمین بگوئید پس از آن پیغمبر ص در زیر عبا خود
حضرات اربعه را گرفت و فرمود بارخدایا همین چهار نفر اهلبیت و خاصان من اند رجس را از ایشان
دور گردان پس آیهٔ تطهیر هم نازل شد **تشریح مقام** مقتضی چند امر است **اول** سید انبیا محتاج
حضرات اربعه در مباهله شد پس انحصار اجابت دعا بر آمین ایشان از اعاظم فضایل و مراتب است

باب افضلیت اهلبیت طهارة و عصمة

ب ابنائنا جمع ابن است و ابن مشتق از بنا است و اولاد شرعی را بلفظ ابن یاد کنند برای آنکه
مبنی و بنیاد پدر میباشد پس حسنین را هم بلفظ ابن نامید زیرا که بنیاد بنای محمدی ص الی یوم القیامة اند
ج جماعتی از مفسرین میگویند در لفظ ابنائنا تعلیم تخلق است که حسنین و الائمه را اولاد حسین
نخوانند مگر بلفظ ابن رسول الله و زمخشری گفته تقدیم ابنا بر انفس تنبیه است بر لطف مکان ایشان
و قرب منزلت ایشان لهذا آدمی خود را در مهالک حرب و مصائب می اندازد و نفوس و جانها
خود را فدای ایشان میگرداند و از ایشان دفع مضرات میدهد و ذات خود میکند و ایشان را
تا بقا خود حمایت و حفاظت میکند **اشکال عظیم** ما کان محمد ابا احد من
رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین یعنی محمد نیست پدر احدی از مردان شما و لکن او رسول خدا
و خاتم انبیا است ثابت شد که پدر حسنین هم نیست زیرا که خطاب با امت است و حسنین هم داخل
امت اند **جواب بالاجمال** به سه وجه است **اول** این آیه در باب زید بن حارثه وارد است
مردم او را ابن محمد و ابن رسول میخواندند پس نبوة زید و ابوة محمدی نسبت او سلب
کرده بعد تخصیص تعمیم آن جائز نیست **دوم** در خود آیه ثابت است که خطاب آن با
و نفی ابوت محمدی از کافه رجال امت کرده نه از رجال خود و حسنین طاهر و طیب رجال محمدی اند
و ایشان بلفظ ابنائنا ابنا محمدی بالضرورة اند این مختار زمخشری و بعضی و اکثر مفسرین است
سوم نزد بعضی حسنین و طیبین در وقت خطاب از جمله رجال نبودند منقول [illegible] ضعف و اصح
ثانی است ه ثابت شد که حسنین بنص قرآن و متواتره للحسن و الحسین و لدای
و در دیگر ابنی اولاد خیر الانبیا اند و ولد خیر پدر و مادر میباشد بالضرورة پس خیر و
سید انبیا اند و او افضل خلایق است پس حسنین افضل کافه خلایق و انبیا بالضرورة اند و
فساد نزد بعضی منقول از انس و نزد ابن سکیت از ابن سی پس بنابر این باجماع مراد از آن فاطمه زهرا

بغیر او همراه او در مباهله دیگری نبود پس این از اعظم مراتب است و مروی است که وقتیکه پیغمبر
ملول یا در غضب می بود فاطمه ع را دیده ملالش و غضبش زایل میشد و وقتیکه بسفری میرفت آخر
کسی که از او رخصت میگرفت و وقتیکه از سفر آمده اول کسی را که میدید فاطمه بود لهذا پیغمبر ص فاطمه را
وقتیکه بتعظیمش برمیخواست و چند قدم استقبالش کرده دست فاطمه گرفته بر پیشانی او بوسیده بطرف
راست خود جایش میداد و مرحبا بنتی مکرر میفرمود فاطمه سیدة نساء العالمین در شان او
فرمود چرا سیده زنان دنیا و آخرة نباشد جز و سید انبیا و خلایق که پدرش باشد و شوهرش سید
اصفیا و اولادش سید اشباب اهل الجنة است آیة انفس جمع نفس بسکون فا بمعنی خون
و بمعنی عین باشد و بنا بر معنی لغوی نزد اهل عرفان اشارة است بانکه قوام بدن و حیوة او
بسبب وجود خون است و اگر خون در داخل بدن نماند بدن نماند و خون و بدن را تلازمی است
معلوم حکما و اطبا پس این اشعار و اعلام است بانکه قیام بدن محمدی یعنی نبوة او بخون است
یعنی ببقا و اقامت علی پس بقا و قیام نبوة محمدی ببقا و اقامت علی است چه خون و بدن هر دو
جمع شده عینا و احد است پس بقا یکی بتفرقه و بفصل یکی از دیگری ممتنع است پس ما بین محمد ص
و علی ع چنان تلازم و اتحاد است که بدخول خرسومی از خارج بقا هر دو محال و فساد آنها ظاهر است
و نزد متکلمین و مفسرین در اینجا از نفس مراد کفو و مساوی و مثل محمد است و آن بغیر از علی کسی نیست
زیرا که انسان نفس خود را نمی طلبد و بودن علی ع در اینجا با محمد ص اجماعی است پس بودن علی در اینجا
مثل محمد ضروری است و ایضا اجماعی است که محمد ص افضل کائنات است پس هر که مثل و مساوی
افضل باشد او هم بالضرورت افضلست لهذا علی نزد امامیه بعد از رسول خدا ص افضل از ملایکه
و انبیا و صحابه است و بیهقی مع دیگر محدثین روایت کرده اند من اراد ان ینظر الی آدم

فی علمه والی نوح فی شکره والی ابراهیم فی خلته والی موسی فی مناجاته
والی عیسی فی عبادته فلینظر الی علی ابن ابی طالب یعنی هر که اراده کند که آدم را در علم
و نوح را در شکر و ابراهیم را در خلت و موسی را در مناجات و عیسی را در عبادات ببیند
پس نگاه کند علی ع را یعنی در علی ع همه این صفات موجود اند و در ذات هر یکی ازین انبیا یک
صفت کامله بود در ذات مجمع برکات علی ع صفات همه ایشان بدرجه خاتمیت است پس علی را بالضرور
افضل انبیا اولوا العزم است بغیر محمد و بنصوص خارجه ازین صحاح اربعه برین مرهم بسیار اند چنانچه
مفسرین در ذیل آیه اولئک هم خیر البریة روایة میکنند که علی خیر البشر من
ابی فقد کفر علی ع خیر بشر منکران کافر است لهذا محققین مفسرین چون بیضاوی
و زمخشری در ذیل آیه انفسنا گفته فیه دلیل لا شیئ اقوی منه علی فضل اصحاب الکساء
علیهم السلام در این کلام دلیل است که نیست شیئ قوی تر ازین دلیل بر افضلیت اصحاب اربعه کسا
سوال نزد سنیان فضل دو معنی دارد یکی کثرة مناقب دیگر کثرة ثواب و مراد کدام فضل است
در اینجا و در ثلثه وجه ثانی محتمل است جواب هر دو افضل مراد است و آن در علی ع موجود بود و
انکار از ان انکار آفتاب در وسط نهار است اما اگر در کثرة ثواب میگوئی پس آنکه کافه اهل
مغازی و سیر متفق اند برین حدیث که پیغمبر ع فرمود لضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة
الثقلین یعنی هر آئینه یک ضربت علی بر عمر بن عبدود افضل است از عبادت کافه جن و انس اما ثبوت
استغراق جن و انس بنا بر جهت است که ثقلین جنس است و بر جنس بر که الف لام داخل شد قاعده
و اصول است که افاده استغراق میکند پس در ثقلین کافه جن و انس و نبی و ولی و صفی و صحابی
از بدو دنیا تا قیامت داخل است و آنچه کلهم ایشان عبادة مقبوله کرده اند در مدت اعمار خود یک
ضربت علی ع در یوم خندق افضل از عبادات جمیع ایشان است و علاوه بران اعمال و ضربات

بسیاری دیگر در خیبر و احد و بدر و غیر آن دارد تدبر کن آیا مشایخ ثلثه در تقلین اند یا نه
ایراد عظیم فخر رازی آنکه اجماعست که هر نبی از غیر نبی افضلست و علی علیه السلام نبی نبوده پس
هر نبی افضل از علی است **جواب بالاجمال** این اجماع مخالف نصوص قاطعه و براهین
ساطعه باطلست **بعرض** تسلیم اجماع پس امامیه میگویند که نبوة و امامت بمنزلة واحده است
چه این منزلة را در زمانه سلف گاهی بامامت گاهی بنبوت میخواندند چنانچه در قرآن انبیا را
بلفظ ائمة یهدون بالحق خوانده پس آنچه قطعی شده اینست که علی ع با انبیا در نبوة شریک است
اما در زمان سلف نایب نبی را نبی و امام میگفتند و در زمان خاتم النبوة و بعد او اسم نبی بر غیر او الی
یوم القیامة جایز نیست **لهذا** بعد ختم انبیاء قایم مقام این نبوة و این نبی را امام و خلیفه میگویند
و این مرحله منکشف میشود از حدیث انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی
یعنی ای علی تو نزد من بمنزلة هارون نزد موسی داری مگر اطلاق اسم نبی بعد من بر غیر من ممنوع
تدبر کن و لله الحمد افضلیت آل عبا ثابت و ایرادات مشکله زایل شد **باب وجوب**
محبت عترة طاهرة علیهم التحیة و الثناء **در ترمذی و مشکوة**
مرویست قال رسول الله صلعم احبوا الله لما یغذوکم من نعمه و احبونی بحب الله و
احبوا اهل بیتی لحبی خلاصه آنکه رسول خدا ص فرمود دوست دارید خدا را زیرا که غذا میدهد
شما را از نعمات خود و دوست دارید رسول ص او را بجهت حب خدا و دوست دارید اهل بیت
مرا بحب من **در ترمذی** در باب عباس مرویست قال صلعم و الذی نفسی بیده
لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم الله و لرسوله یعنی پیغمبر ص فرمود قسم بخدا که
نفس من در دست قدرة اوست داخل نمیشود ایمان بدل کسی تا که دوست ندارد شما اهل بیت را
بجهة خدا و رسول او **در ترمذی و مشکوة** مرویست ان النبی اخذ بید حسن ع

وحسین قال من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ یعنی صلعم بدست گرفت دست حسن وحسین و فرمود ہرکہ دوست دارد مرا واین دو پسر مرا وپدر ایشانرا و مادر ایشان را با من در درجہ من یوم قیامت میباشد و درکشاف وتفسیر ثعلبی وکبیر ونیشاپوری وغیرآن درذیل آیہ مودت مرویست

قال رسول اللہ صلعم من مات علی حب آل محمد مات شہیدا الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورا الا ومن مات علی حب ال محمد صلعم مات تائبا الا ومن مات علی حب آل محمد مات مومنا مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب ال محمد صلعم بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیرا الا ومن مات علی حب ال محمد صلعم یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجہا الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ الا ومن مات علی حب ال محمد جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب ال محمد مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن مات علی بغض ال محمد جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ الا ومن مات علی بغض ال محمد مات کافرا الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ

خلاصہ ترجمہ آنکہ ہرکہ بر محبت آل محمد مرد شہید مرد آگاہ باشید ہرکہ بر محبت آل محمد صلعم مرد آمرزیدہ شدہ مرد آگاہ باشید ہرکہ بر محبت آل محمد تائب مرد آگاہ باشید ہرکہ بر محبت ال محمد مرد کامل الایمان مرد آگاہ باشید ہرکہ بر محبت آل محمد مرد بشارۃ میدہند او را ملک الموت ونکیر ومنکر بجنۃ آگاہ باشید ہرکہ بر محبت ال محمد مرد بہشت میرود چون عروس کہ بشب اول بخانہ شوہر میرود آگاہ باشید ہرکہ بر محبۃ آل محمد مرد مفتوح میشوند دو دروازہ برای او بجنۃ آگاہ باشید ہرکہ بر محبت آل محمد مرد خدا قبر او را جای زیارۃ ملایکہ رحمۃ میگرداند آگاہ باشید ہرکہ بر محبۃ آل محمد مرد بر سنۃ رسول خدا و بر جماعۃ

اسلام واہل ایمان مرد آگاہ باشید ہر کہ بر عداوت آل محمد مرد در قیامت می آید و بر پیشانی
نوشتہ شدہ باشد کہ این نا امید از رحمۃ خدا است آگاہ باشید ہر کہ بر عداوت آل محمد مرد
کافر مرد آگاہ باشید ہر کہ بر عداوت آل محمد مرد بوی بہشت را نمی شمد و بوی بہشت حرام است

تشریح مقام مقتضی چند امر است آ مودت و محبت یک معنی دارند مقابل بغض و عداوت
و حسد است اما **محبت خلایق** عبارتست از امر وجدانی قلبی کہ بوجود حصول آن میل
و خواہش کلی بچیزی ہم میرساند و **بغض و عداوت** ہم امر قلبی است بوجدان حصول
آن نفر حاصل میشود اما **علامۃ** خارجہ برای محبۃ اینست کہ ایثار محبوب و اطاعۃ او
مطلقا میکنند پس اگر ضد محبوب ضد مبغوض بالکل ترک نکرد این ناقص است **ب** محبت
در شریعۃ بدو قسم است فرض عین و مستحب کہ اما **مودت** مساکینہ فرض عینی باشد بحوبکہ اگر ندا شتہ باشد
کافر و عبادتش غیر مقبول و جنۃ بغیر آن حرام و بر ترک آن وعدہ جہنم است الین محبوبان اسما و تخصیصا معین
باشد و الا ظلم و تکلیف بالا یطاق لازم می آید این بر خدا محال و ممتنع است پس ایشان
چہاردہ معصوم مطہر اند اول ایشان محمد ص ثانی علی ع سوم فاطمہ ع چہارم حسن پنجم حسین و بعد
ایشان ائمہ تسعہ کما نہ علیہم السلام اما **وجوب** من بیں بقرآن چون آیہ مودۃ است قل لا
اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی خلاصہ آنکہ بگو ای محمد امت را سوال نمیکنم
شما را بر ابلاغ و سعادت نبوت مگر مودت و محبت اقارب من اما **سنۃ** پس از ان کتب
کل اہل اسلام مملو اند بالانفراد در ینجا بیک تن دو تن تالیف کردند چون کتاب المودۃ سید علی
ہمدانی شافعی تحمل آن در تفسیر نیشاپوری و در تفسیر کبیر و کشاف مروی است لما نزلت ہذا الآیۃ
یعنی ایۃ المودۃ قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم
قال علی و فاطمۃ و ابناہما یعنی ہر گاہ وجوب محبۃ در آیۃ مودۃ نازل شد صحابہ در تعیین

اختصاص ومحل آن از رسول خدا سوال کردند از اقارب تو که ام جماعة است که محبت ایشان بر ما

فرض عین و معاوضه نبوة است پیغمبر ص فرمود معتبه کسانیکه بر شما عیناً فرض و واجبست ایشان علی

و فاطمه و اولاد ایشان اند در معالم التنزیل آورده تم فاطمة الزهراء و علی و ابناهما صلعم

نزل انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الخ که مودت کسانیکه واجب

بر کافه است او و فاطمه و علی و اولاد این هر دو است اند در ایشان آیه تطهیر نازل شده -

سوال سوم آنکه آل علی و آل فاطمه بعد ائمه چون آل عقیل و آل جعفر و آل عباس و بنی هاشم فرا [illegible]

یا نه با وجود حدیث نبوی حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و اذانی فی عترتی و من

اصطنع الی احد من ولد عبد المطلب ولم یجازه علیها انا اجازیه علیها غداً اذا لقینی یوم القیامة

خلاصه آنکه حرام است جنت بر ظالمان اهل بیت و بر موذیان من در ذریت من و هر که احسانی بیکی

از اولاد عبد المطلب کند و او را جزاء آن حاصل نشود من جزا او روز قیامت او را میرسانم

و امثال این احادیث متواتر اند جواب محبة جمیع سادات بنی هاشم که صحیح العقائد

و العمل اند بموجب صحاح احادیث واجبست اما آنچه رکن اسلام و ضروریه دین است این است

که محبة فاطمه و ائمه اثنا عشر ع که افضل افراد بنی هاشم و اخص ایشان اند محبة ایشان اخص و اعم واجبست

چه ترک محبة ایشان کفر و نفاق است لهذا خوارج نزد مسلمانان کفار اند و قتل ایشان واجب

ایشان محل است این بود نسال محمد امر تطبیقی است چون تکالیف بقدر اکتساب آن واجبست بحوریکه

تارک او موجود بما ابتنا آنچه شافعی گفته لو کان الرفض حب آل محمد فلیشهد ا

الثقلان انی رافض ان الله و جبرئیل و احمد یحبونهم فانهم روافض +

خلاصه آنکه هرگاه رفض حب آل محمد باشد جن و انس شاهد باشند که من رافضی

چه خدا و جبرئیل و پیغمبر هم ایشان را دوست دارند پس ایشان هم رافضی اند و این محبة

مودت تکلیفی و انتسابی سینا مند **تنبیہ** با مودت آل محمد میلان و مودت اضداد ایشان
جائز است یا نہ دران دو قول اند **مختار** کافۂ امامیہ جائز نیست کہ میل اونی با اضداد ایشان بکنند و
تمثال آن چون لا الہ الا اللہ است کہ اول نفی ضد کنند بعد ازان اثبات محبوبیت کامل میشود
والا اجتماع ضدین در محل واحد لازم می آید این عند العقل ممتنع الحصول است **باب**

محارب آل محمد بدانکہ در **ترمذی و مشکوۃ و مصابیح** از صبیح
غلام ام سلمہ و زید بن ارقم و از غیر ایشان مرویست ان رسول اللہ قال لعلی و فاطمۃ
والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم و در روایات دیگر آمدہ است یجیئی رسول اللہ
بباب فاطمۃ و یاخذ عضدی الباب و یقول بعد تلاوۃ ایۃ التطہیر حربکم حربی و سلمکم سلمی
یعنی رسول خدا م بدروازہ فاطمہ رفتہ دو بازوی دروازہ را گرفتہ مخاطب بعلی و فاطمہ
وحسنین بعد تلاوۃ آیہ تطہیر میفرمود جنگ شما جنگ من و صلح شما صلح من است **تشریح** مرقدم
مقتضی چند امر است **ا** لفظ حارب از باب فاعل غالبا در مشارکت میباشد پس لفظ حارب مفسر است
بدو امر دقیق **اول** ہر کہ با شما و شما با او جنگ میکند پس من با او در جنگ ام و او در جنگ
منست **دوم** اگر کسی با شما جنگ کند و شما ساکت باشید در ہر دو صورت جنگ ایشان با منست
ب جنگ فعلی باشد یا قولی یا ارادی یعنی ارادہ جنگ داشتہ باشد داخل در این حدیث است
چنانچہ در این آیہ جہاد لسانی کنایہ از فعلی کردہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین
واغلظ علیہم یعنی ای پیغمبر جہاد کن کفار و منافقین را و بر ایشان غلظہ کن جہاد پیغمبر با کفار ثابت
است اما جہاد با منافقین مرۃ العمر نکردہ مفسرین اہل اسلام میگویند مراد در اینجا جہاد لسانی است
امامیہ میگویند فعل نایب فعل منوب عنہ است الیس نیابت نبی جنگہای علی ع با منافقین صفین
وجمل و نہروان واقعشدہ ببر کیف محاربین آل محمد محاربین رسول اند بعقل و نقل اما عقل پس

بدانکه این سیزده معصوم بالضرورة ذریه رسول اند و بثبوت ذریه ثابت شد که نسل رسول اند
و نسل جزئی از بدن است پس جنگ ایشان عینا جنگ رسول است زیرا که جزو و کل در حکم واحد است
و محارب رسول کافر پس محارب آل او بالضرورت کافر است دیگر بر هر ذی عقل واضح است
که سیاهی که با آن حروف قران مینویسند بسبب معیت با حروف قران آن سیاهی و آن کاغذ که بر او
حروف قرآن نوشته شدند و جلدی که با قرآن ملصق شده محترم و واجب التعظیم است
بالاجماع پس اگر کسی باین جلد یا باین کاغذ یا باین سیاهی بلا قرآن توهین کند یا بپای زند
یا کلمه کریهه بگوید باجماع امت مرتد میشود العجب ثم العجب و کیف لا نتعجب اهلبیت عصمت و طهارت
جزو بدن رسول باشند و ایشان را مسلمانان شناخته و دانسته بکشند و بعد کشتن ابدان مطهره ایشان را
پایمال سم اسپان سازند و دختران رسول را سر و پا برهنه و دو بازوی بسته بالای شترهای بی پالان
در بلوای عام از کوفه بشام ببرند اینجماعت را کفار و مرتد و محارب رسول ندانند دیگر مودت و
محبت آل محمد از ضروریات اسلام است و بر آن اجماع امت قطع نظر از قران و سنت و نص صریح است
پس جنگ و حرب با ایشان مستلزم عداوت با ایشان است و معاند ایشان باجماع امت و نصوص
قرآن و سنت کافر و ناریست لهذا نواصب و خوارج باتفاق اهل اسلام کفار و مخلد فی النار
میباشند پس محاربین ایشان بالاولی کافر است اما نقل و آن لا تعد و لا تحصی اند منجمله از
حدیث مزبور و آیه ابناءنا و ابناءکم است **تنبیه** هرگاه این ثابت شد پس در کفر
فرق چهارگانه از محاربین جمل و نهروان و صفین و کربلا شکی نماند بچند دلیل اما عقل پس او
اوگذشت اما نقل پس متفق علیه اهل صحاح ست چنانچه در مسلم مرویست من
اراد ان یفرق هذه الامة وهی جمیع فاضربوه بالسیف و فی اخری اذا بویع
خلیفتین فاقتلوا الاخر یعنی هرکه اراده تفریق این امة کند بعد اجتماع ایشان

پس او را بشمشیر بزنید و در حدیث دیگر هرگاه در زمان واحد دو خلیفه را بیعت کرده شود
آخر را بکشید پس درینجا قتل این هر سه گروه واجب شد زیرا که خلیفهٔ منکر بر حق امیر المومنین ع بود و علاوه
بران آنحضرت از آل محمد بوده بر او خروج کردند **اما** اهل جمل پس ثابت است در او هر دو یا **بخاری**
در آخر کتاب الفتن در باب الفتنه قال ص لن یفلح قوم ولوا امرهم امرأة یعنی رستگار آن قوم
نیست که ولی امر ایشان زن باشد بعد این در احادیث دیگر است که مراد ازین امرأة عایشه است
اما خوارج پس در همه صحاح ست مخصوص **در بخاری** در باب علامات النبوة در ذو الخویصره
و قوم او که از خوارج بودند فرمود یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق
السهم من الرمیه الی قول سعید الخدری و اشهد ان علی ابن ابی طالب قاتلهم و انا معه
یعنی خوارج تلاوت قرآن میکنند ایمان یا قرآن از ترقوهای ایشان نمیرسد بر می آیند از دین چنانچه
بر می آید تیر از کمان سعید خدری میگوید من شهادت میدهم که ایشان را علی ابن ابی طالب کشته و من
با او بودم **و** از عایشه مرویست انهم شر الخلیفة یقتلهم خیر الخلق و الخلیفة یعنی
خوارج بدترین خلایق اند ایشان را بهترین خلایق و بهترین خلفا میکشد **اما معاویه** پس ثابت است
در حال او حدیث متفق علیه صحاح سته چنانچه در مسلم در کتاب الفتن **و بخاری** در باب
معاونة مسجد آورده قال رسول الله ص لعمار ستقتلک الفئة الباغیة تدعوهم الی
الجنة و یدعونک الی النار ای عمار زود باشد که گروه ستمکار ترا میکشد تو ایشان را بجنت میطلبی
و ایشان ترا بجهنم می طلبند **تنبیه** معاویه و قوم او را رسول خدا ص قوم ظالم و داعی الی النار
و اهل نار نامیده **علاوه** برآن در مسلم است که امر معاویه سعد قال ما منعک ان تسب ابا تراب
یعنی معاویه امر کرد سعد را که بر حضرت امیر ع سب نماید لعنت کن سعد وقاص قبول نکرد بسبب
وجود مناقب مذکوره که سابق دانستی **و معاویه** اول کسی است که سنت خود نهاد تا هزار ماه

که امیر المومنین ع را بر منبر بعد حمد خدا و نعت مصطفی نعوذ بالله لعن بر علی مرتضی کردند و بر خود او
رسول الله لعنت کرد چنانچه در مجلد ششم شرح نهج البلاغة در ذیل خطبه
عجالاش البابغه روایه کرده در محافل صحابه امام حسن ع فرموده انشدک الله یا معاویه
اتذکر یوما جاء ابوک علی جمل احمر وانت تسوقه واخوه عتبه هذا تقوده فرآکم
رسول الله ص فقال اللهم العن الراکب والقاید والسایق یعنی ای معاویه یاد کن روزی که پدرت
بر شتر سرخ سوار بود و تو او را پیش می بردی و برادرش عتبه مهار میکشید پیغمبر ص شما را دیده فرمود بار خدایا
لعن کن بر این سوار و سابق و قائد و در همین کتاب مرویست که رسول ع بر معاویه در هفت موضع
لعن کرده ا در طایف ب یوم العیر ج یوم احد که معاویه زیر کوه و آنحضرت بر بالای آن بودند
د یوم الاحزاب ه غطفان که یوم الحدیبیه و یوم الجمل الاحمر وابوه راکب علیه ز لیلة
العقبة وقفوا فی العقبة لیستنفروا ناقته وکانوا اثنی عشر رجلا منهم ابو سفیان ومعاویه
و آن دوازده نفر منافقین برای ترسانیدن شتر رسول ص منتظر بودند در آنها ابو سفیان و معاویه
بود و در ترمذی و مشکوة مرویست که مات النبی وهو یکره ثلثة احیاء ثقیف وبنی
حنیفه وبنی امیه یعنی پیغمبر ناراض مرد از سه طایفه از جمله آنها بنی امیه اند در شرح السنة
بغوی مرویست که پیغمبر در خانه ام سلمه بود فجاء علی فقال ع یا ام سلمه والله هذا قاتل
القاسطین والناکثین والمارقین من بعدی یعنی علی آمد پیغمبر ص فرمود ای ام سلمه بخدا قسم
این علی کشنده ظالمان و ناکثان و مارقان بعد منست اما قاسطان ظالمان گروه معاویه آیت
اما ناکثان گروه اهل جمل روس الشان عایشه و طلحه و زبیر اند که بعد بیعت آنحضرت نکث آن کردند اما
مارقان خوارج اند که از دین بر آمده اند اما یزید و فوج او بر او اکثر محققین لعنت میکنند برای آنکه
فرزندان رسول ع را بذلت و خواری کشت چون شارح عقاید نسفی نسبت بیزید میگوید

لا توقف فی شانه بل فی ایمانه لعنه الله علیه وعلی انصاره وعلی اعوانه یعنی توقف و شک
نداریم در ایمان او یعنی شک ندارم در ایمان نداشتن یزید لعنة خدا برا او و بر انصار او و بر اعوان
او باد والحمد لله دشمنان خدا و رسول صلعم مفتضح شدند

باب امامت علی بحدیث خم غدیر

بدانکه شاگرد بخاری صاحب ترمذی و صاحب مشکوة بجیند
سند روایه میکنند که قال النبی صلعم من کنت مولاه فعلی مولاه یعنی سید انبیا فرموده مولای
هر که منم علی علیه السلام مولای اوست در مشکوة از احمد حنبل از براء و از زید و غیر ایشان مروی است

لما نزل رسول الله صلعم بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین
من انفسهم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسه قالوا بلی فقال
اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمر
بعد ذالک فقال له هنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنة

خلاصه ترجمه رسول خدا بمقام خم غدیر از مرکب فرود آمده و دست علی گرفته فرمود آیا نمیدانید که من اولی ام بمومنین
از نفوس ایشان صحابه عرض کردند آری یا رسول الله یقین باز فرمود آیا نمیدانید که من مالک و صاحب
اختیارترم نسبت بهر مومن از نفس او صحابه عرض کردند آری یا رسول الله یقین از ان فرمود بار خدایا
مولا و صاحب اختیار هر کس که من باشم پس علی علیه السلام صاحب اختیار اوست بعد آن دعا فرمود بار خدایا
دوست دار هر که دوست دارد علی را و دشمن دار هر که دشمن دارد علی علیه السلام را پس اول کسیکه بعد این
تقریر بیعت علی علیه السلام کرد عمر بود و گفت گوارا باد ترا ای علی صبح و شام کردی در حالیکه مولای هر مومن و مومنه
شدی **تشریح مقام** مقتضی چند امر است **ا** این حدیث از اجله متواترات است چنانچه علماء اهل
سنت بالانفراد و مجلدات کبیره در رسائل مستقله در اسانید این حدیث نوشته اند چنانچه در
صواعق از احمد حنبل نقل کرده که سی کس از صحابه راو حدیث غدیر اند در **تاریخ الخلفا**

باب امامت علی بحدیث خم غدیر

ودر مشکوة در فصل ثانی قضا و قدر از عایشه روایت است قلت قال رسول الله صلعم ستة لعنتهم ولعنهم الله وکل نبی یجاب الزاید فی کتاب الله والمکذب بقدر الله والمتسلط بالجبروت لیعز من اذله الله ویذل من اعزه الله والمستحل لحرام الله والمستحل من عترتی ما حرم الله والتارک لسنتی

خلاصه شش نفر را من و خدا لعنت کرده و دعای هر نبی مستجاب است [illegible]

آورده که در رحبه حضرت امیر استشهاد کرد سی نفر از صحابه شهادت دادند که حدیث من کنت
مولاه بگوشهای خود شنیدیم از پیغمبر **کتاب الولایت** حافظ ابن عقده نوشته در
اسانید همین حدیث و دران یکصد و بیست و پنج طریقه این حدیث از یکصد و پنج صحابه ضبط کرده
طبری هفتاد و پنج سند نوشته **حافظ ابو نعیم** کتابی علیحده در همین نوشته و علماء دیگر
چون ابن مغازلی و میرزبانی و امثال ایشان بسیاری کتب را در اسانید این آورده‌اند پس انکار
تواتر آن انکار قرآن است **ب** معنی مولی در لغت بیست و یک معنی آمده چنانچه در اینجا ضبط میشود
ولی[۱] و مالک[۲] و غلام[۳] و معتِق[۴] و معتَق[۵] و صاحب[۶] و ابن عم[۷] و جار[۸] و حلیف[۹] و ابن
عم[۱۰] و نزیل[۱۱] و شریک[۱۲] و ابن اخت[۱۳] و رب[۱۴] و ناصر[۱۵] و منعم[۱۶] و منعم علیه[۱۷] و محب[۱۸] و تابع[۱۹]
و صهر[۲۱] **تنبیه** هرگاه این مقرر شد پس بدانکه در **مطالب السئول** ابن طلحه شافعی
بسط عظیمی در اینجا داده خلاصه مقال و اصل مآل او اینست که خداوند جل شانه علی را نفس
محمد قرار داده و خود پیغمبر صلعم هم علی را نفس خود شمرده و مرتبه هارونی نزد موسی بعلی ع پوشانیده
و اخوت حکمی با او بسته پس معنیکه ازین معانی مولی نسبت به پیغمبر ص صحیح و بجای باشد و اطلاق میشود
همان معنی بهمان جا نسبت بعلی ع هم اطلاق میشود **منجمله** آن پیغمبر ولی کل امت بود پس علی ع در اینجا
بجای پیغمبر ولی کل امت است زیرا که نفس رسول است **توضیح** مقالش در جائیکه پیغمبر ص
مالک امور خلق و ولی ایشان و سید و معتق و صاحب و ابن عم و جار و حلیف و نزیل و شریک
و رب و ناصر و منعم و محب باشد علی ع نفس رسول و مساوی او در همه امور است پس علی ع هم در همه
این مقامات بهمین رتبه و ولایت وارد و الله اعلم **و نیز** شیخ ابو الفرج در کتاب تذکرة خواص
الامه گفته هیچ یک معنی ازین معانی صحت نمی بندد غیر اولی بالتصرف **در نهایه** ابن اثیر در لغت
مولی گفته کل من ولی امرا فهو مولاه و بعد آن گفته والولایة بالکسر الامارة و بعد آن گفته

قال جمع علی ع الناس
فی الرحبة ثم قال لهم انشد
الله کل امرء مسلم سمع
رسول الله صلی الله علیه
و آله و سلم یقول یوم غدیر
خم ما قال لما قام فقام من
الناس ثلثون نفرا فشهدوا ان
رسول الله صلی الله علیه و آله
و سلم قال من کنت مولاه
فعلی مولاه قال قبل هذا
اخرجه احمد عن علی و ابی
ایوب و زید بن ارقم و عمر
و ذی مر و ابو یعلی عن
ابی هریرة والطبرانی عن
ابن عمر و مالک بن حویرث
و حبشی بن جنادة و جریر
و سعد بن ابی وقاص و ابی سعید
الخدری و انس و البزار
عن ابن عباس و عمارة و
بریدة و فی آثرها
تاریخ الخلفاء
سیوطی

ومنه الحدیث من کنت مولاه فعلی مولاه بعد آن گفته قال الشافعی یعنی بذلك ولاء
الاسلام بعد آن گفته وقول عمر لعلی اصبحت مولی کل مومن ای ولی کل مومن بعد آن گفته
ومنه الحدیث ایما امرأة نکحت بغیر اذن مولاها فنکاحها باطل وفی روایة ولیها ای متولی
امرها خلاصه ترجمه آنکه هرکه ولی امری باشد پس او مولی آن امر است و لایة بکسر واو بمعنی امارة وریاست
وازاین یعنی حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه است یعنی ولی هرکس وامیر هرکس منم علی امیر و والی اوست
وشافعی گفته مراد از مولی بودن حضرت امیر ولایة وریاسة دین اسلام است وقول عمر که ای علی مولای
هر مومن شدی بمعنی ولی هر مومن شدی وازاین باب است حدیث هر زن نکاح خود بغیر اذن مولای
خود کند یعنی بغیر اذن ولی کند باطل است ودر حدیث دیگر است که ولی زن متولی امر اوست سوال
مولا بمعنی اولی بر وزن افعل نیامده تاکه حدیث غدیر دلیل بر خلافت شود جواب در اشعار
عرب و قرآن آمده اما قرآن پس در حق منافقین میفرماید وماویکم النار هی مولیکم معناه
اولیکم باتفاق المفسرین یعنی جای منافقین نار جهنم است آن نار اولی بایشان باتفاق
مفسرین است پس در حدیث غدیر هم مولی بمعنی اولی است سوال در مولا معانی بسیار است
تخصیص آن بولی واولی ترجیح بلا مرجح است جواب اجمالی بدو وجه است اول در اصول
مقرر شده درجائیکه لفظ مشتمل معانی عدیده باشد استعمال آن بر همه آن معانی در یکوقت ممتنع
عقلی است پس تخصیص آن بقرینه عقلی جائز است بنا براین بقرائن عقلی ونقلی لفظ مولی را تخصیص
بولی واولی دادیم دوم بقرائن داخله وخارجه مولی را تخصیص دادیم اما قرینه داخله ما قبل
خود حدیث است و آن اینست آنحضرت اول فرمود الستم تعلمون انی اولی بالمومنین
من انفسهم مرتبه دوم تاکیدا مکرر فرمود الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من
نفسه پس این تقریر برای تفهیم مطلب بود بعد این آنحضرت فرمود من کنت

مولاه فعلی مولاه یعنی من کنت ولیه فعلی ولیه وجوبا وجزماً ثابت ومخصوص گشت
این تقریر همه معانی دیگر را برآورد بعد الحمد اما قرائن ومخصصات خارجیه بحدی اند که این رساله
گنجایش ذکر انها ندارد منجمله آن شیخ ابو الفرح ارشلنخ خود روایه میکنید فاخذ بید علی
فقال من کنت ولیه واولی به فعلی ولیه یعنی پیغمبر صلعم دست علی گرفته فرمود ولی
هرکس واولی بنسبت باوست من باشم پس علی ولی واولی باوست ابن معاذلی روایه کرد
من کنت مولاه فعلی مولاه من کنت ولیه فعلی ولیه یعنی مولای هرکس منم پس علی مولای او
وولی هرکس منم پس علی ولی اوست ثعلبی آورده هرگاه خبر غدیر منتشر شد حرث بن نعمان فهری
آمده عرض کرد هذا منک ام من الله فقال النبی وقد احمرت عیناه والله الذی لا اله الا
هو انه لمن الله ولیس منی شیء قالها ثلثا فقام الحرث فقال اللهم ما یقول محمد صلعم ان کان حقا
فارسل من السماء علینا حجارة او ائتنا بعذاب الیم فوالله ما بلغ ناقته حتی رماه الله
من السماء بحجر فوقع علی هامته فخرج من دبره ومات وانزل الله سال سائل بعذاب واقع
خلاصه آنکه این قصه غدیر از خدا است یا از تو حضرت بعد سوگند فرمود که من الله است حرث برخواست
وگفت بار خدایا اگر قول محمد راست است بر من از آسمان سنگی یا عذابی بفرست والله هنوز بناقه نرسیده که سنگی
از آسمان بکاسه سر رسید بجهنم واصل شد وسوره سال سائل نازل شد ودر مطالب السؤل این اشعار از حضرت امیر روایت است

محمد النبی اخی وصنوی	وحمزة سید الشهداء عمی
وجعفر الذی یضحی ویمسی	یطیر مع الملائکة ابن امی
وبنت محمد سکنی وعرسی	منوط لحمها بدمی ولحمی
وسبطا احمد ولدای منها	فایکم له سهم کسهمی
سبقتکم الی الاسلام طرا	غلاما ما بلغت اوان حلمی

واجب لی ولایته علیکم	رسول الله یوم غدیر خم
فویل ثم ویل ثم ویل	لمن یلقی الا له غدا بظلمی

واشعار حسان در باب حدیث خم غدیر مشہور اند کہ بعد الفراغ از بیعت از پیغمبر اذن گرفتہ

انشاء کرد این سالہ صورت نظم دارد	**اشعار**
ینادیهم یوم الغدیر نبیهم	بخم واسمع بالرسول منادیا
فقال فمن مولاکم وولیکم	فقالوا ولم یبدوا هناك التعادیا
الهك مولینا وانت ولینا	ولن تجدن منا لك الیوم عاصیا
فقال له قم یا علی فاننی	رضیتك من بعدی اماما وهادیا
هناك دعا اللهم وال ولیه	وکن للذی عادی علیا معادیا

باب امامت علی علیہ السلام بلفظ وهو ولی کل مومن بعد از تہ

در مشکوة در باب بلوغ الصغر از براء مرویست **و در بخاری** در باب عمرة القضا مرویست قال النبی لعلی انت منی وانا منك یعنی ای علی تو از منی ومن از توام **در مشکوة** در باب مناقب مرویست قال رسول الله ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن ومومنة یعنی رسول خدا فرمود بدرستیکه علی از منست ومن از علیم واو ولی ہر مرد مومن وزن مومنہ است **در ترمذی** مرویست تعاقد اربعة من اصحاب رسول الله فقالوا اذا لقینا رسول الله اخبرناه بما صنع علی فلما قدمت السریة سلموا علی النبی فقام احد الاربعة فقال یا رسول الله الم تر الی علی صنع کذا وکذا فاعرض عنه ثم قام الثانی فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الثالث فقال مثله فقام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیه رسول الله صلی الله علیه واله وسلم والغضب یعرف فی وجهه فقال ما تریدون من علی ما

وهو ولی کل مومن بامامت علی بلافصل

تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن من بعدی خلاصه
آنکه چهار منافق از اصحاب سوای مبان عهد بستند که نزد پیغمبر شکوه علی یکی بعد دیگر بکنیم پس اول
منافق برخاسته عرض کرد که علی چنین کرد حضرت اعراض کرد تا آنکه هر چهار منافق مطلب خود را ادا
کردند پیغمبر صلعم متغیر شده و غضب از پیشانی آنحضرت مینمود و سه بار فرمود چه اراده دارید از علی
بدرستیکه علی ع از من و من از علی ام و علی ولی هر مومن بعد منست **تشریح** مقام مقتضی چند امر
ثابت شد که در محضر نبی صلعم جماعتی از صحابه بغض و عداوت داشتند **و** بغض علی منافقیست
و اگر چنین جماعه خلافه از خانه نبی برکنند و فرزندانش را اعدا و کشند عجب نیست زیرا که بمحضر پیغمبر
عداوت علی ظاهر کردند و بعد وفات او در کینه کشیدن بالاولی اند **ب** علی منی و انا من علی ع
این تشریح آیه انفسنا است که خدا علی ع را نفس رسول صلعم قرار داده و سوید ان احادیث دیگر اند بعضی از
صحاح ضبط اند و می آید **و** در اینجا ثابت شد آنچه بر نبی صلعم جایز و شایع است بر علی هم جایز الا بر علی
اطلاق لفظ نبی الله جایز نیست پس ولایت و عصمت و علم ثابت شد **تنبیه** گاه اتحاد محمد
و علی ثابت شد بنحویکه این هر دو کانه نفس واحد اند بیین بدانکه **در ترمذی و مشکوه** مرویست
که اگر علی ع از پیغمبر غایب میشد پیغمبر صلعم بیتاب شده دعا میکرد اللهم لا تمتنی حتی
تریني علیا یعنی بار خدایا مرا ممیران تا آنکه بنمائی مرا علی ع را زیرا که چون علی جدا میشد گانه خود
را منفصل از بدن پیغمبر صلعم جدا میشد **ج** بر امامت علی ولی کل مومن **بعض علی** است زیرا که خود
پیغمبر سبب وصول و حصول امامت قبل اظهار مطلب بیان فرمود و آن اینست که علی از من و من
از علی ع ام **و** لفظ بعدی قطع دلیلیست بر ولایت علی زیرا که اگر مراد از لفظ ولی ناصر و محب
میبود لفظ بعدی بیفایده بود چه علی ع محب و ناصر در عهد آنحضرت و بعد ادهم بود بل در غیوبت هم بوجه
عینی ناصر و محب حاجت اعلام نبود اما بتقید بعدی و تصرف علی در امر غیر ثابت شد که مراد از ولایة ولایت

کافه خلایق برای علیؑ در وجود نبی نبود مگر بعد آنحضرت **سوال** چگونه قطع میشود که در اینجا مخصوص
ولایت مراد است **جواب** بدو وجه است | از خود همین حدیث که پیغمبر اول علت بیان کرد بلفظ علی
منی بعد آن فرمود علی ولی کل مومن بعدی یعنی چه پیغمبر ولی هر مومن است پس علی مساوی
و مثل نبی است و هرگاه مماثلت مابین اثبات کرد بعقب آن بیان کرد که علی بعد من ولی هر مومن
است منافقین مطلب فهمیدند **دوم** از اقوال ابن اثیر که ولی در لغت بمعنی متصرف و متولی امور است

هرگاه این ثابت شد پس ولایت علیؑ ثابت شد والحمد

باب النص بر امامة علی بلفظ لا یودی عنی

بدانکه در **ترمذی** مرویست

قال رسول الله صلعم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی یعنی پیغمبر فرمود
علی از منست و من از علیؑ و ادا نمیکند رسالت مرا مگر من و علی **و در ترمذی** در تفسیر سوره
براة مرویست ارسل النبی ببراءة ابابکر ثم دعی علیاً فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ هذا
الا رجل من اهلی او منی فاعطاه علیاً اباه یعنی پیغمبرؐ فرستاد ابوبکر را با چند آیات سوره براة
بعد آن علیؑ را طلبید و فرمود سزاوار این امر هیچ یکی نیست که ابلاغ کند مگر کسی از اهل بیت
من یا از من پس بعلیؑ داد و فرستاد **و در ترمذی** و همه تفاسیر مرویست بعث النبیؐ ابابکر
وامره ان ینادی بهولاء الکلمات ثم اتبعه علیاً فبینا ابوبکر فی بعض الطریق اذ سمع رغاء
ناقة رسول الله القصواء فخرج ابوبکر فزعاً فظن انه رسول الله صلعم فاذا
علی فدفع الیه کتاب رسول الله وامر علیاً ان ینادی بهولاء الکلمات یعنی
رسول خداؐ ابوبکر را با سوره براة بمکه فرستاد پس عقب او علیؐ را فرستاد که از ابوبکر آیات را گرفته
خود برود بر اهل موسم در مکه بخواند و علی از بین راه از ابوبکر آیات را گرفته بر اهل مکه خواند
والمارة بعلی داد **و در کشاف** و غیر آن مرویست ان ابابکر لما کان ببعض الطریق

باب النص علی امامة علی بلفظ لایودی عنی ص ۱۰

هبط جبرئیل فقال لا یبلغن رسالتک الا رجل منک فارسل علیا فرجع ابوبکر
الی رسول الله فقال یا رسول الله انزل شیئ من السماء قال نعم انتهی یعنی ابوبکر ببعض راه
نرسیده بود که جبرئیل نازل شده که یا محمد ص خدای علی اعلی میفرماید هرآئینه رسالت تورا
نمیرساند مگر مردی از تو پس علی را با سوره فرستاد و ابوبکر رجوع کرد و عرض نمود ای رسول ص
آیا چیزی در من از آسمان نازل شده پیغمبر فرمود بلی لایق ادای امور رسالت نیست مگر
علی ع **تشریح مقام** مقتضی چند امر است ۱ این قصه مراجعت ابوبکر و رفتن علی
بجای او از جمله متواترات است اهل تفسیر و سیر و تواریخ براین متفق اند ۲ ازین حدیث
ثابت شد که علی ع و محمد یک لیاقت و یک رتبه دارند پس لایق ادا و ابلاغ امور الهی و احکام
رسالت پناهی نیست مگر خود محمد ص و علی علیهم السلام لهذا در حضور وجود نبوی علی را خداوند عز
و جل فرستاد که تا قیامت کافه خلایق بدانند که بحضور افضل انبیا علی ع منصب نبوی را ادا و ابلاغ
ینبغی کرد و همین شخص بعد نبوی قیام امور نبوی میکند نه غیر او ۳ این نص جلی است بر امامت علی ع والحمد لله
زیرا که بعد نفی اثبات است و این را نحاة و اهل لغات حصر مینامند لقوله لا یؤدی عنی و لا
ینبغی الا انا او رجل منی و در قدسی لا یبلغن رسالتک الا رجل منک این تخصیص
سیدهد مبلغ و ابلاغ را و لفظ من دلالت دارد که علی ع پاره رسول بجای رسول ص است
تنبیه بوجود همچو نصوص محققین میگویند نبوت و امامت فی الواقع واحد است بجهت ختم نبوة
این صاحب منصب را در این زمان نام دوم مقرر کردند که امام و امیر و خلیفه و وصی و ولی باشد مگر بین
ج در ارسال ابوبکر را اول و برگردانیدن او و فرستادن علی ع بعقب او بجای ابوبکر علت غائی
دلیم بیانی بر هر ذی عقل و شعور مبرهن و از کرده آفتاب در وسط سما روشن تر است و آن چند
چیز است **اول** مردم بدانند که اجماع جهال بر اختیار امری باطل است زیرا که خود ایشان

عالم بحقیقت حال وکیفیت مال علاوه برآن معصوم من حیث الانفراد والاجتماع نیستند
سرور انبیا عقل کل ومعصوم بالکل واعلم جزو کل شخصی را منتخب برای ادای امری کرد منتخب
افضل بشر غیر منتخب برآمد دوم مردم تا قیامة بدانند که لایق ادای رسالة وقابل ابلاغ امر
ابوبکر نیست بل قابل آن علی ع است تا که بر مردم حجة قطع باشد که ابوبکر را برسالة نامه اول فرستاد
ودر اثنای راه برگردانید بحکم خدا واگر ابوبکر را خلیفه سازند چنانچه پیغمبر او را رسول خود ساخته
بود رسالت از و واپس گرفت پس همچنین امت هم خصوص اهل اجماع خلافة از او واپس
گیرند وخجالت نکشند زیرا که دران پیروی نبی ص است سوم قرا فیج یاده یا جهل آیه طفل
دبستان هم میتوانند کرد خصوص وقتیکه چنین اوستاد کامل او را آماده برقرارة کند پس
ابوبکر بنص احادیث حدیث قدسی لا یبلغ رسالتک لیاقت تلاوت آیها هم نداشت وحال آنکه بسیر
بی شعور بل طوطی بعد تعلیم او بر نطق ما نعلم قابل ادا و لایق تلاوت آیات است پس هر که قابل و لایق
این امر و مساوی طوطی هم نباشد او بالضرورة واجماع عقول لایق وقابل تعلیم اطفال
ابجد نیست قطع نظر از منصب رسالت وخلافة والحمد لله این ظاهر است خود میدانی وبعض
رموز دیگر بیان نکردم بجهة اختصار لایق این رسالة نیست واین نصوص اگرچه من حیث الورود
خاص اند اما من حیث المفهوم عام الی یوم القیام اند وکافیست در نص امامة علی ع همین حدیث
وارسال او بمکه وادای امر رسالت از دست علی ع ودر خود احادیث میدانی که مقید بزمان ومکان
نیستند سوال چرا در ارسال علی ع بعد ابوبکر ودر رجوع او این علت مباشر در نقص وابرام
عهود ومواثیق خود والی یا مثل او از اعزا و اقارب در عرب مخصوص شوده باشد جواب اجمالی
بچند وجه است اول این امر عام بود یا خاص اگر از واحد خاص بود پس کسیکه قابل امر واحد
بنص عالم الغیب نباشد او بالضرورة قابل امور عامه الهیه را نباشد وامامة ریاست امور عامه

خلایق من الله است **واگر** عام بود بین یا مر خاص که منصب نبوة در این زمان خلافت باشد بغیر اذن عالم الغیب بالضرورة لایق نیست **دوم** بسبب بریده شدن زبان تاویل و تنقیص این عذر ابرام و نقض عهود و مواثیق میشکردن که این عهود را متولی نیشود مگر وای یا اعز اقارب مثل او قاعده مختلفه من عند النفس غیر مقبول است بلا اثبات آن و بلا دلیلی بر آن **واگر** اینعذر را حقیقتی بود پس پیغمبر آن جاهل بود یا عالم و بعد علم ناسی بود یا تجاهل کرده باشد عیاذا بالله عن ذلک **و** ابوبکر چرا بر سید آیه در گردانیدن من چیزی بر من نازل شد پیغمبر فرمود بلی ع لا یبلغ عنی رسالتک الا انت او رجل منک واگر چیزی بود البته رسول اول همان عذر پیش میکرد و ابوبکر هم میدانست و از سبب برگشتن تفحص میکرد

باب النص علی امامة علی حدیث منزلة

باب النص بر امامة علی بحدیث منزلت بدانکه متفق اهل صحاح حتی بخاری هم چند جا اینحدیث را ایراد کرده که حضرت پیغمبر وقت تشریف بردن بجنگ تبوک علی ع را خلیفه خود بر مدینه ساخت قال علی یا رسول الله ص اتخلفنی فی النساء والصبیان فقال ما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی **در ترمذی و مشکوة** است قال النبی لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی خلاصه آنکه علی عرض کرد ای رسول خدا مرا میان زنان و طفلان میگذاری پس پیغمبر ص فرمود ای علی ع تو راضی باش تو از منی و تو نزد من منزلة هارون داری که نزد موسی داشت

تشریح مقام مقتضی چند امر است **ا** اینحدیث متواتر است احدی را مجال انکار نیست **ب** در عرض علی دو سه حکمت ظاهر است **یکی** ترغیب مجاهدین و تثبیت ایشان **دیگر** استظهار این منزلت **دیگر** محبت خدا و رسول بود منخواست که آنحضرت بغیر علی بجها درود و سلوک از آن کفار و منافقین صحابه آنحضرت را میان راه ضروری برای سلامتی معلوم است و قتیکه

علی ع از نظر پیغمبر ص غائب بشود و پیغمبر ص دست بدعا برداشت اللهم لا تمتنی حتی تریبی علیاً
بگو که این علی ع چگونه بغیر او آرام بیابد انت منی وانا منک فراموش کردی ج اینجا
نص جلی است بر امامة وعصمة وکمال مرتبهٔ او نزد خدا و رسول بنحویکه از عالم امکانی دیگر را
ممکن نشده لهذا علی ع افضل انبیا و ملایکه فضلاً عن الصحابه است اما اکملیت و افضلیت علی باین
جهة است که مشبه به نبی ص معصوم اعلم و اعقل و اکمل امة و کمل ایشان بود پس ثابت شد که علی ع
هم معصوم و اکمل امة و کمل ایشان و اعلم جمیع ایشانست پس افضل امت محمد است اما افضلیت او
از انبیا و ملایکه بجهة آنست که مساوی افضل خلایق محمد بن عبد الله است و مساوی افضل
خلایق است اما نص بر امامة علی ع باینجهة است که بدعای موسی اشرکه فی امری خدا
هارون را شریک نبوة موسی ساخته در حضور و وجود او متولی امور امة او و خلیفه موسی بر ایشان
بود پس علی ع هم شریک نبوة محمدی و خلیفه او در حضور و غیاب او است مگر در این جزو نبوت
که از حصه علیست او را امامة در این زمان میگوئید پس جمیع مراتب که هارون داشت علی دارد
و مصرح تعمیم لفظ استثناء الا انه لا نبی بعدی باشد پس آنچه از مراتب هارونی بر آمد اسم نبی
بر آمد که بر علی ع در زمان ختم نبوة اطلاقش جایز نیست و تشریح این مرام در کتاب معارف ناجیه و ناریه بتفصیل
بیان کردم و مؤید این مقام دعاء رسول خدا ص برای علی ع و جمیع آنچه موسی برای هارون خواسته

بقوله تعالی نا قلا عن موسی فقال واجعل لی وزیراً من اهلی هارون اخی اشدد به

ازری واشرکه فی امری وقال رسول الله ص واجعل لی وزیراً من اهلی علیاً
اخی اشدد به ازری واشرکه فی امری یعنی برادرم علی را وزیر من گردان و محکم ساز
وزارت علی برادر من پشت مرا و شریک ساز علی را در امر نبوة من بگردان اما اجابة دعاء موسی
بقرآن ثابت است بقوله تعالی اعطینک سؤلک یا موسی پس اجابة دعاء محمد هم بالضروره ثابت است

علی را بنصب با امر نبی است امارة

تفسیر ثعلبی وغیر آن را ملاحظه کن وتشریح این دعا بتفصیل در مطالب السؤل است اگر اراد قطع دلالت
این حدیث مسلم است اما بموت هارون در حضور موسی خلافة هارون فوت شد پس خلافة علی هم
بعد فوت نبی ما فوت شد جواب اجمالی آنکه هارون اگر در زمانه موسی نمیمرد پس نبوة هارون
باقی می ماند یا نه اگر باقی نمیماند پس عمومیت دعاء موسی اشرکه فی امری عبث واجابة بارئ
اعطیتك سؤلك یا موسی غلط وکذب خدا باشد این باطل بالضرورة است پس بقاء خلافت
هارون واجب بود در اینجا علی بعد محمد باقی پس خلافة محمدی در علی ع وآل او تا قیامة والحمد لله
باقیست **باب دوم امر نبی که علی را امارة دهید** آنکه در مشکوة
در باب مناقب عشره مخاطب اصحابه وعشره مبشره فرمود قال رسول الله وان تؤمروا علیا
ولا اریکم فاعلین تجدوه هادیا مهدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم خلاصه آنکه پیغمبر ص فرمود
ای صحابه وای عشره مبشره امارة بدهید وامیر وخلیفه خود سازید علی را ولکن نمی بینم که علی را امیر وامام خود میسازید
وفاعل آن باشید چه بیابید علی را هدایت کننده خلایق وهدایت یافته شده بذات خود ومیگرفت شما را
برطریق استوار ومحکم که در آن ضلالة وزوال نیست **در ترمذی ومشکوة** مرویست قال رسول الله
رحم الله علیا اللهم ادر الحق حیث ما دار خلاصه آنکه پیغمبر ص فرمود رحم کند خدا علی را
بار خدایا دائر کن حق را با علی ع بهر طرف که علی ع دور وسیر میکند در **ملل شهرستانی** و
صواعق وارد است قال علی مع الحق والحق مع علی یدور حیث ما دار یعنی علی ع
با حق وحق با علیست دور میکند حق بهر طرف که علی ع دور وسیر میکند **تشریح مقام**
مقتضی چند امر است **ا** خطاب بصحابه وعشره مبشره بصورت ایجاب برایشان عنایاست پس معلوم شد
که ایشان لایق وقابل امارة نیستند والا امر بدادن امارة بعلی ع پیغمبر نمود **ب** لفظ لا اریکم
فاعلین پیش خبری صریحیست بآنکه صحابه خصوصاً ثلثه خلافه بعلی نمیدهند **ج** صریح است

لفظ بعد وہ هادی یا مهدی یا بر آنکه علی ع هدایة یافته شده نبات خود پس مهدی هادی غیر میشود
و هر که خود نو مسلم باشد او محتاج بتکمیل و هدایة خود است غیر را چگونه امداد و اصابة بحق کند
چنانچه بدیهی است که جدید الاسلام قدیم الاسلام را چه تکمیل و چه تعلیم دهد و این معلوم است
که کل صحابه و عشره مبشره نو مسلمانان بودند خود شود کامل نشده بودند لهذا فرمود یا خذکم
الطریق المستقیم و این دلیل صریحیست که ایشان بطریق مستقیم هنوز نرسیده بودند و علی السلام
بر طریقه محکم میگرفت و ایشان خود را و غیر خود را بر طریقه محکم گرفته نمیتوانند این اشاره است بایه کریمه
افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یهدی الا ان یهدی فما لکم کیف تحکمون خلاصه
ترجمه آنکه کسیکه خود هدایت یافته غیر را هدایة بحق میکند او لایق و قابل اتباع است از کسیکه هنوز
هدایة نیافته او محتاج باهدا است پس هدایة نایافتگان را چگونه شما حاکم خود مقرر میکنید
در اینجا تفضیل مفضول باطلست پس خلافة غیر علی از خلفا باطل است و این دو حدیث
آخر نص صریح است بر آنکه حق با علی ع در هر حال سایر و دایر است چه در دعوا چه در قیام چه در
قعود چه در جنگ از او حق طرفة العین مطلقا جدا نمیشود و دلیل الخطاب این احادیث نص قاطع است
بر آنکه غیر علی قابل خلافة و بر حق در همه احوال نیستند و احب اشیا نزد اتباع علی ع است

باب محبوب خدا و رسول علی است

بدانکه متفق علیه صحاح است
حتی بخاری در چند موضع بچند سند و در مسلم است قال امر معاویة بن ابی سفیان
سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال ما ذکرت ثلثا قالهن له رسول الله
فلن اسبه لئن تکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله یقول
له وقد خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول خلفتنی مع النساء والصبیان فقال له
رسول الله اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی

وسمعت يقول لاعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال فتطاولنا
لها فقال ادعوا الي عليا فاتي به ارمد فبصق في عينيه ودفع الراية اليه ففتح
الله عليه ولما نزلت هذه الآية ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم
وانفسنا وانفسكم دعى رسول الله عليا وفاطمة ع وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء
اهلي خلاصه سعد وقاص را معاویه امر بلعنت مولینا ومولی المومنین علی ابن ابی طالب کرده عیاذا
بالله سعد انکار مطلق کرد بسبب استماع سه منقبت در شان او اول پیغمبر ص روز جنگ تبوک
علی را خلیفه بر مدینه مقرر فرمود پس علی ع عرض کرد که مرا میان صبیان و زنان میگذاری
پیغمبر ص فرمود راضی باش ای علی تو نزد من بمنزله هارون داری که نزد موسی داشت دوم روز جنگ
خیبر پیغمبر ص فرمود این رایت را بمردی دهیم که او خدا و رسول را دوست دارد و خدا و رسولش هم اورا
دوست دارند پس صحابه سینه هاییش کشیده و سرها بلند میکردند برای اعطاء رایت پس علی را با چشم درد
طلبیده حاضر شد بسبب آب دهان مبارک پیغمبر دفعة چشمهای او بهتر شده رایت با و داد پس فتح
خیبر بدست علی ع شد سوم هرگاه آیه ندع ابناءنا نازل شد رسول خدا علی و فاطمه ع و حسن و حسین ع
را بمعیت خود بمباهله برده دعا کرد که بار خدایا همین چهار نفر اهلبیت من اند در مسلم مرویست قال
يوم خيبر لاعطين هذه الراية رجلا يحب الله ورسوله يفتح الله على يديه قال عمر بن
الخطاب ما احببت الامارة الا يومئذ قال فتساورت لها رجاء ان ادعى لها قال
فدعى رسول الله علي بن ابي طالب فاعطاه اياها فقال امش ولا تلتفت حتى يفتح
الله عليك قال فسار علي شيئا ثم وقف ولم يلتفت فصرخ يا رسول الله ص على
ماذا اقاتل الناس قال قاتلهم حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
فاذا فعلوا ذلك فقد منعوا منك دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم على الله

خلاصه ترجمه آنکه روز خیبر پیغمبر ص فرمود هر آینه میدهم این رایة بدست مردی که خدا و رسول او را
دوست دارد و خدا و رسولش هم او را دوست دارد و میگشاید خدا این قلعه را بر دست او عمر
تمام شب خواب نکرد و گفت بخدا سوگند من امارة اینقدر دوست نداشتم مگر آن روز پس حرص مرا
پیدا شد انتظار کردم بامید آنکه مرا طلبد برای این امر پس علی ع را طلبید و رایة باو داد و فرمود
برو بطرفی ملتفت مشو تا که خدا بر تو بگشاید این قلعه را پس علی چند قدم رفته روی نگردانید
وایستاده ندا بلند کرد ای رسول خدا ص بر چه با ایشان قتال کنم حضرت فرمود بکش ایشان را تا کلمه طیبه
بخوانند هرگاه خوانند خون و مال ایشان بر تو ممنوع شد مگر بحق و حساب ایشان بر خدا است

در بخاری و مسلم از سهل بن سعد مرویست انه صلی الله علیه واله وسلم قال یوم خیبر
لاعطین هذه الرایة رجلا یفتح الله علی یدیه یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله فبات الناس یدوکون
لیلتهم ایهم یعطاها قال فلما اصبح الناس غدوا علی رسول الله کلهم یرجون
ان یعطاها فقال این علی ابن ابی طالب فقالوا هو یا رسول الله یشتکی عینیه
قال فارسلوا الیه فاتی فبصق رسول الله ص فی عینیه ودعی له فبرء حتی کان لم یکن
له وجع فاعطاه الرایة فقال علی یا رسول الله اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ
علی رسلک حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من
حق الله فیه فوالله لان یهدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم ملخص ترجمه
آنکه پیغمبر ص روز خیبر فرمود این رایة را بدست مردی میدهم که دوست خدا و رسول است و خدا
و رسول او هم دوست او اند پس تمام صحابه بمع گریزندگان در تمام شب از دحام آورده میان خود
میگفتند که کدام کس باین خلعة فرزا ممتاز میشود الحاصل فردا علی ع را طلبیده در چشمش آب دهان
خود پیغمبر ص انداخته در همان آن بهتر شده کانه نداشت پس رایة بعلی داد عرض کرد تا کجا قتال ایشان

کنم تا که مثل ما شوند پیغمبر ص فرمود بعد از ان برو تا که بساحت ایشان فرود می آی و ایشانرا دعوت
باسلام کن وخبر بده ایشانرا انچه برایشان واجبست از حقوق خدا واللہ اگر یکی هدایت بیابد
بهتر است مر ترا از شتران سرخ موی در **مسلم** در باب غزوه ذی قرده این حدیث را باز
آورده باین زیادتی وخرج مرحب فقال قد علمت خیبر انی مرحب + شاکی
السلاح بطل مجرب اذا الحروب اقبلت تلهب **فقال علی** انا الذی سمتنی امی
حیدره + کلیث غابات کریه المنظره + اوفیهم بالصاع کیل السندره +
فضرب علی راس مرحب + فقتله ثم کان الفتح علی یدیه ملخص ترجمه آنکه وقتیکه علی
بخیبر رسید مرحب یهودی چون کوه ثانی غرق دریای آهن بمبارزه او آمد و میگفت که من مرحب
قوی هیکل وتام الاسلحه شجاع مجربم امیر المومنین ع در جواب سخن او تحذیرا و اخبار کرد بانچه
او در خواب دیده بود که من کسی ام که مادرم شیر درنده وغرنده نامیده چون شیر نیستان هولناک کننده
اعدا و برنده ایشانم بعجلت بمکیال واسع وقتال او پس دفعة علی ضرب شمشیر بر سر مرحب زده
مرحب را بجهنم واصل ساخته و فتح قلعه خیبر بدست جانشین پیغمبر مفتوح شد ولله الحمد علی احسانه
تشریح مقام مقتضی چند امر است **ا** این قصه وفتح آن بر دست علی ع از اجله متواترات
ب معجزات بسیاری از سید انبیا ص در ینجا ظاهر شدند چون فردا محب خدا و رسول او واین را
فتح میکند همان روز واقع شد و در چشمهای علی ع لعاب دهان مبارک خود انداخته در همان آن به شد
تا مدة العمر علی ع چشم درد نکرد و علی ع را دعا کرد که از سرد و گرمی او را محفوظ دارد لهذا علی ع در
سرما جامه رقیق و در گرما جامه کلفت پنبه دار میپوشید و میفرمود که این دعا نبی است
ج امیر المومنین مخصوص گشت که علی ع محب خدا و رسول او و خدا و رسول او هم محب علی اند و حال
انکه هر مومن من حیث الایمان محب خدا و خدا هم بسبب آن محب است من این سبب شنیدن

این خبر فرحت اثر تمام صحابه در تمام شب بیدار و از دحام آورده با یکدیگر میشد که این امر بود و تمنای این خلعة میکردند خصوص عمر با این جهة پس ثابت شد که این حب و این محبوبیت امری دیگرا سنت که در کل صحابه و اقارب رسول و کل مومنین حاصل بل مستخیل بنوده ما در اینجا بالاجمال بیان میکنیم

تنبیه هرگاه این ثابت شد پس بدانکه محبت امر اضافیست انواع و اقسام دارد سببی و تکلیفی و خلقی و التزامی **اما محبة سببی** و آن اسباب دارد **قرابت** پس بوجود قرابة اصلاب و وصلت ارحام طبیعت بصورة ترحم مایل بسوی الاصلاب و ارحام میباشد پس بوجود مدارج قربی مایل باو میشود و لهذا شخص خود در مجاریب و مهاریب و مهالک می اندازد و اولاد و اکباد از چنین آفات و بلیات محفوظ میگذارد و در تفرح ایشان متفرح و در تالم ایشان متالم میشود و از این بابست که رسول خدا صلعم بر سمع شهادت حسنین علیهما السلام و بر فوت ابراهیم بی اختیار میگریست و میفرمود و لا نقول ما یسخط الرب و انا علیک یا ابراهیم لمحزونون یعنی ما نمیگوئیم چیزیکه موجب سخط خداوند میشود و لکن ما بسبب مردن تو ای ابراهیم محزونیم و از این بابست که عایشه و بریده مرویست احب النساء الی رسول فاطمة و من الرجال علی یعنی دوسترین اقارب از زنان برسول خدا فاطمه و دوست ترین اقارب از مردان علی بوده **محبة شهوانی** بان انسان مجبول است و آن امری وجدانی لازم بشری است که بشر بوجود آن آنچه ملایم طبیعت و موافق آن باشد میل بآن میکند چون میل با غذیه و باشربه و بازواج و از این بابست که پیغمبر صلعم بازواج میل میفرمود زیاده از همه آنها بخدیجه حتی بعد فوت خدیجه مرات و کرات از سیر و حالات خدیجه زیاده تر میذکر میشود حتی عایشه حسد میبرد **محبة صداقت** که بسبب حصول آن عنت صداقت واقع و تحریم و تعظیم او در دل ساطع میشود و از این بابست از مرویات **ترمذی و مشکوة**

ان الله تعم امرنی بحب اربعة انه یحبهم قیل یا رسول الله سمهم لنا قال علی منهم

بیان محبت سببی

له فایده مخزنه زمخشری و علیه ... و فی تفسیر ... الرحمن ... ودا ... در زیر آیه سیجعل الرحمن ... مودة و یحدث لهم فی القلوب مودة و ... یزرعها لهم فیها من غیر تودد منهم و لا تعرض للاسباب التی یکتسب بها الناس مودات القلوب من قرابة او صداقة او اصطناع معروف او غیر ذلک و انما هو اختراع منه ابتداء اختصاصا منه تعالی لاولیائه بکرامة خاصة کما قذف فی قلوب اعدائهم الرعب و الهیبة اعظاما لهم و اجلالا لمکانهم ... کشاف

ویقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان وامرنی بحبهم واخبرنی انه یحبهم خلاصه آنکه
پیغمبر صلعم فرمود من مامورم بحب چهار نفر صحابه عرض کردند نام ایشان بیان فرما حضرت
سه بار فرمود انها علی علی علی وسلمان وابوذر ومقداد است وخدا مرا خبر داده که او
هم ایشانرا دوست دارد **اما محبة تکلیفی** و آن عبارت است از آنکه خداوند جل شانه
کافه امت را امر و تکلیف فرمود بآنکه در قلوب خود سیل تام ورغبت مالاکلام بسید الانام
وبآل کرام او اکتساب نمایند بنحویکه فایق وزاید بر آن نسبت بجان واقارب وذوی الارحام
خود متصور ومتخیل بناشد پس از تحصیل آن بجان ومال ومآل فدای ایشان باشند واین فرض
عین بر هر فرد بیت وعلی آن صحیح نیست **و** مصداق آن کریمه قل لا اسئلکم علیه
اجرا الا المودة فی القربی ومن یقترف حسنة نزد له فیها حسنا یعنی بر ابلاغ رسالت
از شما معاوضه نمیخواهم مگر مودت قرابت من وهر که اکتساب حسنه یعنی مودة آل محمد کند زیاد
سکنیم ما ثواب این مودت را **وحدیث** احبوا اهل بیتی بحبی **وحدیث** والذی نفسی
بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم لله ورسوله یعنی ای امت من دوست داری
اهل بیت مرا والله داخل نمیشود بدل آدمی ایمان تا آنکه دوست دارد شما اهل بیت را برای
رسول او تعالی **اما محبة خلقی** پس این محبت را بعد استکمال خلایق با یمان ورسوخ آن
در قلوب ایشان خداوند جل شانه می آفریند بغیر تحصیل صداقت وقرابت وصناعت ومبرات
وغیر آن از اسباب دیگر از مودت این مخصوص برای تعظیم وتکریم اولیای اصفیای خود
چنانچه در قلوب اعداء خوف ورعب از اصفیا واحبا خود می اندازد **و مصداق**
آن کریمه ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا خلاصه آنکه
آنکه کسانیکه بعد تحصیل کمال ایمان جمیع اعمال صالحه واجب ومندوب را عمل آوردند

زود خدای مهربان مرایشان را مودت و محبت می آفریند **تنبیه** این محبتیکه برای ایشان
در مزرع قلوب بید قدرت خود کشت و پیدا میکند ایشان کدام اند جمهور **مفسرین** متفق اند که مراد
آل محمد اند چنانچه این کریمه خاصه در علی ع ابن ابی طالب نازل شده چنانچه نیشاپوری و ثعلبی و زمخشری
در **کشاف** ایراد کرده ان النبی ص قال لعلی اللهم اجعل لی عندك عهداً واجعل لی فی
صدور المومنین مودة فانزل هذه الآیة یعنی پیغمبر فرمود ای علی ع بگو تو بار خدایا بگردان
نزد خود برای من عهد امامت را و پیدا کن برای من در صدور و قلوب مومنین مودت و محبت را
پس این آیه نازل شد در **صواعق** وغیر آن مرویست ما من مومن الا و فی قلبه حب علی
واهل بیته یعنی هیچ مومنی نیست مگر آنکه در قلب او محبت علی ع و آل ع او آفریده شده است
و در جمیع **تفاسیر** در ذیل این آیه آورده اند اذا احب الله عبداً دعی جبرئیل فقال انی
احب فلاناً فاحبه فیحبه جبرئیل ثم ینادی فی السماء ان الله یحب فلاناً فاحبوه
فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض وینادی له یا اهل الارض ان الله یحب
فلاناً فاحبوه فیحبونه ملخص ترجمه آنکه هرگاه خدا بنده را دوست خود ساخت جبرئیل را میفرماید
من او را دوست دارم تو هم او را دوست دار پس بامر خدا جبرئیل ندا باهل آسمانها و باهل زمینها میکند
که شما هم فلانرا دوست دارید پس همه اهل آسمانها و مومنین از اهل زمین او را دوست میگذارند
اشکال عظیم هرگاه خدا محبت علی ع در قلوب ملائکه و مومنین می آفریند پس چرا در قلوب
خوارج و نواصب محبت علی را نمی آفرینند **جواب اجمالی** محبت علی ع بر دو قسم است یکی
تکلیفی و کسبی و کل مکلفین مکلف اند به تحصیل آن بکمال ایمان بل عین ایمان اول او را
حاصل میشود و هرگاه این مودة را مکلف اکتساب کرد پس از تحصیل این مکلف قابل و لایق
این مودة خلقیه عالیه میشود چنانچه طالب العلم در مبدا ازمان خود طلب علم و فنون میکند

جواب اشکال که چرا خدا محبت علی را در خوارج و منافق نمی آفرید

محبت الهی

پس از تحصیل مرتبه کمال و منتهیان او را ملکه و قوة استنباط حاصل میشود **خوارج** و نواصب از اوایل تحصیل این رتبه کسبی نکردند لهذا قابل ایجاد سوء ثانی که علامت بعدم رده و عدم ثابت او باشد نیستند **اما محبة التزامی** و آن عبارت است از لازم وجوب و اگردانیدن خدا محبة کسبی ذات مبارک خود **و** محبة میلان قلب بشیء و تنفر از ضدان است او قلب و جسم نسبت بخدا ممتنع پس محبة و بغض قلبی که از لوازم جسم باشد در خدا ممتنع ثابت شد **تنبیه** هرگاه این محبة التزامی ثابت شد پس این محبة التزامی متفاوت بحسب تفاوت اشخاص و اضافات میباشد **و** آن عام و خاص و اخص باشد اما اخص درجه منتهی دارد که فوق بر آن ممکن نیست و آنرا درجه خاتمیت میباشد **اما محبة عام** عبارت است از انکه ان العبد بعد تحصیل المعرفة یمیل قلبه میلاناما الی امور الالهیة حتی لا یفرط فی احادها یعنی بنده بعد تحصیل معرفة خدا میل مفرط در قلب او پیدا میشود بحدیکه امری از امور الهیه را ترک نمیکند و مرید و فاعل آن میباشد **اما محبة عام الهی** نسبت بعوام عباد عبارت است از انچه در **مطالب السؤل** گفته ان محبة تع للمؤمنین کارادته تعالی بلثابه و دفع عقابه عنه من جهة الایمان والاعمال فهذه الارادة بهذا المعنی رحمة فالمحبة اخص من ذلك خلاصه انکه محبة تع نسبت بعوام مؤمنین عبارت است از اراده الهیه بعطاء ثواب و دفع عقاب خود از مؤمن بجهة ایمان و اعمال او و این اراده محبة نامیده نشد در اصل محبة اخص از انست **اما محبة خاص** از بنده خاص عبارت از انکه در بنده بعد حصول کمال معرفة میلان قوی میشود که بسبب آن مانوس بالکل بعبادة و طاعة الهی میباشد بحدیکه هر فعل صعب او را سهل و اخف مینماید و فاعل هیچ نهی اگرچه منزهی باشد نمیشود **اما محبة خاص خدا** نسبت بعبد خاص عبارت است از کشف الحجاب عن قلبه و تمکینه من ان یطاء علی بساط قربه لیاخذ ما یوصف سبحانه بما یجوز لا بغلبه بلا ایقان فبذلك یتفوق علی کل فایق یعنی کشف حجاب میکند از قلب او و تمکین میدهم

اورا بر رفتار بر بساط قرب خود برا اخذ آنچه متصف است آن سبحانه تعالی از ثبوتی و سلبی بنحو یقین پس بحصول این مرتبه فایق تر میشود بر بر فایقی اما **درجه اول از محبة عبد خص** عبارت از عن

اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس والحضور والوحشة ممن سواه فتصیر هموم همًا واحدًا فیسهل له الیه الوصول یعنی در قلب سخت تر میلی پیدا میشود و آن میلان مؤید و موفق شده برخواسته و آماده شده یا بهی برکاب و ایما میباشد از این دار غرور فانی و نی عروج بعالم انس و حضور و انزوا و توحش از غیر او تعالی میکند پس تا مدت بقاء او ارادت و هموم او اراده واحده میباشد و وصول او بقرب تعالی آسهل میشود و در اینجا است قول علی ابن ابی طالب یلعب بالموت کما یلعب الصبی بثدی امه یعنی علی ع بموت بازی میکند چنانچه شیرخوار وقت شیر خوردن با پستان مادر خود بازی میکند و در همه تفاسیر در ذیل آیه فتمنوا الموت آورده اند که علی ع در معارک و مهالک خود را می انداخت و می فرمود یا بنی لا یبالی ابوک هل یسقط علی الموت ام یسقط علیه یعنی ای پسر که من پدر تو علی ع باک ندارد از آنکه من بر موت مشرف میشوم یا موت بر من وارد میشود و وقت شهادة فرمود فزت برب الکعبة یعنی رستگار شد بلقاء خدا و وصال او قسم بصاحب کعبه **اول درجه محبة مختص الهی** عبارت است

عن ما احسان مخصوص یلیق بحاله و تمیّز به عن جنسه بمزایا زایدة والنوایل العالیة من رضوانه واخص انعامه من الائه فبشمولها ینقاد له کلما اراده بارادة تعالی یعنی احسان مخصوص خداوندی لایق بحال بنده که بسبب آن ممتاز از اجناس خود با مزیتهای زایده و عطایای عالیه از رضوان الهیه و اخص انعام کبریائیه میباشد پس بشمول این الطاف ربانیه هرچه را اراده میکند بارادهٔ الهیه منقاد او میشود فاذا نادی تعالی نادیه فاذا دعاه اجابه واذا سئله اعطاه و اذا استعاذه اعاذه یعنی هرگاه ندا بخدا میکند خدا لبیک عبدی میگوید و هرگاه او را بخواند

اجابت او میکنند و هرگاه اورا سوال میکنند عطایش میکنند و هرگاه پناه او خواهد پناهش میدهم

اقول در اصل این اشاره است بآنچه اصحاب ما و غزالی و ابن طلحه و غیر ایشان روایت میکنند

از **قدسی** قال تعالی لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه فاذا احببته

کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به و یده الذی یبطش به و لسانه

الذی ینطق به و رجله التی یمشی بها و ان دعانی اعطیته و ان استعاذنی اعذته

خلاصه آنکه بنده که تقرب من بنوافل بجوید دوست او میشوم و هرگاه دوست او شدم پس سمع او میشوم

که بآن میشنود و چشم او میشوم که بآن می بیند و زبان او میشوم که بآن کلام میکند و دست او میشوم

که بآن سخت میگیرد و پای او میشوم که بآن راه میرود و **حدیث صوم** ان الصوم لی فمن صام لی

انا جزاءه یعنی هرکه صوم برای من میگیرد با صفت صوم پیدا میکند من جزاء صایم میشوم **و** وقتیکه او

میکند مرا عطایش میکنم و وقتیکه پناه میخواهد پناهش میدهم **اقول** اتحاد و حلول با جزاء خدا که در

کلام موهم است باطل است پس مراد نیست آنچه متصوفه و مجسمه در اینجا فهمیدند بل این اشارات اضافیه اند

چون من یطع الرسول فقد اطاع الله اطاعة رسول اطاعة خدا است پس بنده که نزد پادشاه غایة

قرب و مرتبه پیدا میکند دیدن و شنیدن و گفتن و دادن و زدن و رفتن العبد دیدن و شنیدن و دیدن

و گفتن و گرفتن و دادن و زدن و رفتن پادشاه است چنین اصطلاح الی حین در هر زبان

مستعمل است و **مشیر** مغایرت متم جو این حدیث است که سوال میکند عطایش میکنم و استعاذه میکند

نجاتش میدهم **تنبیه** حدیث یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله از باب مورث خاص است

لهذا اصحابه در تمام شب مضطرب و تمنای آن عمر میکرد **نتیجه** این حدیث از همان وقت ظاهر شد که علی ع

در خیبر که هفتاد نفر از تحریک او عاجز میشدند بیک حرکت از بیخ **کنده** و در را بر پل سپر گرفته میجنگید و در را

پل خندق ساخته و از خندق جست کرده و در ته خندق فرود آمده بر سر او ده نفر از آن لعین آن تخته در را پشت

خود چهل قدم دور انداخته و مرحد را گشته و در خانهٔ چهل و یکنفر صحابی در اول وقت افطار در یک روز

یاه رمضان افطار کرده و غیر آن بسیار انما **المحبة الخاتمیة** هی اخص الخواص عبارتست

عن قطع شواغله کلیة عن جمیع ما سوی الله و تطهیر باطنه عن کدورات الدنیا و رفع الحجب

عن قلبه و یستفیض باحوال شریفه و منایح سنیّة و مقامات عالیه و علوم ربانیة

من الآئه و لدنه تعالی حتی یحصل له من العلم عین الحق و الیقین کانه یراه و یری کلما

سواه بحیث لا یمکن الحصول فوقه و الوصول الیه لاحد من عالم الامکان غیره و هذه

الدرجة یسمی بالمحبة الخاتمیة لخاتم العارفین و ما زین لك بعد خاتم الانبیاء و

المرسلین خاتم الاوصیاء المرضیین امیر المومنین بقول النبی اللهم ائتنی باحب

الخلق الیك فجاء علی و قول امیر المومنین فی ملأ من الناس علی المنبر لو کشف الغطاء

ما ازددت یقینا **لحصول** ذالك الذی سمی الله تعالی لنبینا بحبیب الله و خاتم الانبیاء و

لمولینا علی امیر المومنین خاتم الاوصیاء و ولی الله خلاصه ترجمه آنکه محبة عبد خالص

عبارتست از آنکه کل شواغل غیر الله منقطع و باطن او از کدورات طبیعی و دنیا مطهر و مراد تمام حجابها

از قلب او مرتفع شده بعد طی عالم ناسوتی و ملکوتی و جبروتی و لاهوتی در عالم کمال وحدت رسید جان

لدنی و قرب تعالی شانه مستفیض بفیوض بهیه و حالات شریفه و عطایای سنیه و مقامات عالیه و علوم

ربانیه مکنونه را دفعة مستفیض شد و بعد حصول علم الیقین عین الحق و الیقین او را ثابت میشود

کانه حق را مشاهده میکند و سوای خدا از ثری تا سما بچشم سر می بیند بنحویکه فوق بر آن حصول

و وصول احدی را از عالم امکانی غیر خاتم الانبیا و الاولیا ممکن نیست و این درجه تامه را محبة

خاتمیه نامیده اند و باین درجه قصوی بعد خاتم الانبیا خاتم اوصیا علی مرتضی مشرف و ممتاز شده

و شاهد آن قول نبی است که بار خدایا بفرست نزد من دوست ترین کل خلایق را پس علی ع آمد

و جانور

دجا نور مشویه را هر دو خوردند و شاهد دوم قول امیر المومنین در مجامع مردم بالای منابر مکرر فرمود سلونی را و اگر کشف غطا شود در علم الیقین مرا زیادتی روی نمیدهد پس حصول این رتبه خدا محمد را حبیب الله و خاتم الانبیا و علی را ولی الله و خاتم الاصفیا و الاوصیا تا سیده اما محبة خاتمیة من الله الی العبد الخالص عبارتست من عنایة شریفة تامة من اخص الرضوان تعالی شانه حاویة لهذا العبد فیحصل له غایة القرب الذی لا یمکن فوقه ومثله لاحد سواه فیصیر تارة خلیفة الله فی ارضه وسمائه واخری مرتضاه ومصطفاه لنفسه فرضاه رضاه عنه وطاعته طاعته وادراکه ادراکه ویشیر الی ذلک القدسیة التی رواها ثقاة من الاخیار من حملة الاخبار انه تعالی یقول ان الصوم لی فمن صام لی انا اجزی بالمفعول وفی اخری صریح انا جزائه فهذه العنایة لمولینا علی حاصل فظهر له الخوارق ولو صح عنه انه قال علیه السلام انا وجه الله انا لسان الله انا عین الله انا ید الله انا قدرة الله وایضا ما فی الزیارات المرویة عن المعصومین علیهم السلام یا نفس الله القائمة ویا ثار الله فذلک تاویله ومعناه لا ما فهمه الصوفی الغوی الهوی بل ذلک اشارة الی القدسیة قال نعم فاذا جبته قتلته وانا قتلته انا دیته خلاصه آنکه این محبت تامه الهیه عنایت شریفه تامه از اخص رضوان تعالی شامل وحاوی عبد شده او را غایت قرب حاصل شده بنحویکه غیر او را مثل و فوق بران ممکن نمیباشد گاهی او را نایب و خلیفه خود در اهل آسمان و زمین خود میسازد و گاهی او را برگزیده برای خود میکند تا که بفراغت مشغول عبادت و مناجات او باشد چون سید الساجدین علیه السلام وقتیکه اینقدر رجه او را حاصل و ثابت شد رضا او رضا تعالی و طاعت او طاعت تعالی و ادراک او ادراک تعالی میباشد چنانچه شاهد اینمرام حدیث قدسیه مرویه حملة الاخبار از آثار و اخبار که خدا میفرماید بتحقیق صوم صفت منست یا عبادت برای منست هر که اختیار صوم کرد پس من خود جزاء او باشم و این عنایت نامه و رضوان خاص الهیه بعلی ع حاصل ع د لهذا خوارق عادات و معجزات اظهار از آنحضرت

مگر بظهور آمدند **و اگر** نقل این فقرات از علی ع صحیح نیشود که من وجه الله و من لسان الله و
من عین الله و من ید الله و من قدرة الله ام **و** آنچه در صحاح زیارات که از معصومین مروی است
السلام علیک یا نفس الله القائمة و یا ثار الله مراد از چنین فقرات تثبیت خلافت و [illegible] و غایت قرب
در منزلت است نه حلول و اتحاد و اجزا که صوفی غوی بهوای نفسانی فهمیده بل این اشارة است بحدیث قدسی
دیگر که نقل فرموده هرگاه بنده را دوست میگذارم او را می کشم و هرگاه کشتم او را پس خود خونبهای او عوض او میشوم
الحمد لله امیر بنیة بعد سید انبیا ص سید اوصیا حاصل شد و این خلاصه مقال و مآل جماعتی از محققین اصحاب ما
و از عامه چون غزالی و ابن طلحه و صاحب فصول المهمة است صورت تفصیل و تحریر آن بالکلیه در این رساله
نبود کفاک هذا ان شاء الله تعالی

باب احببت علی الی الله

بدانکه **در ترمذی**
و مشکوة بصورة اجمال و مختصر از انس روایت میکنند قال کان عند النبی ص طیر مشوی فقال اللهم
ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی هذا الطیر فجاء علی و در بعض احادیث وارد است
احب الخلق الیک خلاصه ترجمه آنکه نزد پیغمبر ص جانور بریان آوردند پس پیغمبر ص دست بدعا برداشته
گفت بارخدایا دوست ترین خلایق خودت را نزد من بفرست که با من این جانور بریان شده
را بخورد پس علی ع آمد و هر دو خوردند **تشریح مقام** مقتضی چند امر است **ا** این حدیث هم از
اعاظم متواترات است محال انکار آن احدی را ممکن نیست چنانچه **ابن مغازلی** شافعی در مناقب
بسی سند صحاح نوشته **و** در تاریخ بغداد بهفت سند **و ابن عقده** رساله منفرده در طرق حدیث
طیر نوشته از سی و پنج صحابی **و حافظ ابونعیم** زیاده از بیست و پنج صحابی **نوشته است** **ب**
در طیر مشوی و آرنده او بالجمله خلاف است که آیا از آخرت بود و آرنده او جبرئیل بود **و یا** طیر دنیا از هدیه
او زن انصاری یا مرد انصاری بود **اول** مختار اکثر امامیه است و تابع ایشان بعضی از محققین اهل سنت
در [illegible] **ثانی** مختار جمیع فرق اسلامیه است بهر کیف حدیث ثابت است **و بفرض ثانی** جمع ممکن

باب احببت علی الی الله

است که ناظرین آرنده طیر مشویه را بحسب قابلیت خود ادراک کردند چنانچه بعضی جبرئیل را بصورت خود

بعضی بصورت دحیه کلبی بعضی بصورة اعرابی مشاهده کردند پس اگر در اینجا هم بعضی بصورت

مرد انصاری یا زن انصاری گمان کرده باشند دور نیست **موید** آن است که سید انبیا باچنین سخاوت

و مروت چنان اهتمام فرمود که احدی از ازواج و انس دربان را شریک بالاتفاق نساخت و انس

حاضر بود چه غذا جنت آخرت در دنیا غیر معصوم نمیخورد و **مصرح** این مرام احادیث بطریق امامیه اند

اشکال بنا برین قوم موسی من و سلوی **و** قوم عیسی ع مایده سما چگونه خوردند و ایشان هم

بالضرورت غیر معصوم بودند **جواب** بلفظ سما دلیل بر بودن آن از جنت آخرت نیست و ملک

خدا مابین عرض و سما وسیع است از هر جا که بفرستد ممکن و بر خلق آن قادر است **دیگر** سقط و عیب

اکل ماکولات جنت جایع و شارب مشروبات آن عطشان ابدا نمیشود و قوم موسی و عیسی بعد

تناول آن جایع و عطشان میشدند **ج** درخواستن نبی علی را از خداوند بلفظ اللهم انتنی

باحب الخلق نص صریح است بر آنکه مرسل علی در حقیقت جناب باری بوده نه امر اتفاقی چنانچه مرویست

که پیغمبر مره اول دعا کرد علی ع بی اختیار بدر پیغمبر ص رسیده دق الباب کرد انس بلا انس علی را برگردانید

و مره دوم نبی ص دعا کرد باز علی ع از بی راه بی اختیار بدر نبی آمد انس گفت پیغمبر مشغول است

و مره سوم که نبی دعا کرد علی خیلی بی اختیار شده در نبی را فرو کوفت پیغمبر ص او را داخل خانه

کرد از سبب درنگ پیغمبر استفسار کرد علی ع گفت انس مرا دو بار گردانیده الحال بلا اختیار شدم

از انس سبب آن پرسید انس گفت و دعا شما دعا شنیدم که خدایا امیر را از انصار باشد بنابر نبی

فرمود هل فی الانصار احد افضل من علی آیا در انصار افضل از علی کسی است **و** لفظ احب

افضل تفضیل اصناف تخلق است و خلق جنس شامل است جمیع مخلوقات علوی و سفلی و اجرام

جسمانی و روحانی و نباتات و جمادات و ملک و جن و انس و نبی و صفی و وصی و ولی و صحابی را از ابتدا

خلق عالم تا اختتام آن **تنبیہ** ہرگاہ این ثابت شد پس بآنکه ثابت شد که علیؑ احب
جمیع الیہ است چه من حیث الانفراد چه من حیث الاجتماع باشد **بثبوت حب** ثابت شد
که افضل کل خلایق باشد **و** افضل نمیباشد مگر معصوم کامل زیراکه غیر معصوم افضل از معصوم
نمیتواند شد **و مؤید** این عمومات دیگر اند چون آیه انفسنا **و** آیه اولئک هم خیر البریة **و**
حدیث مرویه رازی وغیر اوست علی خیر البشر من ابی فقد کفر علی خیر البشر است منکر آن
کافر است **و** مرویه ابن مردویه وغیر او فی الخوارج عن عائشة سمعت رسول الله صلعم
شر الخلق والخلیقة یقتلهم خیر الخلق والخلیقة واکبرهم عند الله قربا ووسیلة خوارج
بدترین خلایق اند میکشد ایشانرا بهترین خلایق و بزرگترین ایشان عند الله از روی قرب و وسیله
و مرویه رازی در قتل ذی الثدیه قال رسول الله صلعم یقتله خیر البریة میکشد او را بهترین
اہل زمین یا بهترین خلق **و در رسالہ صراط المستقیم** آورده که وقتیکه پیغمبر صلعم دعا بدرگاه
خدا کرد می فرمود اللهم اغفر لمحمد بنبیك بعلی ولیك یعنی بار خدایا بیامرز محمد نبی خودت را بحق
علی ولی خودت **اشکال عظیم** رسولخدا باجماع امت افضل کافه خلایق است پس از تقریر که شما
کردید لازم می آید که علی افضل محمد است بطلان این ضروریست **جواب اقناعی** آنکه بموجب
آیه انفسنا **و** احادیث رجلا کنفسی **و** موجب انت منی وانا منك محمد وعلی کانه
شخص واحد است زیراکه علی مثل و مساوی نبی است پس تفضیل محمد تفضیل علی و تفضیل علی تفضیل محمد
علیهما السلام است **و** قطع نظر از این محمد باجماع امت افضل علی است پس بر آمدن رسول از این حدیث
احب بدلیل خارج است که اجماع باشد و سد الحمار احبیت و افضلیت و اکملیت و معصومیت
علی علی کل حال ثابت و قطع شد **باب اخوة علی بانبی** بدانکه در ترمذی
و مشکوة مرویست عن ابن عمر قال آخی رسول الله بین اصحابه فجاء علی تدمع

عیناه فقال یا رسول الله اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال
رسول الله انت اخی فی الدنیا والاخرة **وفی روایة ابن المغازلی** انما
اخرتک لنفسک الا تسرک ان تکون اخا نبیک **وفی روایة** لم یکن لک فیهم
کفو فاخرتک لنفسی انت اخی فی الدنیا والاخرة خلاصه آنکه ابن عمر میگوید که سید انبیا اخوة
بست میان صحابه کفو بکفو و مثل بمثل بعد علی آمد و حال آنکه آب از چشمهای او جاری بود عرض کرد ای
رسول خدا اخوت بستی مابین صحابه ولکن مابین من و احدی اخوة نه بستی پس رسول خدا صم فرمود تو برادر
منی در دنیا و آخرة ترا موخر گذاشتم برای نفس خود تو مسرور نمیشوی با آنکه برادر نبی خودی و در حدیث
دیگر است که مر ترا میان ایشان کفوی و مثلی نبود لهذا تو مرا برای خود موخر کردم تو برادر منی و من برادر تو
ام **تشریح مقام** مقتضی چند امر است | این حدیث هم از متواترات است چنانچه احمد حنبل در مسند
بشش سند **و** ابن مغازلی بهشت سند **و** ابو نعیم **و** ابن عبد البر به بسیار اسانید صحاح ضبط کرده اند
ب اخوة در اصل امر اضافی الی الغیر است بغیر وجود ثانی از کفو و مثل ثبوت اخوة مستحیل است
این امر بدیهی است حاجة استدلال ندارد **اما اخوت** عبارتست عن کون الشخصین المخلوقین
من اصل واحد بغیر فصل اصل بینهما یعنی خلقت دو شخص از اصل واحد بغیر فاصله و واسطه
بودن اصلی دیگر مابین این دو نفر باشد **تنبیه** هرگاه معنی اخوة حقیقی مقرر شد پس بدانکه
این اخوة ولادتی در اینجا منتفی بالضرورة بل بدیهی است **وانچه** در اینجا مراد است
دران علمای اسلام را سه قول است **مختار ابن طلحه** و رازی مع جماعتی این اخوة اخوة
حکمی است این عبارتست عن اجتماع لوازمها فمن جملة ذلک المناصرة والمعاضدة ولا
شفاق وتحمل المشقة عن صاحبه وامثال ذلک فعلی لوازمها یطلق الاخوة ومن هذا
الباب انما المومنون اخوة خلاصه آنکه مراد از اخوة در اینجا لوازم اخوت است پس از جمله لوازم سنت ۲

کہ یکی دیگرا یاری و معاونت و شفقت و تحمل مشقت میکند و امثال آن پس جمیع انچہ لوازم
باشد بر عین اخوان لوازم درینجا اخوۃ اطلاق شدہ چنانچہ مراد از آیہ انما المومنون اخوۃ ہمین است
و مختار جاعتی از محدثین اخوۃ ذاتی مراد است چنانچہ احمد حنبل در تائید این روایۃ کرد قال ع رئیت
علی باب الجنۃ مکتوب قبل ان یخلق السموات بالفی عام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی
اخو رسول اللہ خلاصہ انکہ پیغمبر فرمود دیدم بر در جنۃ نوشتہ بود پیش از پیدائش آسمانہا دو ہزار سال مستحق
عبادۃ خدای او احد و محمد رسول او و علی برادر محمد است **و حدیث** مرویہ احمد کنت انا و علی نورا
بین یدی اللہ قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم قسم ذلک النور
جزئین فجزء انا و جزء علی خلاصہ انکہ من و علی نور واحد بودیم پیش خدا قبل ایجاد آدم چہار
ہزار سال پس بعد خلق آدم آن نور دو حصہ شد یکی منم دیگر علی ع است **و ازین مضمون احادیث**
بسیار اند **و مختار محققین** از اخوت درینجا مشاکلۃ و اجتماع امر و فعل باشد لدلیل
قولہ تعالی ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین یرید بہا المشاکلۃ و الاجتماع فی الامر
والفعل ای مشاکلیہ فی الفعل و الامر و لقولہ تعالی و ما نریہم من آیۃ الا ہی اکبر
من اختہا ای من التی تشبہا و منہ المروی المومن اخ المومن ای یضاہیہ بدلیل قولہ
تعالی تبذیر کنندگان برادران شیاطین یعنی مشابہ ایشان در فعل اند و ترجمہ آیہ دیگر انکہ نا نمودیم
ایشان را آیتی مگر انکہ بزرگتر از خواہر او بودہ یعنی در امر و حکم شبیہ او بودہ و مراد از حدیث ہم ہمین است
کہ مومن شبیہ مومن است **اقول** اخوۃ باین ہر سہ معنی مراد درینجا است لہذا مفاخرۃ بار بار در ملا
عام حضرت امیر میفرمود انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ لا یقولہا احد بعدی الا مفتر کذاب
من بندہ خدا و برادر مصطفے ام بغیر من ہر کہ این بگوید مفتری و کذاب است **تنبیہ** بثبوت
این فرقی نماند میان محمد و علی علیہما السلام مگر در اسم پس محمد را نبی و علی را خلیفہ و وصی میگویند

قولہ تعالی ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ع و یجمع الجنین الا الاخرۃ
یرید بہ المشاکلۃ اذا کانت فی غیر الولادۃ کانت
المشاکلۃ و الاجتماع فی الفعل
کقولہ تعالی و ما نریہم من آیۃ الا ہی اکبر من اختہا ای من التی تشبہہا
و منہ المروی المومن اخ المومن
منہ دام ظلہ

والحمد لله باخوت این دو برادر خداوند مباهات بملایکه مقربین میفرمود چنانچه غزالی در احیاء

و ثعلبی و نیشاپوری و فخر رازی در تفاسیر در ذیل آیه و من الناس من یشری نفسه الخ روایة

کرده‌اند لما نام علی علی فراشه نزل جبرئیل عند راسه و میکائیل عند رجلیه و جبرئیل ینادی

بخ بخ من مثلك یا ابن ابی طالب یباهی الله بك الملائکة فنزلت آیة و من الناس الخ

یعنی بشب هجرت برگاه علی بر فرش پیغمبر خوابید جبرئیل نازل شد نزد سر علی و میکائیل نزد پاهای

علی بوده جبرئیل ندا کرده و گفت کیست مثل تو ای علی خدا مباهات میکند باخوت تو با ملایکه مقربین و این

مرتبه عالیه را احدی از امت مستفیض نشد

باب علی محلل در مسجد رسول است

بدانکه در ترمذی و مشکوة مرویست قال رسول الله لعلی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد

غیری و غیرك خلاصه آنکه رسولخدا مخاطب بعلی فرمود ای علی حلال نیست هیچکس را که جنب سازد خود را در این

مسجد غیر من و غیر تو تشریح مقام مقتضی امریست بدانکه در این حدیث مراد از مختار جمع عظیم

سنیان نیست که مراد از آن جواز عبور محمد و علی و رجال جنابت از مسجد نبویست چنانچه در خود ترمذی

و مشکوة از ضرار بن صرد نقل کرده‌اند که او گمان کرد معنی هذا الحدیث لا یحل لاحد ان یستطرقه جنبا

غیری و غیرك یعنی جنب راه تردد در این مسجد سوای محمد و علی علیهم السلام و مختار امامیه و جماعتی از محدثین

عامه قایل بعمومیت‌اند چه در خواب چه در بیداری چه عمداً چه شب چه روز چه رفتن چه نشستن چه اختیاراً چه اضطراراً

چه مجامعت با حلایل خود محمد و علی و آیمه عشر از آل آنحضرت در مسجد نبوی ماذون و محلل‌اند بجنابت و دلیل

اوّل عقل و آن اینست که ایشان سید خلایق و سلاطین ایشان من ابتدا اند پس عقل مقتضی است

که ایشان ممتاز بخصایص از دیگران باشند و از جمله خصایص ممتازه این یک خصلت و خاصیت

امتیازیه است دوم اجماعیست که پنجتن پاک بآیه تطهیر معصوم و مطهر از الواث و ارجاس صوریه و معنویه‌اند

پس مطهر در هر وقت و در هر مکان محترم ماذون و مجوز میباشد این جواز در مسجد بغیر غسل جنابه نص

بر طہارۃ ایشاں است و آیۂ تطہیر خاص تا ہمہ جواب آں سنت سوم خود انحدیث و لفظ آں تحنیب از
افعال بکسر ہمزہ بمعنی کردن فعل عمداً است لیس جواز وطی حلیلہ در مسجد مر ایشاں را دلیل قاطع دیگر است

چہارم حدیث مرویہ حافظ ابوزکریا در مناقب عباس از ابن عباس روایۃ کردہ قال رسول اللہ
صلعم ان موسیٰ سئل اللہ ان یطہر مسجدہ ولا یمر بہ جنب ولا یسکنہ الا ھو وھارون
وانی سئلت اللہ ان یطہر مسجدی ویحلہ لک ولذریتک مخاطب بعلی ع فرمود کہ موسیٰ طلب کرد
از خدا کہ مسجد او را پاک و پاکیزہ گرداند و در او جنبی نگذرد و ساکن نشود مگر موسیٰ و ہارون و منہم طلب
کردم برائے تو و برائے ذریۃ تو مطہر گردانیدہ حلال گردانید و **ابن مغازلی** مرفوعاً روایۃ سیکند ان اللہ امر موسیٰ
ان لا یسکن مسجدہ ولا ینکح فیہ ولا یدخلہ الا ھارون وذریتہ وان علیاً بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ علیہما السلام خلاصہ آنکہ خدا امر کرد موسیٰ را کہ در مسجد وحدہی ساکن نشود و وطی زنان
مسجد نکند و داخل در آن بی غسل نشود مگر ہارون و ذریۃ او و علی نزد من بمنزلۃ ہارون دارد کہ نزد
موسیٰ داشت منجملہ آن وطی در مسجد و دخول در حال جنابۃ و سکون در آن بہ جنابۃ غیر علی و امید احد عشر
از اولاد او نکنند تدبر کن اینمرتبہ را کہ در امتہ ہیچکس را نصیب ابدا نخواہد شد سر این امر بعد از این
واضح خواہد شد **باب در خانہ علی بطرف مسجد ابدا مفتوح**
باشد در **ترمذی و مشکوۃ** مرویست امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم بسد الابواب الا باب علی یعنی ہرگاہ مسجد رسول اللہ صلعم تیار شدہ بیس صحابہ درہای خانہا
خود بطرف مسجد نہادند بعد انصرام مدتی رسول خدا صلعم امر فرمود کہ درہای خود ہمہ خلایق بستہ کنند
مگر دروازہ علی ع بطرف مسجد مفتوح باشد و **در مرویات احمد زید ارقم است**
لما قال رسول اللہ سدوا ھذہ الابواب غیر باب علی فتکلم الصحابۃ وسمع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فقال علی المنبر فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی

فقال فیه قایل غیر الله ما سددت شیئا ولا فتحته ولکنی امرت بشیء فاتبعته
خلاصه آنکه رسول خدا ص هرگاه امر بسد ابواب کافه صحابه وافارب غیر باب علی فرمود صحابه تکلم در
این باب کردند پس پیغمبر را این سخن رسیده بالای منبر رفته فرمود که من سد بابی وفتح آن نکردم
مگر بامر الهی ومن رسول او وام متابعت امر او کردم ابن مغازلی از سعید خدری روایة کرده قال النبی ص
والله ما اخرجتهم ولا اسکنته ان الله عزوجل اوحی الی موسی واخیه ان تبوءا لقومکما بمصر
بیوتا قبلة واقیموا الصلوة وامر موسی ان لا یسکن مسجده ولا ینکح فیه ولا یدخله الا
هارون وذریته وان علیا منی بمنزلة هارون من موسی خلاصه ترجمه هرگاه صحابه رسول خدا
وفتح باب علی را در پیروی ال کردند پیغمبر در جواب ایشان فرمودند سوگند بخدا من صحابه را از مسجد بر نیاوردم
وعلی را ساکن و داخل آن نکردم بلکه خدا بموسی و برادر او وحی نمود که قرار دهید خود را بمصر خانها بدید
وخانهای خود را قبله گردانید وقیام نماز کنید وموسی امر فرمود که ساکن مسجد او ونکاح وطی در مسجد او
ولی غسل داخل او نشود مگر هارون وذریة او واین علی نزد من مرتبه هارونی دارد یعنی حکم علی حکم
هارون است در تاریخ الخلفاء قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلثا الین یکون لی
خصلة منها احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل وما هی قال تزوجه ابنته فاطمة وسکناه
المسجد لا یحل فیه ما یحل له والرایة یوم خیبر یعنی عمر گفت علی را سه خصلت داده شد
اگر یکی از آنها من بدهندم و دست تر بود مرا از شترهای سرخ سوی پرسیده شد چیست آنها گفت
ا زوجه او فاطمه زهرا است ب سکونت او در مسجد رسول الله ص مراحلال نیست در آن آنچه
علی را در مسجد حلال است ج گرفتن علم بدست در روز خیبر تشریح مقام مقتضی چنید
امر است ا فتح باب علی ع بمسجد از جمله متواترات است انکار از آن مکابره است ب
فتح باب علی ع وسد ابواب جمیع اقارب وصحابه از اعاظم مراتب واکابر منازل علی است که دیگر را

درین بضیبی بنیسن ج از حدیث عمر و تمنای او از حدیث ابن مغازلی لم آن ظاهر شد و معلوم
کرا صحابه باین فعل شکوه و ایراد در رسول ع کردند با وجود یکه صاحب و ما ینطق عن الهوی او را شنیدند این
دلیل بر ضعف ایمان ایشان در آنوقت است الهام سبحانیه بدانکه در اینجا چند امر ثابت شد ا ولادت
با سعادت حضرت امیر ع در عین کعبه واقع شده چنانچه اکثر امت بآن قایل و همین مشهور است چنانچه
جامی و ابن طلحه شافعی و صاحب الفصول المهمه مالکی و امثال ایشان نقل کرده اند و احادیث از یزید بن
قعنب و عباس و غیر ایشان صریح ناطق بر اند ب از این احادیث ثابت شد که آنحضرت یعنی علی در خانه خدا
ساکن مطلقاً محلل و مجوز بود این مرتبه احدی را از امت بل انبیاء سلف نصیب نشده و مریم که مریم وقت ولادت
از بیت المقدس کشیده شد ج سد ابواب کل اقارب از خانه خدا الی یوم القیامة غیر دروازه علی که تا بقاء
تکلیف مفتوح میباشد د وفات و شهادت علی در افضل از منه که عشره آخر ماه مبارک رمضان در افضل
اماکن که مسجد کوفه معبد کل انبیا در افضل عبادات که نماز باشد و در نماز افضل رکوع و سجود میباشد
در راه خدا واقع شده نتیجه آن علی احب کل خلایق الی الله است و سر در جمیع این است که علی مخصوص
است بنده نمای خانه زاد بود لهذا در کعبه ولادتش و در اعاظم مساجد و معابد محلل و ساکن بود و از خانه اقا
خود بر نیامد مگر بعد مردن کافیست در فخر علی بر آوردن مریم از بیت المقدس در وقت ولادت عیسی و در انفتاح دروازه
او الی بیت الله اشارت است بآنکه متمسک و متوصل این بنده خانه زاد خود واصل و موصول بلا انقطاع غیر الی الله است و قست
و از وصول و ایصال مانعی ندارد و در سد دروازه غیر علی از اقارب و اصحاب اشارة بآنکه متمسک غیر علی واصل
و موصل الی الله ابدا نیست تدبر کن مطلب بس زیاده بر این تفصیل گنجایش این رساله ندارد باب
در آنکه علی مخصوص باسرار خدا و رسول است بدانکه در ترمذی و مشکوة
از جابر مرویست قال دعی رسول الله ص یوم الطائف علیا فانتجاه فقال الناس لقد طال
نجواه مع ابن عمه فقال رسول الله ص ما انتجیته ولکن الله انتجاه وقال الراوی معنی

قوله الله انتجاه ان الله امرني ان انتجي معه يعني رسول خدا روز طائف علي را کناره کرده
در گوش او سخن راز میگفت صحابه گفتند که طول کشید راز پیغمبر با پسر عم خود علی پیغمبر ص فرمود که من علی را
خاص برای بیان اسرار و سخن سفم مختار و منتخب نساختم با خدا هم مخصوص با علی راز پنهان میگوید و برای آن
منتخب ساخت را و آن میگوید لعمرادا از راز گفتن خدا اگر چه بنسبت پیغمبر ص را امر فرمود که راز بعلی گفته شد با خدا
بواسطه نبی ص با علی همراز میشود **لتشریح مقام** مقتضی دوام است نسبت آ خدا و رسول او اسرار خفیه بعلی
میگفتند نه غیر او را چنانچه در صحیحین مروی است که روز متهم شدن عایشه پیغمبر ص با علی ع راز میگفت و از بقای
و طلاق عایشه با و مشاوره میکرد و از و رای میطلبید این مرتبه اگر در امت محمد ص احدی از اقارب و صحابه
فایز نشده که لیاقت اهلیت آن نداشته باشد و محل اسرار الهی و رسالت پناهی بوده باشد جز علی ع زیرا که مسلم بود و مبلغ
رسالت نیست مگر محمد یا علی چنانچه سابق بیان شد پس هر که محل اسرار الهی و رسالت پناهی
باشد او بالضرورة عقل کل و عالم بالکل و معصوم از زلل و خلل و مطهر از رجس و انجاس مع ربی و تعبوبیت
اکمل و مکمل باشد لهذا سلوني قبل ان تفقدوني بالای منابر در ملاء عام مکرر میفرمود **باب اتحاد**
محمد ص و علی بحدیکه نبی دعا میکرد بر آنکه در ترمذی و مشکوة مرویست
بعث النبي جيشا فيهم علي قال الراوي سمعت رسول الله ص وهو رافع يديه اللهم لا تمتني حتى
تريني عليا يعني سيد انبیا ص علی را بجهاد میفرستاد و بعد آن دعا میکرد که بار خدایا مکش مرا تا آنکه علی را
بمن زنده ننمائی **لتشریح مقام** مقتضی دوام است آنی بفراق علی ع مضطرب شده دعا میکرد
که مرا علی را زنده بنما برای آنکه نفس رسول الله بموجب آیه انفسنا و بموجب حدیث مرویه اخطب
خوارزم مخاطب بعلی نبی فرمود یا علی لحمک لحمي و دمك دمي وان الحق معك والحق على
لسانك وفي قلبك وبين عينيك والايمان لحمك ودمك كما خالط
لحمي ودمي الخ يعني اي علی گوشت تو گوشت من و خون تو خون من و حق با تو و

باب اتحاد محمد ص و علی بحدیکه نبی دعا میکرد

بر زبان تو و در قلب تو و میان دو چشم تو است و ایمان گوشت و خون تو شده چنانچه ایمان با گوشت
و خون من آمیز شده و بموجب یحب الله و رسوله علی ع همچنین جان خود را فدای رسول ص
همیشه سپر شده با همه احدی از صحابه و اقارب نرسیده و موید این حدیث مرویه در کتب
سیر چنانچه در مدارج النبوة است که در جنگ بدر و احد جبرئیل عرض کرد ای پیغمبر ص علی ع چه جانفشانی
پیغمبر ص فرمود علی منی و انا من علی و قال جبرئیل انا منکما یعنی چرا علی چنین نکند و حال آنکه علی
پاره از منست و من پاره علی ام جبرئیل عرض کرد که من هم سومی از شما دو برادر باشم ایراد
اخوت محمد ص و علی ع و الحسنین او الحسنین علی ع ثابت شد پس نکاح فاطمه ع چگونه صحیح است جواب
مراد از این عینیت و وحدة وجود نیست بل مماثلت و مشابهت عامه مراد است و مساوات مانع از صحت
ب سر و اینکه علی رسول آنست که ابلاغ نبوت و ادای رسالت نمی کند بعد نبی مگر علی چنانچه در حضور آنحضرت علی در ابلاغ
و ادای رسالت در مکه و در موضع دیگر کرده عابد سلام برپا نموده چنانچه از احادیث سلف صریح در بلاغ
پس مراد ازین دعای پیغمبر ص این است که باشد که بار خدایا بعد من هم علی را زنده باقی بدار تا که بعد من رسالت
و دین قویم تو باقی بدار و تدبر کن کلام نبی را که بقای علی را بنفس خود میخواهد چه بغیر این دو نفس
دین مبین نبود

باب دشنام علی دشنام سید انبیاست

مشکوة از احمد حنبل روایت قال النبی ص من سب علیا فقد سبنی یعنی هر که سب
علی کرد سب من کرد تشریح مقام مقتضی دو امر است اول آنکه مساوات علی با محمد در همه حال
بنصوص متواتره ثابت گردید پس سب علی و ایذاء او سب و ایذاء نبی ص بالیقین است و سب نبی
باجماع کافر و مرتد مخلد فی الدرک الاسفل من النار در قیامت شد دوم آنکه ساب علی بنی امیه کلا غیر
عمر بن عبد العزیز و بنی مروان قاطبه زن و مرد و اکثر بنی العباس و خوارج اند پس در کفر
ایشان شکی نیست اما ثبوت آن باجماع اهل سنت و سنان زد رجال و تواریخ و محدثین و باخبار متواتره

اما النصوص پس درکتاب صحیح مسلم است در باب مناقب علی مرویست که امر معاویة بن ابی
سفیان سعداً قال ما منعك ان تسب اباتراب قال اما ما ذكرت ثلثاً قال هن رسول الله
فلن اسبه الخ یعنی معاویه بن ابوسفیان امر کرد سعد وقاص را بسب ولعن امیر المؤمنین علی ع
سعد امتناع کرد از ان پس معاویه میگوید چرا لعن بر مرتضی علی نعوذ بالله نمیکنی سعد گفت سه چیز مرا مانع
از لعن کردنست که پیغمبر صلعم در علی ع گفته یکی آیه مباهله دوم آیه تطهیر در ایشان نازل شد دیگر حدیث منزلت
دیگر حدیث خیبر را اقول در اینجا صحیح است که معاویه بانی لعن مرتضی تا هزار ماه بوده و امر میکرد معاویه خلائق را
بلعن مرتضی علی و بعد حمد خدا و درود مصطفی خود و با مرا و وعاظ لعن او مقرر کرده میخواندند چنانچه
درکشاف وغیر او مفسرین در ذیل آیه ان الله یامر بالعدل والاحسان الی قوله وینهی عن الفحشاء
والمنکر والبغی الخ میگوید وحین اسقطت من الخطب لعنة الملاعین علی امیر المؤمنین علی
اقیمت هذه الایة مقامها ولعمری انها کانت فاحشة ومنکرا وبغیا ضاعف الله لمن
سنها غضبا ونکالا وخزیا لدعوة نبیه وعاد من عاداه انتهی خلاصه اینکه سنت معاویه تا هزار ماه
جاری بود که در کوچه و بر بازار و بالای منابر بعد حمد خدا و نعت مصطفی نعوذ بالله بر مرتضی ملعون لعن
میکردند و اول بانی آن معاویه بود و اول کسیکه این سنت سیئه چند روزی برهم زده و بجای آیه
ان الله یامر بالعدل والاحسان الخ وضع کرد عمر بن عبد العزیز بود زمخشری در ذیل سوره
میگوید سوگند بعمرم این لعنة ملعونان بر مرتضی کردن دشنام سخت و منکر اقبح و عدوان و طغیان در دین
بود زیرا که علی ع بموجب آیه انفسنا نفس رسول ص بموجب حدیث طیر احب کل خلائق الی الله
و خلیفة الله فی الخلق بود پس خدا و چندان کند عذاب و غضب و خسران و قهر و سیاست خود بانی و رضی
این لعن را بجهت اجابت دعا سید انبیا که فرمود بار خدایا دوست دارد دوست علی را و دشمن دار دشمن
علی ع را اما آل مروان پس لعن ایشان هم از کتاب مسلم صحیح مسلم از سهل بن سعد مرویست

استعمل على المدينه رجل من آل مروان فدعي سهل بن سعد فامره ان يشتم عليا فابى سهل
فقال اذا ابيت فقل لعن الله ابا التراب فقال سهل ما كان لعلي اسم احب اليه من ابا التراب
خلاصه آنکه حاکم مدینه مروانی بود سهل ساعدی را امر کرد بلعن و دشنام علی ع عیاذاً بالله سهل انکار کرد از آن
پس مروانی الملعون گفت اگر باسم علی لعن نمیکنی باین لفظ لعن کن که لعنت بر ابوتراب باد **تنبیه**
نزد محققین اهل اسلام و عامه اهل ایمان ع اسباب جواز بل وجوب لعن بر معاویه و بنی امیه و بنی
مروانیه و بنی العباس بسیار اند **اول** همین عداوت علی ع و لعن بر او موجب لعن معاویه و بنی امیه و آل مروان است
چه کسیکه بر نفس و بر خلیفه رسول و زوج بتول با ثبوت قرابت و صحابیت او با پیغمبر ص و ثبوت آیه تطهیر
در شان او لعنت کند لاعن بالضرورة ملعون است او ایضاً امر و راضی بآن **دوم** حدیث مرویه ترمذی
و مشکوة مات النبي وهو يكره ثلثة احياء ثقيف وبني حنيفه وبني اميه یعنی پیغمبر ص
وا و ناراض از بنی امیه و بنی حنیف و بنی ثقیف بود **و در اخبار** دیگر است که پیغمبر در قنوت
بر بنی امیه دعا بد میکرد **سوم** حدیث غدیر مروی در ترمذی و مشکوة است اللهم وال من
والاه وعاد من عاداه **و** زیاده براین دیگر احادیث است چون وال من والاه وعاد من
عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره والعن من خذله یعنی پیغمبر ص دعا کرد یا رخدایا
دوست دار دوست علی ع را و دشمن دار دشمن علی را و یاری کن هر که یاری علی کند و لعنت کن هر که
خذلان علی کند **چهارم** مرویه اخطب الخطباء محمد بن احمد مکی است که روزی معاویه مهار شتر ابو سفیان
میکشید در حالیکه ابو سفیان سوار بر او بود پیغمبر ص فرمود لعن الله القايد والمقود لعنت خدا بر این کشنده
مهار و بر این سوار شتر باد و باین مضمون احادیث بسیار اند **قول** تعجب سلیم که معاویه هزار ماه بر منابر لعنت
بر آنحضرت بنا داده خود هم میکرد پس بر این لعنت کننده نفس رسول ص و زوج بتول و موصوف
با حب الخلق الیک کسے لعنت نمیکند باقرار آنکه هر کس بخلیفه رسول و اصحابی را دشنام دهد او

باب منافق و مومن

ملعون است و در اینجا چشم پوشی دیده و دانسته خلایق میکنند چه علی اقرب و احب و خلیفه رسول و مطهر و معصوم باجماع بود نعوذ بالله من ذلک

باب حب علی ایمان و بغض او نفاق است

اما آنکه در ترمذی و مشکوة از سعد خدری مرویست کنا نعرف المنافقین نحن معاشر الانصار ببغضهم علی ابن ابی طالب یعنی ما قوم انصار در زمانه رسول منافق را بعداوت علی میشناختیم در ترمذی و مشکوة از ام سلمه مرویست کان رسول الله صلعم یقول لا یحب علیا منافق ولا یبغضه مومن یعنی رسول خدا میفرمود منافق دوست علی و مومن مبغض علی نمیباشد در ترمذی و مشکوة مرویست بعث النبی جیشین وامر علی احدهما علی ابن ابی طالب وعلی الآخر خلد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال البراء فافتتح علی حصنا فاخذ منه جاریة فکتب معی خالد کتابا الی النبی یشی به فقال قدمت علی النبی صلعم فقرء الکتاب فتغیر لونه ثم قال صلعم ما تری فی رجل یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله قال قلت اعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله وانما انا رسول فسکت خلاصه آنکه براء ابن عازب میگوید دو جیش را پیغمبر بجائی فرستاد امیر یکی علی و امیر دیگر خالد ولید مقرر شده بودند پیغمبر فرمود وقت قیام قتال علی امیر هر دو جیش باشد پس علی بعد افتتاح حصن جاریه را از بیان برای خود منتخب ساخت و خالد کاغذی مشتمل اخذ جاریه و حیلهای دیگر تحریر کرده بدست براء بن عازب نزد نبی روانه کرد بمجرد خواندن کاغذ مزبور پیغمبر را تغیر رنگ شد بصورت غضب فرمود چه رای داری در مردیکه خدا و رسول را دوست دارد و خدا و رسول او را دوست دارند براء گفت پناه میبرم بخدا از غضب خدا و رسول و یا رسول الله من قاصدم چه تقصیر دارم پس پیغمبر آرام گرفت در مسلم و مشکوة از حضرت امیر مرویست قال علیه السلام والذی فلق الحبة وبرء النسمة انه لعهد النبی الامی الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق یعنی سوگند بخدا ایکه

دانه را میشکافد و آدم را پیدا میکند که پیغمبر صلعم با من عهد بسته است که مرا دوست نمیدارد مگر مومن و بغض من
ندارد مگر منافق **تشریح مقام** مقتضی چند امر است اول آنکه ازین باب احادیث چنان بکثرت اند که حصر آنها
درین رساله منظور نیست **ب** آنکه ثابت شد که حضرت امیر علیه السلام و محبت او امتحان الهی برای خلایق است
تا که مومن بسبب او از منافق ممتاز شود چنانچه **حدیث** دیگر مروی است که یا رسول الله بکدام علامت مومن
شناخته میشود فوضع یده علی علی وقال بهذا فحبه یعنی دست خود بر علی نهاده فرمود باین علی
و محبت او مومن شناخته میشود **و بروایة اخطب** همدانی است لولا علی لم یعرف حزبی
ولا اولیاء رسلی یعنی اگر پای علی در وجود موجود نمیبود اخراب لشکر الهی و دوستان
انبیا میان خلایق معلوم و ممتاز نمیشد **پنجم** هرگاه ثابت شد که علی و محبت او علامت بل عین ایمان است
و بغض او عین کفر و نفاق است پس شکی نماند در کفر و نفاق معاویه و اخراب و اشکال او چون خالد
و لید چه ایشان از خدا دشمن دارد بموجب دعای پیغمبر صلعم وعاد من عاداه **و در مجلد رابع ابن الحدید**
از ابو مریم انصاری مرویست عن علی لا یحبنی کافر ولا ولد الزنا یعنی حضرت امیر میفرماید دوست
نمیکند مرا کافر و ولد الزنا

باب در آنکه علی شبیه عیسی بن مریم است ١٤

بدانکه در مشکوة از احمد حنبل مرویست قال رسول الله صلعم یا علی فیک مثل من عیسی ابغضته
الیهود حتی بهتوا امه واحبه النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیست له ثم قال علی یهلک فی
رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی و مبغض یحمله شنأنی علی ان یبهتنی **و فی اخر** محب غال
و عدو قال خلاصه آنکه رسول خدا فرموده ای علی در تو شباهتی بعیسی است آنکه یهودیان مادر او را بهتان عظیم بستند و
نصارا او را ابن الله و ابنیته خدا رسانیدند **و علی** فرموده در من دو نوع مردم هلاک میشوند محب مفرط
که تفریط در مدارج من میکند قایل بالوهیت من میشود **و** مبغض که بسبب عناد و عداوت من
از درجه خلافت مرا زیر می آرد برابع الخلفا و جماعتی بعدم خلیفه بودن من قایل شدند **و در**

حدیث دیگر از مرویات احمد رح است قال النبی صلعم والذی نفسی بیده لولا ان تقول

طائفة من امتی فیک ما قالت النصاری فی عیسی بن مریم لقلت الیوم فیک مقالا لا تمر بملاء

من المسلمین الا اخذ التراب من تحت قدمک الخ خلاصه انکه پیغمبر فرمود قسم بخدا اگر چنین

طایفه از امت من نمیگفتند آنچه نصاری بعیسی میگویند هر آئینه الیوم که روز فتح خیبر باشد در تو چیزی میگفتم

بین که عبور نمیکند شخصی از مسلمانان مگر آنکه خاک از زیر پای تو بر میداشتند از روی یمن و برکة **تشریح**

مقام مقتضی این است **بدانکه** پیغمبر صلعم در اینجا امت خود را سه **نوع** کرد محب مفرط مبغض متوسط

اما محب **مفرط** پس او غالی است چه علی ع را عینا مستقلا خدا دانند چه باتحاد چه بحلول خدا در علی

چه تفویض امور الهیت بعلی کند چون احیا و اماتت و ارزاق و تدبیر دوران بعلی قرار دهند چه علی را

افضل رسول صلعم یا نبی بدانند جمیع ایشان نزد اصحاب ما کفار و ضال و مضل اند تفصیل این مذا[?]

در کتاب معارف ملة ناجیه و ناریه داده ام زیرا که حضرت امیر را بدرجه خداوندی میرسانند آیا توبه

ایشان قبول است یا نه متفق اصحاب ما است که توبه ایشان قبول است **اما مبغض پس صاحب**

مرقات و لمعات میگویند که مبغض را وصف بافراط نفرمود زیرا که در بغض قلیل و کثیر از کبائر محرمه مساوی

است **پس کسیکه** در قلب او حسد و عناد باشد ولو قلیلا او در آخرة ناری است بموجب آنکه مودت علی ع از اعاظم

ضروریات دین است **و متواتر** حدیث فردوس جامع الاصول از ابن عمر وغیر اوست حب علی بن ابی طالب حسنة

لا یضر معها سیئة و بغضه سیئة لا ینفع معها حسنة یعنی حب علی ع حسنة است که ضرر نمیرساند

بسبب وجود او گناهی **و** بغض علی گناهی است که بفعل آن نفع نمیرساند هیچ ثوابی **و معلن**

عداوت علی ابنهم باجماع امة در دنیا و آخرة کافر است زیرا که آنچه ضروری دین است آنرا ترک کرد

لهذا خوارج و نواصب نزد مسلمانان کفار ناری محلل الدم اند **و لاعن** اهل بیت ع هم

مرتد کافر در دنیا ملعون و در آخرة ناری ابدیست **و** توبه عالم ایشان که با سلب[?] بیت باشد قبول نیست

و محارب علی انهم بالاجماع کافراست بموجب آنکه نعش و خلیفه رسولست و هر که بر خلیفه
رسول خروج کند کافر و ناری محلل الدم است لهذا اهل صفین و اهل جمل و اهل نهروان مقتول شدند
اما توبه ایشان قبولست یا نه اما غیر معاویه و عمر عاص نزد اکثر اصحاب ما قابل توبه بشرایط است
اما بودن ایشان از اهل نار بوجود صحاح در صحیحین بخاری و مسلم است قال رسول الله
ویحك یا عمار ستقتلك الفئة الباغية تدعوهم الى الجنة ويدعونك الى النار
ای عمار ترا گروه ستمکار و ظالم خواهد کشت تو ایشانرا بجنة میطلبی و ایشان ترا بجهنم میطلبند
این واقعه در صفین واقع شد عمار معاویه و اخرا او را بطرف علی میخواست و ایشان عمار را بطرف
معاویه میخواستند پس ثابت شد که معاویه عین جهنم و اخرا او ناری اند و علی عین جنت است در مجلد خامس
شرح نهج البلاغة ابی الحدید از امیر المومنین مرویست قال علی رأیت رسول الله صلعم
فشکوت الیه فقال هذه جهنم فانظر من فیها فاذا معاوية و عمرو بن العاص معلقين
بارجلهما منکسین ترضح روسهما بالحجارة یعنی حضرت امیر فرمود رسولخدا را در منام دیدم شکوه
بایشان کردم پیغمبر فرمود اینست جهنم ببین کیست دران دیدم معاویه و عمر عاص معلق بپایها سرنگون
بودند درحالیکه سرهای ایشانرا بسنگ کوفته ریزه ریزه میکردند اما بودن ایشان واجب القتل بموجب
حدیث متفق علیه صحاح سته است چنانچه در مسلم است قال النبی فمن اراد ان یفرق امر هذه الامة وهی مجتمعة
فاضربوه بالسیف وفی الاخر من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه یعنی هر که
اراده تفرقه این امت مجتمعه میکند او را بشمشیر بزنید وفی الاخر اذا بویع للخلیفتين فاقتلوا
الآخر یعنی هرگاه بیعت دو خلیفه کرده میشود خلیفه آخر را بکشید در مجلد خامس شرح نهج
البلاغة ابی الحدید از ابن مسعود مرویست قال رسول الله صلی الله علیه و آله اذا
رأیتم معاویة بن ابی سفیان یخطب علی منبری فاضربوا عنقه فقال الحسن ع فوالله

ما فعلوه ولا افلحوا یعنی رسولخدا صلعم فرمود وقتیکه معاویه بر منبر من خطبه بخواند گردنش بزنید حسن ع
گفت والله نه گردنش زدند و نه رستگار شدند و این فرقه معاویه و جمل و نهروان خروج بر امام زمان
خود کردند و تفرقه امت بعد اجتماع کردند واجب القتل و ناری اند **و دیگر** حربک حربی یعنی
ای علی ع جنگ تو جنگ منست و حرب رسول ص کفر و محاربه او در دنیا مجب محلل الدم و در آخرة ناریست پس محارب
علی ع و اصحاب محارب رسولخدا ص و ناریست **و دیگر** حرب مستلزم عداوتست پس محارب علی بسبب حرب
و عداوت کافر و ناریست پس فرقه **ثلثه** کفار ناری اند **و منکر خلافة علی** پس این هر دو قسم است
منکر عالم پس در کفر او نزد اکثر اصح ما در ناری بودن او در آخرة شبه نیست زیرا که تواتر اخبار
راد السنة ردیا تاویل کرد **و موید** این روایه **دیلمی و ابن مغازلی** است قال ص من ناصب علیا بعدی علی
الخلافة فهو کافر وقد حارب الله و رسوله ومن شک فی علی فهو کافر **وفی الآخر** انا و علی حجة الله
یعنی هر که نصب عداوت و جنگ با علی بعد من بر خلافة کند او کافر است و هر که شک در امامة علی کند او هم کافر است
چه من و علی حجة خدا بر خلایق ام **آیا** تو به این قبول است **آیا** نه اصح آنست که توبش قبولش است **منکر جاهل**
اگر چه قاصر در تحقیق حق باشد چه باتباع اسلاف خود بجهة حسن ظن نسبت بایشان شد یا بجهة ضعف
عقل باشد اصح آنست که نسبت ایشان در دنیا حکم اسلام است **او** در آخرة امر ایشان مفوض الی الله است چه
نار سپرد یا بعفو خود عفو ایشان کند اما **متمسک متوسط** او کسی است که علی را نه بدرجه اللعینت و نه بدرجه
تفویض رساند و تنزل و از اول درجه خلافة کند پس طرف اول غالیان و طرف ثانی اشنا خل النفاق
و متوسط ایشان امامیه اثنا عشر اند زیاده برین در این رساله گنجائش ندارد **تنبیه** از مرویه احمد
معلوم شد که در علی ع وصفی بوده است متحمل آن نمیشد مگر آنکه باللعینت علی گمان میکردند لهذا
بیان نکرده **باب علی ممتحن بالایمان است** بدانکه در ترمذی
و مسند احمد حنبل مرویست قال النبی صلی الله علیه و آله یا معشر قریش لتنتهن او

اولیبعثن الله علیکم من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن الله قلبه علی الایمان

قالوا من هو یا رسول الله فقال له ابوبکر من هو یا رسول الله وقال عمر من هو یا رسول الله

قال هو خاصف النعل وکان اعطی علیاً نعله یخصفها قال ثم التفت الینا علی فقال قال رسول

الله صلعم من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعده من النار خلاصه آنکه رسول خدا صلعم مخاطب بقریش

فرمود ای قریش درگذرید از دعوای باطل خود والا میفرستد خدا شخصی را که گردنهای شما را بشمشیر میزند

بر تحصیل دین و حال آنکه خدا او را امتحان کرده باشد برایمان صحابه پرسیدند این ممتحن بالایمان کیست

ابوبکر پرسید یا رسول الله صلعم این ممتحن کیست عمر پرسید این ممتحن کیست در روایة دیگر است که ابوبکر پرسید

این ممتحن منم حضرت فرمود نه عمر پرسید ممتحن بالایمان منم حضرت فرمود بل او دوزنده نعلین منست و در آنوقت

نعلین پیغمبر صلعم علی پینه میکرد و میدوخت **تشریح مقام** مقتضی چند امر است اول آنکه لفظ ممتحن

باتفاق محدثین بفتح تای فوقانیه مفعول بمعنی امتحان کرده شده لیس پیغمبر بلسان صاحب

وما ینطق عن الهوی ممتحن بالایمان باشد و مخاطب بکفار بحضر اصحاب ازروی مباهات بگوید البته در

امام و مکمل بودن او بغیر شکی اما نماند و **مصرح** آن احادیث بسیار اند از جمله آن و الایمان لحمك و دمك

کما خالط لحمی و دمی ایمان گوشت و خون تو شده چنانچه ایمان گوشت و خون من شده **در مدارج**

النبوة مع دیگر از اهل سیر و مغازی مرویست وقتیکه علی محازی عمرو بن عبدود شده نبی صلعم فرمود

برز الایمان کله بمقابلة الکفر کله حضرت فرمود یعنی علی که کل ایمان باشد بمقابله کفر کل که

عمرو بن عبدود باشد ظاهر شده متقابل کفر و ایمان است **تنبیه** به ثبوت این ثابت شد که زوال ایمان

علی و ضعف او ابدا ممکن نیست بخلاف غیر ممتحن **ب** استفسار صحابه و شیخین که ممتحن کیست آیا منم

و فرمودن حضرت که شما ممتحن بالایمان نیستند دلیل صریحیست برآنکه شیخین در ایمان خود شک داشتند

و **مصرح** این اقوال علمای سنیان و احادیث ایشان است اما از جمله علمای

جمهور ایشان غزالی در مجلد چهارم سر العالمین **و** در کتاب غنیه اورده که رسول خدا ص در لیلة العقبة
حذیفه یمانی را نامهای منافقین بیان فرموده لهذا حذیفه مشهور شد که صاحب سر رسول خدا
است **و** عمر بعد آن در تنهای از حذیفه دریافت میکرد و می پرسید که اسم من در منافقین پیغمبر آیا
نشمرده **و در بخاری** در دو جا در کتاب النبوة باب ابراهیم **و** در اوایل کتاب التفسیر آورده که پیغمبر ص
بعایشه رض فرمود قوم تو ای عایشه بنا کعبه را از مقام ابراهیم پست ترکردند عایشه رض گفت ای رسول خدا
چرا کعبه را بر مقام ابراهیم نمیسازی پس پیغمبر ص فرمود لولا حدثان قومك بالکفر یعنی میساختم اما قوم
تو اگر جدید الاسلام و حدوث و اظهار کفر نمیکردند **تنبیه** در این ثابت شد که آنحضرت خایف
از زدن ایشان بود **و متفق علیه** همه صحاح است چنانچه در مسلم در کتاب الفتن **و** در ترمذی در باب ابن صیاد
از عمر خطاب مرویست و خلاصه آنکه روزی پیغمبر ص و من برای ابلاغ حجة نزد دجال رفتیم و پیغمبر بعد ابلاغ
فرمود ماذا ترى قال ابن الصیاد یاتینی صادق وکاذب یعنی چه می بینی دجال گفت الحال نزد من
می بینم یکی صادق یکی کاذب است پس عمر گفت یا رسول الله گردن این را میزنم **و در حدیث** دیگر
است مرتبه دوم ابو بکر و عمر با پیغمبر ص نزد دجال رفته از مضمر قلبی انکشاف از دجال کردند دجال گفت که
شما لفظ دخ که عبارة از سوره دخان باشد در دل گرفتید **و** بعد آن پیغمبر ص پرسید الحال چه می بینی دجال
بطال گفت تختی را بر آب می بینم پیغمبر ص فرمود تخت ابلیس است **و** بعد آن پرسید چه می بینی قال اری صادقا
وکاذبین دجال گفت الحال می بینم یک صادق و دو کاذب را **تنبیه** در حدیث اول گفت یک
صادق و آن بالضرورة حضرت رسول ص است و یک کاذب و آن هم بالضرورة شیخ ثانی باشد **و** در حدیث
دیگر یک صادق و آن پیغمبر ص بالضرورت است او دو کاذب شیخین بالضرورة باشند چه در هر دو مرتبه
بغیر ایشان دیگری نزد او حاضر نبوده **جواب این ایراد** و با آنکه پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم
از دجال انکشاف حالش میکرد نه بصورة آنکه صادق باشد پس شهادة دجال نسبت به شیخین

قصهٔ عجیبهٔ دجال
شیخین بحضور پیغمبر
کاذب بودن

باطل شد زیرا که دجال فاسق است **جواب الجواب** بلی شهادة فسقه غیر مقبول است
اما انکشاف بنی از دجال عبث بود یا بیجه بحکمتی **و** اتفاق علما است که بمصلحة بود و آن
اظهار ساختن مخبرات دجال بود که این شخص بنهایة حذاقت در نجوم و سحر و تسخیر و قیافه و غیر آن
دارد تا که مردم از حذاقت و مهارت جادوی او با خبر باشند که در نبوة و الهیت قرار ندهند و نبی را اخبار
مضمر از لفظ دخ و از سر بریده روی آب گردیدن پیغمبر ص داشت که این ساحر مطابق واقعه خبر داد تسلیم او در زمان
بعدا از آینده کان حال برسید در مرتبه اول دو نفر بودند دجال گفت یکی صادق و دیگر کاذب است اینها اعم
بغیظ آمده اراده زدن دجال کرده بود **و** در مرتبه دوم دجال گفت دو نفر کاذب و یکی صادق است
پس این هم بالضرورة مطابق واقع بود و این سه نفر پیغمبر و شیخین بودند **و** موید قول دجال
قراین و براهین عقلیه و شواهد نبویه و سیر ایشانست پس کذب ایشان مقطوعی شد **باب**

باب اول مسلم علی است

اول مسلم علی است بدانکه در **ترمذی** مرویست اول من اسلم علی وهو غلام ابن ثمان
ستین و اول من اسلم من النساء خدیجة اول که اسلام آورد علی و حال آنکه او پسر هشت ساله
بود و اول کسیکه از زنان مسلمان شد ند خدیجه اول زوجه رسول الله ص بود **در ترمذی** ابو زید
ارقم مرویست اول من اسلم علی اول کسیکه اسلام آورد علی بود **تشریح مقام**
مقتضی امریست **بدانکه** مجمع علیه امت است که علی بن ابیطالب طرفة العین مشرک نبوده و غیر او
اقارب و اصحاب کل مشرک بودند **اما** خلاف در این است که در حال اسلام چند ساله بود نزد بعضی هشت
ساله **و نزد بعضی** ده ساله **و نزد بعضی** پانزده ساله بود اشهر و اصح آنست که ده ساله بود و
پیغمبر ص در آنوقت چهل ساله بود **سوال** اسلام طفل چه فایده دارد زیرا که غیر مکلف است پس عمل حسن و قبیح
از غیر مکلف ملغی و عبث است **جواب** فواید بسیار دارد اول آنکه دو زنان خود را در شرک و کفر نمیاید **ب**
اسبق اسلام را افتخار است و در آیه السابقون السابقون اولئک المقربون داخل است

باب اول نماز گذاران علی است

باب علی از مبشرین اهل جنت است

حج طفل عاقل ورشید از خانوادهٔ عالی اگر اولاً اسلام بیارد شوکت اسلام زیاد و تقویت او
میکنند بخلاف سیزی عقل که کم نام باشد زیاد نمیکند ایمان کسانیکه اونسالی و گر ضعف آیا نه نمی بیبی
که ازبو علی سینا مشهور است که در سن ده ساله فنون علوم را طی کرده پس علی حجة الله بود و او چگونه
کمتر از او باشد **باب اول نماز گذاران علی است** بدانکه **در ترمذی** مرویست از انس
قال **و** قال بعث النبیؐ یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثا **وفی اخری** عن السیوطی
قال علی صلیت مع رسول اللهؐ قبل الناس سبع سنین یعنی رسولخدا یوم دوشنبه مبعوث
بنبوة شد و علی نماز از یوم سه شنبه میخواند تا آنکه با رسولخداؐ هفت سال نماز میخواند پیش از همه مردم
تشریح مقام مقتضی امریست بدانکه مجمع علیه امر است که اول نماز گذار او اول مسلمانان علی ابن
ابیطالب است او **در سبی قبلتین** با پیغمبرؐ علی نماز خواندو **در لیلة الهریر** در جنگ معاویه عمرو
بن عاص خود از علی تا صبح بهر سجده صد تکبیر شمرده بود و بعد هر تکبیری دو رکعت نماز میخواند و یک تیر در
از فوج معاویه بجهنم واصل میکرد **در کشاف** ذیل آیه الا علی الذین هدی الله نقل میکند و حکی
عن الحجاج انه قال للحسن ما رأیك فی ابی تراب فقرأ الحسن الا علی الذین هدی الله ثم قال
علی منهم وهو ابن عم رسول الله وختنه علی ابنته واقرب الناس الیه واحبهم خلاصه آنکه
حجاج شقی از حسن بصری پرسید که رای تو در علی چیست حسن گفت علی از کسانی است که بهدایت خدا ایت
یافته و ابن عم رسول و داماد او و زوج بتول و اقرب خلایق و دوست تر ایشان به پیغمبر بود و زیاد بر
طول دادن دراین رساله گنجایش نیست **باب علی از اهل جنت است** بدانکه **در ترمذی
و مشکوة** از انس روایت قال رسول اللهؐ ان الجنة لتشتاق الی ثلثة علی و عمار و
سلمان یعنی رسولخدا فرمود که جنت مشتاق قدوم علی و عمار و سلمان است **در ترمذی و مشکوة**
از ابن عباس روایت است که در مبشرین جنة علی را شمرده بقولهؐ وعلی فی الجنة علی در جنت است

در ترمذی مرویست ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اخذ بید حسن و حسین ع

قال من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان یبتغی فی درجتی یوم القیمة

یعنی پیغمبر صا دست حسنین گرفته فرمود هر که این دو پسر من و پدر و مادر ایشان را دوست دارد

در درجه من روز قیامة میباشد تشریح مقام مقتضی امر و ید آنکه باجماع امة ثابت است

که پنجتن پاک از اهل جنة اند و آیة تطهیر در ایشان نازل پس معصومین را بشارت جنة منافی نیست

جایز است اما در تبشیر غیر معصوم خلافست جمهور اصحاب امامیه و جماعتی از معتزله جایز نمیدانند

زیرا که بشارة جنة بغیر معصوم مشروط بعدم وقوع معصیت از و تا وقت مردن است او و این ممکن

از غیر معصوم نیست و اخبار بغیر معصوم کانه اماده کردن معصیت و غرور باشد پس بعد بشارة اگر

بجنت نرفت کذب نبی لازم می آید و اگر رفت عاصی در حال عصیان بجنت رفت این خلاف

مطلوب است اما محقق نزد حقیر آنست که خدا حال کسیکه میداند که مثلا تا مردن بکمال در جمیع

عامل حسن و تارک قبیح بعد ایمان میباشد اخبار بجنة باو جایز است چنانچه بسلمان و

اباذر و عمار و مقداد و حذیفه و امثال ایشان داده شد والا فلا سوال از مبشرین

عشره اشخاص تسعه و اهل بیعة رضوان باعتقاد مسلمانان اهل جنت اند جواب بشارة عشره

تسعه بجنة و بشارة رضوان بعامه خلایق نزد امامیه صحیح ندارد بچند وجه اول از ایشان اشد

منکرات و اقبح مقبحات تا وفات ایشان بظهور آمد و بعضی از ایشان محدود در شریعة

و بعضی مرتد شدند چنانچه کتب سیر و حدیث و تواریخ از قبایح ایشان مملو اند پس تصدیق این اخبار

تکذیب مشاهده لازم می آید لهذا این اخبار بحسب خواهش نفسانی وضع شدند و نزد وعیدیه از معتزله فاعل قبیح از اهل

النار و نزد خوارج هر عاصی کافر است دوم اگر صحت اخبار اثبات میشود پس محمول بر خصوص

اشخاص میشوند یا مشروط بآنکه تا مردن مرتکب منافات نشوند باب علی باب

علمست بدانکه در ترمذی و مشکوٰة مرویست قال رسول الله انا دار الحکمة
وعلی بابها یعنی رسول خدا صلعم فرمود من خانهٔ حکمة ام و علی باب آنست در صحاح دیگر است
انا مدینة العلم وعلی بابها یعنی من شهر علمم و علی در آنست در مشکوٰة مرویست قال رسول
الله صلعم اقضاهم علی یعنی رسول خدا صلعم فرمود قاضی ترین خلایق علی است در مشکوٰة و ترمذی
مرویست قال علی علیه السلام کنت اذا سئلت رسول الله اعطانی واذا سکت ابتدانی یعنی
حضرت امیر علیه السلام فرمود هرگاه سوال مسئله از رسول صلعم میکردم آنحضرت عطا میکرد و هرگاه سکوت میکردم
پیغمبر سبقت در بیان میفرمود تشریح مقام بالاجمال مقتضی امریست بدانکه احدی
از دوست و دشمن انکار کرده نمیتوانند ازین امر که بعد رسول خدا صلعم مثل علی عالمی در دنیا آمده باشد
و لفظ سلونی و انا عالم المنایا والبلایا و علمنی الف باب یفتح من کل باب الف باب بغیر علی
گفته و در شان او آیه اذن واعیه نازل شده بخلاف مشایخ که در اوائل مسایل غلطی کردند
لولا علی لهلک عمر هفتاد و چند جا بزبانهای خود گفتند و آنچه ابوبکر در مدت العمر یاد از پیغمبر
کرد یکصد و چهار حدیث اند نووی در تهذیب و سیوطی در تاریخ الخلفاء آنها را ضبط کردند بلکه
جمعی منهم رازی و زمخشری روایة کردند که آیه اذن واعیه خاص در علی نازل شده و حضرت رسول
فرمود ای علی من سوال کردم خدا را که ان گوش یاد گیرنده گوش تو بکرداند پس حضرت امیر
فرمود لهذا من بعد آن گاهی فراموش نکردم و هرگز هیچ چیزی فراموش نخواهم کرد پس زمخشری
گفته اگر بگوئی که چرا اذن واعیه را بتوحید و تنکیر یاد کرده جوابش میگویم للایذان بان الوعاة
فیهم قلة ولتوبیخ الناس بقلة من یعی منهم وللدلالة علی ان الاذن الواحدة اذا وعت
وعقلت عن الله فهی السواد الاعظم عند الله وان ما سویها لا یبالی بابه وان ملأوا
الخافقین خلاصه آنکه یعنی بسبب اول برای ایذان انکه حفظ کننده در همه مردم کم است

کم است دوم برای توبیخ مردم که نهایة قلیل است کسیکه یاد کند از ایشان سوم مرا
دلالة آنکه کوشش واحد هرگاه یاد و تعقل و تعلم از خدا بلا واسطه نماید پس او سواد اعظم است
نزد خدا و ما سوای آمین سواد اعتبار ندارد اگرچه پر سازد عالم را ما بین خافقین امام رازی
در اینجا گفته علی علم کل و جزو تفصیل دارد سیوطی و جمعی دیگر روایة از ابن عباس کرده‌اند
که کل علم در عالم و آدم ده عشر هست نه عشر از ان مخصوص علی است و عشر دهم در کل عالم
و خلایق منقسم است و در ان هم علی شریک اعظم و اعلم است اقول پس چرا این شخص مکرر بر
منابر در مشاهد اعلام ملل و صحابه تبلیغ نکند بلفظ سلونی قبل ان تفقدونی و یقول انا
عالم المنایا والبلایا واوتینا علم الانساب وفصل الخطاب و یقول لو کشف الغطاء
ازددت یقینا **تنبیه** جمعی منهم ابن طلحه در مطالب السؤل و ابن ابی الحدید در شرح نهج
البلاغه گفته وما اقول فی رجل تعزی الیه کل فضیلة و ینتهی الیه کل فرقة و تتجاذبه کل
طائفة فهو رئیس الفضائل و ینبوعها و ابو عذرها و سابق مضمارها و مجلی حلبتها کل
من بزغ فیها بعده فمنه اخذ وله اقتفی و علی مثاله احتذی پس از ان فرمود که اشرف علوم
علم الهی و آن اصول دین باشد و شرف هر علم بحسب شرف معلوم میباشد و معلوم آن اشرف علوم
موجودات میباشد پس این اشرف علوم از آنحضرت ماخوذ کل و جز است اما امامیه پس انتهاء
بسوی او معلوم است و اما معتزله پس ایشان بواسطه واصل و او تلمذ هاشم بن محمد حنفیه دارد
و محمد از پدر خود علی تلمذ دارد اما اشعریه پس ابو الحسن اشعری تلمیذ جبائی و او از احد مشایخ
معتزله است و معلم ایشان علی عند الانتها میباشد و اما علم فقه پس آنحضرت اصل و اساس
او است و کل فقهاء از ملل اسلامیه عیال او است اما ابو یوسف و محمد و غیرهما از ابو حنیفه اخذ کرده‌اند
و اما شافعی پس او از محمد بن الحسن و او از ابو حنیفه اخذ کرده و اما احمد حنبل پس او از شافعی

پس فقه هر دو رجوع با بو حنیفه میکند اما ابو حنیفه پس او تلمذ از امام بحق ناطق جعفر بن
محمد صادق کرد و منتهای امام جعفر بواسطه آبا خود الی علی ع معلوم هر کس است واما مالک
بن انس پس او از ربیع الرای اخذ کرده واما ربیعه از نزد عکرمه وعکرمه از عبد الله عباس
اخذ کرده واما عبد الله پس تلمذ از علی دارد واما از فقهاء صحابه عمر وعبد الله عباس
این هر دو اخذ از علی کردند اما ابن عباس پس تلمذ او از علی ظاهر است اما عمر خطاب پس
هر کی میداند رجوع او را در اکثر مسایل و قضایا که بر کل صحابه آن مشکل می افتادی رجوع
بحضرت امیر میکرد ولولا علی لهلک عمر همیشه میگفت و ابن طلحه گفته اما علم تفسیر پس ایمه تفسیر
و سید و قدوه و مقدم و استاذ الاساتذه والمشار الیه عبد الله ابن عباس واز و همه اخذ
کردند وهو کان تلمیذا لعلی ومقتدیا به واخذا عنه ومستفیدا منه او یعنی ابن عباس
تلمیذ علی و مقتدی با و اخذ و مستفید از و است اما علم قراءة پس امام کوفیین عاصم بن
النجود که در دنیا قراءة او منشور است واو تلمیذ عبد الرحمن سلمی واو تلمیذ علی بود اما علم البلاغة
والفصاحة والادب پس کلام او ما فوق کلام الخلایق وما تحت کلام الخالق است احدی
انکار از آن ندارد تمام بلغا و فصحا داد از کلام سحر نظام او اقتباس مینمایند اما علم
نحو پس اول واضع او علی و با بو الاسود دو سه قواعد کلی تعلیم داده وامر در اثبات آن کرده اما علم
تصفیه باطن و تزکیه نفس پس مجمع ارباب تصوف و طریقه بر آنست که ما اخذ از و کرده ایم و خرقه
را از و یافتیم اما علم مکارم الاخلاق و حسن خلق و آن هم از و بغایة قصوی رسیده اما
علم زهد و ورع و تقوی پس سید اینها ابو ذر و ابو درداء و سلمان فارسی بودند و ایشان
تلمذ از و کردند اما دیگر کمالات پس همه متفق الرای اند که همه اینها بعد حضرت ختمی مآب در آن
جمع بودند حتی اعدا او انکار از و کرده نتوانستند

باب در تسمیه علی بابو تراب

بدانکه در بخاری است نزد سهل ساعدی مروی از امرا مدینه نزد منبر علی را بلفظ ابوتراب یاد
میکرد پس سهل خندید و گفت ما سماه الا النبی وما کان له اسم احب الیه منه فقلت ذاک قال
دخل علی علی فاطمة ثم خرج فاضطجع فی المسجد فقال النبی این ابن عمک قالت فی المسجد فخرج
الیه فوجد رداءه قد سقط من ظهره وخلص التراب عن ظهره فیقول اجلس یا ابا تراب یعنی
باسم ابوتراب علی را نام نهاده مگر پیغمبر و علی هم نامی دوست تر از آن نداشت چه روزی علی از خانه
فاطمه بر آمده در صحن مسجد خوابید گرد و غبار بدن او نشسته بود پیغمبر آن گرد را از بدن علی دور
کرده فرمود برخیز بنشین ای ابوتراب و وجه تسمیه ابوتراب دیگر نوشته اند که بشب زفاف علی با فاطمه بخانه
آرام فرمودند صبح بخانه ایشان پیغمبر تشریف برده استفسار حال از فاطمه فرمود فاطمه عرض کرد
یا رسول الله تمام شب حالتی از علی مشاهده کردم و ترسیدم پیغمبر فرمود چه فاطمه عرض کرد که از زمین
آوازها برمی آمدند و با علی زمین گویا سخن میگفت پیغمبر شکر خدا کرده فرمود بشارت باد ترا ای
فاطمه آنچه بر روی زمین واقع میشود زمین عرض حال خود بعلی میکند و او ابوتراب است
یعنی پدر زمین و بر زمین آنچه نیک و بد واقع میشود بآن علی را خبر میدهد و از مخالفان جامی
در شواهد النبوة هم نوشته و همین اصح و اقوی است در وجه تسمیه ابوتراب **باب تزویج علی با
فاطمه است** بدانکه در مشکوة از نسائی آورده قال بریدة خطب ابوبکر و عمر فاطمة
فقال رسول الله انها صغیرة ثم خطبها علی فزوجها منه بریده میگوید خواستگاری کرد ابوبکر
و عمر فاطمه را پس رسول خدا فرمود این صغیر است پس از آن علی خواستگاری کرد رسول خدا خطبه او
قبول فرموده بنکاح علی فاطمه را در آورد **اخطب و سمدا** زیاد کردند قال لولا علی لما کان
لفاطمة کفو یعنی اگر پای علی در عرصه وجود موجود نبود هر آینه فاطمه را کفو و مثلی در زو جهت
نبودی والحمد لله **لتشریح مقام** آنکه فاطمه بضعه رسول معصوم و مطهره صدیقه کبری محدثه

باشد چگونه عبد اصنام واوثان جرأت خواستگاری کرده توانند چنانچه سرور انبیا خود علة
آن بیان کرده پس واقعاً اگر علی ع نمی‌بود احدی از امة کفو فاطمه ع نبود زیرا که جزو بدن افضل
موجودات بود و عقد فاطمه ع خود خدا خواند و ملائکه مقربین را بران گواه گرفته و خلق من الماء
بشرا وجعله نسبا وصهرا در شان علی و فاطمه تفسیر شده صاحب فصول المهمة وکتاب آل ابن خالویه
وایضا ابن سیرین وصاحب صواعق در ذیل این آیه تفصیل عقد و زفاف فاطمه نوشته اند در
صواعق بعد بیان کیفیت عقد ایشان در تحت آیه ثانی عشر گفته ففی الآیة دلالة علی البرکة
فی نسل فاطمة وعلی وان الله یخرج منهما کثیرا طیبا وان یجعل نسلهما مفاتیح الحکمة و
معادن الرحمة انتهی خلاصه آنکه در آیه دلیل است بر آنکه خدا برکت میدهد نسل فاطمه را و ایشان
اولاد پاک کثیر خواهند بود و انسال ایشان کلیدهای حکمت و معدن رحمة خواهند بود چنانچه سوره
انا اعطینا در تکثیر نسل محمدی نازل است و در صواعق است که پیغمبر ص فرموده ذریة کل نبی فی صلبه
وذریتی فی صلب علی و فاطمة ذریة هر نبی در پشت اوست و ذریه من از پشت علی کرم الله وجهه
و فاطمه است **باب افضلیت فاطمه زهراء** بدانکه در ترمذی در فضل خدیجه
مرویست قال رسول الله ص حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران وخدیجة بنت خویلد
وفاطمة بنت محمد ص وآسیه امرأة فرعون خلاصه آنکه پیغمبر ع فرمود بس است ترا از زنان دنیا و
آخرة مریم دختر عمران و خدیجه بنت خویلد و فاطمه بنت محمد ص و آسیه زن فرعون در ترمذی
در ازواج نبی از عایشه مرویست ان رسول الله ص دعی فاطمة عام الفتح فناجاها فبکت ثم حدثها
فضحکت قالت فلما توفی رسول الله صلعم سألها عن بکائها وضحکها قالت فاخبرنی
رسول الله ص انه یموت فبکیت ثم اخبرنی انی سیدة نساء اهل الجنة الا مریم بنت
عمران فضحکت خلاصه ترجمه آنکه پیغمبر ص سال فتح مکه فاطمه ع را طلبید و سخنی در گوش فاطمه ع گفت

پس فاطمه گریست بعد آن سخنی دیگر بگوش او گفت فاطمه خندید عایشه میگوید بعد وفات
رسول خدا ص ازین گریه و خنده از فاطمه سوال کردم فرمود که پیغمبر اول مرا گفت در این سال من خواهم
مرد لهذا گریستم و مرتبه دوم فرمود که من سیده زنان اهل جنت ام سوای مریم پس خندیدم در بخاری
در باب علامات نبوة بعد سه ورق از عایشه مرویست اقبلت فاطمة تمشی کان مشیها مشی رسول
الله فقال النبی ص مرحبا یا بنتی ثم اجلسها عن یمینه او شماله ثم اسر الیها حدیثا فبکت
فقلت لها لم تبکین ثم اسر الیها حدیثا فضحکت فقلت ما رایت کالیوم فرحا اقرب
من حزن فسئلتها عما قال ص فقالت ما کنت افشی سر رسول الله ص حتی قبض النبی ص
فسئلتها عما قال فقالت اسر الی ان جبرئیل کان یعارضنی القران کل سنة مرة
وانه عارضنی العام مرتین ولا اراه الا حضر اجلی وانک اول اهل بیتی لحاقا بی فبکیت
فقال اما ترضین ان تکونی سیدة نساء اهل الجنة او نساء المومنین خلاصه آنکه فاطمه نزد
پیغمبر آمد رفتار او رفتار رسول ع بود پیغمبر ص فرمود مرحبا ای دختر من و بطرف راست خود او را جا داد
و با او همراز شد پس فاطمه گریست بعد آن باز همراز شد و فاطمه خندید و فرحناک شد پس عایشه از سبب آن
سوال کرد فاطمه فرمود من راز پیغمبر فاش نمیکنم پس بعد از وفات نبی ص باز از سبب آن سوال کرد فاطمه
فرمود که در اول پیغمبر ص فرمود در این سال من رحلت خواهم کرد تو ای فاطمه اول کسی از اهل بیت منی
ملحق بمن میشوی لهذا گریستم و در مرتبه دوم فرمود ای فاطمه تو راضی باش که توئی سیده زنان جنت
یا سیده زنان مومنین در مشکوة است قال یا فاطمة الا ترضین ان تکونی سیدة نساء
اهل الجنة او نساء المومنین متفق علیه پیغمبر ص فرمود ای فاطمه راضی باش توئی سیده
زنان اهل جنت یا سیده زنان مومنین در مسلم است فقال ص یا فاطمة اما ترضین ان تکونی
سیدة نساء المومنین او سیدة نساء هذه الامة در مسلم است فقال ص الا ترضین

ان تكوني سيدة نساء المؤمنين او سيدة نساء هذه الامة اي فاطمه راضي باشي
تو كه سيده زنان اين امتي و در ترمذي و مشكوة در مناقب حسنين از حذيفه مرويست قال رسول الله صلعم ان هذا
ملك لم ينزل الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة نساء
اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة خلاصه آنكه پيغمبر صلعم فرمود اي حذيفه اين
ملكي است كه گاهي قبل ازين بزمين نازل نشده از پروردگار رخصت يافته برا سلام كردن بر من و بشارت
دهد مرا بآنكه فاطمه سيده زنان اهل جنت و حسن و حسين عم دو سيد جوانان اهل جنت اند و در انجاح است و ديگر زيادا
ابوهما خير منهما يعني پدر ايشان افضل از ايشانست و در كتب ديگر است فاطمة سيدة نساء العالمين
در بخاري در باب مناقب فاطمه عم مرويست قال النبي صلعم فاطمة سيدة نساء اهل الجنة شرح
مقاصد هم مقتضي چنين امر است سيد بچند معني در لغت آمده از جمله آن جليل است چنانچه در صحاح گفته و يقال
سود قومه وهو اسود من فلان اي اجل منه عرب ميگويند سيد جليل ساختند فلان را و جليل تر از
فلان است و در مجمع البحرين است السيد الرئيس الكبير في قومه المطاع في عشيرته وان لم يكن هاشميا
ولا علويا و السيد الذي يفوق في الخير والسيد المالك ويطلق الرب والشريف والفاضل والكريم
يعني سيد در اصل لغت بمعني رئيس كبير كه مطاع قوم در عشيره خود باشد اگرچه هاشمي و علوي نباشد و
سيد كسيكه فائق در خير باشد و سيد مالك مجاز رب و شريف و فاضل و كريم را ميگويند پس هرگاه اين ثابت
شد پس همه اين معاني نسبت بفاطمه زهرا ثابت اند پس فاطمه با دنيا زنان رئيس مفروض الطاعه بين امت
و فائق بهتريت ايشان در دنيا و آخرتست و زنان همه زنان جنت در آن داخل و شامل اند پس ازواج نبي صلعم
بالضرورة داخل اند و اگر عائشه و حفصه و زنان مع [illegible] زنان جنت داخل باشند فاطمه سيده آنها هم در دنيا و
آخرتست پس فاطمه سيد النساء است زيراكه پدرش افضل انبيا و خلائق و مادرش خديجه سيده زنان است
پسر و ولد نطفه جزء والد است بالضرورة ميباشد پس فاطمه قطع نظر از بات خود و [illegible] شوهرش از

و در سیادت جمال ما را زیادتی سیادت داد و بدرجه قصوی سیده با انضمام سیادت خود ساخت که غیر او را ممکن نیست و دیگر
عقیدت ساخت آنکه او صیاء مرسلین علی واقع و فرع فاطمه دو سید شباب اهل جنة می باشند پس با سیادت خودش
سیادت اصلش که والدین باشند و سیادت فرعش که حسنین دو ولد او سید باشند و سیادة متعلقی او که زوجیت او
سید باشند همه ساخته سیادت فاطمه از درجه امکان برآمد بحدیکه فوق آن برادر سیدی زنان دنیا و آخرة ممکن نیست
تنبیه بثبوت این اسنا ثابت شد که فاطمه اکمل و اطهر و اجمع مناقب صوری و معنوی و افضل جمیع زنان
اولین و آخرین در دنیا و دین است **سوال** بنا بر اسناد شما لازم می آید که فاطمه افضل و اکمل جمیع انبیاء و اوصیاء
باشد زیرا که جزو بدن سید الخلائق والمرسلین است و او افضل کائنات بالاجماع است **جواب** ایشان بدو
وجه خارج اند **اول** بقرآن و باجماع رجال افضل از اناث اند **دوم** بخود همین احادیث تخصیص یافته
سیادت او یعنی فاطمه سیده زنان عالمیان است و وجوه دیگر اند **بلی** سیدة النساء بعد از انبیاء افضل رجالی
است که ایشان حجج الله باشند **ایراد** حدیث استثناء الا مریم دلیل است برآنکه فاطمه افضل از مریم
نیست و الا طرح حدیث صحیح لازم می آید و آیه اصطفاک علی نساء العالمین مقتضی آنست که
مریم افضل فاطمه است **جواب** مختصر چند وجه است **اول** بعقل و باجماع و نصوص ثابت است که اصل
فاطمه خیر المرسلین است پس جزو خیر المرسلین افضل از مریم و عیسی است پس فاطمه بالضرورة افضل از
مریم است مع مزیت فرع فاطمه که آن دو ولدش و شوهرش باشد **دوم** مریم از امة سلف بعده و نبی بوده
بالاجماع پس امت محمدی بموجب آیه کنتم خیر امة فاطمه امت محمد است و امت محمدی افضل از امم سلف است
پس فاطمه افضل از مریم است **سوم** آیه اولئک هم خیر البریة پس از خیر البریه خاصة آل محمد مراد میگیری
یا مراد امت تابعه آنحضرت **و** بهر دو تقدیر فاطمه افضل از مریم است اگرچه در بریه مریم داخل است **بلی**
جمعاً بین الادله عالمین بقول بعالمیان مریم باشند **و** بنا بر آن الف و لام عالمین معهود خواهند بود
اما لفظ الا مریم حدیث واحد است و احاد معارض دیگر صحاح متواتر نمیتوانند شد **سوال** جناب سیده افضل از

ایمہ احد عشر است بانہ **جواب** جناب سیدہ افضل از ائمہ ہدیٰ ہست زیراکہ اگر سیدہ در حال امامت ایشان
زندہ می بود البتہ آنحضرت بیعت ایشان میکرد و ایشا حجج اللہ در اعصار خود بر کافہ خلایق اند پس فاطمہ
ہم حجج اللہ بودند و متبوع افضل از تابع است پس ائمہ افضل از سیدہ اند جناب میرزا ابو القاسم قمی در جواب
سوال خود تصریح فرمودہ **ج** ازین احادیث ثابت میشود کہ خدیجہ کبری سیدہ زنان و حسنین سادات
جوانان جنتہ و مرتضی علی افضل ایشانست وللہ الحمد والشکر علی افضالہ و بیان سیادت حسنین میآید

باب فاطمہ زہرا بضعۂ محمدی صلعم ست

ا بہ انکہ در **مسلم** مرویست در مناقب فاطمہ ع
قال ص فانما ابنتی فاطمۃ بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا و یوذینی ما اذیہا فاطمہ پارہ گوشت من است
پس در تردد و رنج می اندازد مرا آنچہ در تردد و رنج اندازد و ایذا میکند فاطمہ را **در ترمذی و مسلم**
مرویست در مناقب فاطمہ ع قال ص فانما ابنتی فاطمۃ بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا و یوذینی ما اذیہا یعنی
تحقیق فاطمہ پارہ گوشت منست ایذا میکند مرا آنچہ او را ایذا میکند **در مسلم** مرویست ان
فاطمۃ بنت محمد ص مضغۃ او بضعۃ منی فانما اکرہ ان یفتنوھا خلاصہ آنکہ فاطمہ لخت گوشت
منست ناخوش دارم آنچہ او را مبتلا سازد **در ترمذی** در فضل فاطمہ مرویست فانہا بضعۃ
منی یریبنی ما ارابھا و یوذینی ما اذیہا **در بخاری** در باب مناقب فاطمہ مرویست قال ص فاطمہ
بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ پارہ گوشت منست پس ہر کہ او را بغضب می آرد
مرا بغضب آوردہ **در مشکوۃ** است یریبنی ما ارابھا و یوذینی ما اذیہا متفق علیہ **تشریح**
مقام آنکہ بضرورۃ عقل و نقل متواتر معلوم شد کہ فاطمہ زہرا پارہ رسول اللہ ص بلا واسطہ است
پس تعظیم و تکریم فاطمہ ع واجب و ایذاء و غیظ و غضب آوردن او حرام و مورث ایذاء رسول اللہ
است و ایذاء رسول موجب اجماع و قرآن ناری و ملعون ابدیست **اما** اجماع او معلوم ہر کس است
اما قرآن پس از جملہ آن ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و اعد

اللهم عذبا بامهينا خلاصه آنکه موذیان خدا و موذیان رسول صلعم را در دنیا لعنت خدا و در آخرت عذاب ذی اهانت آماده است **تنبیه** ایذار فاطمه و بغضب آوردن برای گرفتن حق او از فدک وغیر آن امری متواتر و معلوم صورت انکار و تاویل آن جایز و ممکن نیست زیرا که در تواریخ و سیر و حدیث حتی در **بخاری** در چند جا خصوص در غزوه خیبر **و در مسلم** در مجلد ثانی در باب حکم الفی بایں الفاظ

عائشه رضه مرویست ان فاطمة بنت رسول الله صلعم ارسلت الی ابی بکر تسئله میراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله علیه بالمدینة وفدك وما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول الله صلعم قال لا نورث ما ترکناه صدقة انما یاکل آل محمد فی هذا المال وانی والله لا اغیر شیئا من صدقة رسول الله صلعم عن حالها التی کان علیها فی عهد رسول الله ولاعملن فیها بما عمل به رسول الله صلعم فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمة منها شیئا فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذلك فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبی ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی لیلا ولم یؤذن بها ابا بکر وصلی علیها وکان لعلی من الناس وجه حیوة فاطمه فلما توفیت استنکر علی وجوه الناس فالتمس مصالحة ابی بکر ومبایعته ولم یکن یبایع تلك الاشهر فارسل الی ابی بکر ان ائتنا ولا یاتنا احد معك کراهیة لمحضر عمر فقال عمر لا والله لا تدخل علیهم وحدك ... قول علی مخاطبا لابی بکر ولکنك استبددت علینا بالامر وکنا نری لقرابتنا من رسول الله نصیبا حتی فاضت عینا ابی بکر فلم یکلم ابو بکر الخ خلاصه ترجمه آنکه بدرستیکه فاطمه میراث پدر خود رسول الله از فدک و غنیمت مال مدینه و خمس خیبر وغیر آن از ابو بکر طلب کرد و ابو بکر نداد و در جوابش گفت پدرت گفته مال متروکه من صدقه بر امر دم است نه میراث اقارب و اولاد پس با متناع ابو بکر فاطمه زهرا را غضب آمد بر ابو بکر پس مهاجرت ابو بکر نمود و کلام با او تا وفات خود شش ماه نفرمود بعد پدر خود شش ماه زنده بود و به وصیت فاطمه حضرت امیر فاطمه را نماز خواند و دفن شبانه فرمود بلی آنکه قبرش هموار گذارد و اطلاع با بو بکر و عمر و عثمان و امثال ایشان نداد

نداد زیرا که فاطمه وصیت آن کرده بود و تا حیوة فاطمه وجوه مردم توجهی بعلی داشتند اما بعد وفات
فاطمه توجه وجوه و عوام بالکل از علی برگشت و علی منا کرت ایشان مشاهده فرموده بمصالحه
ابوبکر و مبایعت او رضا داد و این شش ماه بیعت ابوبکر نکرده بود پس حضرت امیر ع ابوبکر را بخانه خود طلبید
درحالیکه ابوبکر تنها بغیر عمر بیاید **و بخاری و مسلم** میگویند که علی حاضر شدن عمر را مکروه میداشت
بجهة سخت دلی و تندزبانی او پس عمر ابوبکر را سوگند داد که بخانه علی بغیر من مرو ابوبکر
قبول نکرد بخانه حضرت امیر تنها حاضر شد حضرت امیر ابوبکر را شکوه ها کرد از جمله آن خلافت را گرفتی
و ما را کناره و منفرد ساختی بگمان صحابیت خود و حال آنکه ما حق خود میدانستیم بجهة صحابیت و قرابت
با رسول ص پس ابوبکر این سخنها را می شنید و میگریست **و بخاری و مسلم** میگویند بعد شش ماه بیعة ابوبکر
کرد انتهی ملخص ترجمه حدیث فدک **تذکره** درینجا چند امر ثابت شد **اول** دعوای فاطمه ع
بخمس و بفدک و میراث رسول خدا ص **دوم** ابوبکر تصدیق فاطمه نکرد با ثبوت آنکه در آیه تطهیر
خاصه فاطمه داخل و ابوبکر و عمر و جمیع صحابه بالاجماع غیر معصوم بودند کل صحابه عالم بآن بودند **سوم** فاطمه
بالکل از ابوبکر از دادن فدک و میراث او غضبناک بر ابوبکر و عمر شده تا وفات خود شش ماه غضبناک بوده غضبناک از ایشان
مرده حتی آنکه وصیت کرد که مشایخ بجنازه من و بقبر من اطلاع نیابند نعوذ بالله من غضب الفاطمة
و ایذائها **چهارم** تا بقاء فاطمه بالجمله وجوه مردم توجهی بامیر المؤمنین داشتند و بوفات فاطمه بالکل منکر علی
شدند **پنجم** تا شش ماه علی بیعة ابوبکر اصلاً نکرده بود و بعد این شش ماه لاچار شده و کل مردم را از خود منکر دیده
تن بمصالحه و بیعة ابوبکر تقیة داده تدبیر کن **ششم** حضرت امیر از حضور عمر مطلقاً ناخوش و ناراض بود زیرا که
بجوی کج رو و تندمزاج بود تشدید با اهل بیت نبوة میکرد **هفتم** شکوه حضرت امیر با ابوبکر بانکه خلافه حق من بود
تو گرفتی دلیل صریح است بانکه ابوبکر بغیر حق گرفته و حضرت معارضه او کرده لهذا تا شش ماه بیعة او طوعاً نکرد
پس اجماع هم بر خلافه ابوبکر منعقد نشد **هشتم** گریستن ابوبکر بشکوه حضرت امیر دلیل صریح است که خود را ظالم

وعلی وفاطمہ را درانوقت مظلوم دانستہ وخلافۃ وفدک را حق ایشان دانستہ والا میکرد

ہم سکوت ابوبکر وکلام نکردن وجواب ندادن او در ایراد اخذ فدک وخلافۃ دلیل قاطع است

کہ ابوبکر در اخذ خلافۃ وفدک ملوم علی ولا جواب شدہ لہذا جوابی نداده اقول عقلا نحل وعلماء ملل

از چنین فاضل شہیر وعالم نحریر فخر رازی در تعجب وتحیر اند زیرا کہ در تفسیر کبیر در ذیل آیہ وللذکر

مثل حظ الانثیین از جانب شیعہ غصبیت فدک ومظلومیت فاطمہ بادلہ قاہرہ باثبات رسانیده

جواب رکیک بل سفسطہ وانکار ضروریات بل کانہ انکار بدیہیات کرده والجواب ان فاطمہ رضیت

بقول ابی بکر بعد ہذه المناظرة وانعقد الاجماع علی صحۃ ما ذہب الیہ ابوبکر فسقط

السوال انتہی یعنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام بقضیہ فدک از قول ابوبکر راضی شد واجماع سنیان

بعد آن منعقد شد بر صحۃ آنچہ ابوبکر کرد محل ایراد دعوای فاطمہ وسوال او باجماع ایشان ساقط شد در

شرح مشکوٰۃ در ذیل اینحدیث عبد الحق میگوید مشکل ترین قضایا قضیہ فاطمہ زہرا است

اگر بگوییم کہ فاطمہ جاہل بود بحدیثیکہ ابوبکر نقل کرده بعید است و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق سماع

اینحدیث اورا نیافتاده بود پس باز ہم مشکل است زیرا کہ بعد آن از ابوبکر حدیث شنید پس چرا قبول کرد

این حدیث را و در غضب آمد و اگر غضب او پیش از سماع اینحدیث بود پس بعد سمع حدیث چرا از

غضب خود بر نگشت وحال آنکہ امتداد وطول کشید غضب او و تا زنده بود مہاجرت ابوبکر کرد واورا

اذن نماز نداد انتہی **باب فاطمہ احب اقارب بود بنبی وتعظیم او میکرد**

بدانکہ ترمذی ازعایشہ و بریده مرویست قالت کان احب النساء الی رسول اللہ فاطمہ

ومن الرجال علی خلاصہ آنکہ فاطمہ دوسترین زنان وعلی دوسترین مردان بر رسول اللہ است

در ترمذی و مشکوٰۃ مرویست کہ عباس عم پیغمبر از پیغمبر پرسید مع جماعتی دیگر یا رسول اللہ

ای اہلک احب الیک قال فاطمہ بعد کلامی پرسیدند ثم من قال علی ای رسول خدا ام کدام

١٠٦

یکی از اهل بیت تو نزد تو دوست تر است پیغمبر صلعم فرموده فاطمه بعد آن پرسیدند فرمود شوهرش
علی و دوست تر است نزد من **در ترمذی** از عائشه رض مرویست بل متفق علیه است قالت ما رأیت
احداً اشبه رسول الله صلعم سمتاً و دلاً وهدیاً برسول الله صلی الله علیه وسلم فی قیامها وقعودها من فاطمة
بنت رسول الله قالت وکانت اذا دخلت علی النبی قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه وکان
النبی صلعم اذا دخل علیها قامت من مجلسها فقبلته ثم رفعت راسها فبکت ثم کبت علیها فرفعت
راسها فضحکت فقلت ان کنت لاظن ان هذه من اعقل نسائنا فاذا من النساء الخ خلاصه آنکه
عائشه رض میگوید احدی شبیه تر برسول خدا نیست در سیرت و صورت و در رفتار و طریقه و حسن خلق و شمائل
در قیام و قعود دیگر فاطمه زهرا، و وقتیکه فاطمه نزد پیغمبر صلعم می آمد پیغمبر صلعم ایستاده باستقبال وی چند قدم
میرفت و او را بوسیده بجای خود جا میداد و پیغمبر صلعم هرگاه بخانه فاطمه میرفت او هم ایستاده شده بجای خود او را جای
میداد و می بوسید پس روزی فاطمه سر خود از زیر دهان مبارک پیغمبر صلعم بیرون کرده گریست بعد آن سر از
زیر برده بلند کرده خندید عائشه رض میگوید من یقین داشتم که فاطمه عاقلترین زنانست **تشریح**
مقام مقتضی است مزید آنکه هرگاه ثابت شد که فاطمه پاره از بدن رسول الله است پس این مستلزم
احبیت الیه است ثبوت این نتائج از فاطمه و از پیغمبر صلعم ثابت باشد اما نتائج **فاطمه** و آن هم ثابت
اند از جمله آن کردار و رفتار و گفتار و قیام و قعود فاطمه کردار و رفتار و گفتار و قیام و قعود سید ابرار
بود **ولهذا** از فاطمه معجزات باهره و زاهره ظاهر و ملائکه با او کلام و او با ملائکه کلام میکرد و ایشان
بخشم سید و برای او مواید خداوند از جنة میفرستاد چنانچه مفسرین در ذیل آیه یا مریم انی
لک هذا قالت من عند الله روایة میکنند روزی سرور انبیا بخانه فاطمه آمد و آنحضرت
بر سجاده بود پیغمبر صلعم پیش او طبقی پر از گوشت و نان با سرپوش دید و پرسید یا فاطمة انی
لک هذا قالت من عند الله پیغمبر سر بخاک انداخته شکر الهی کرد برانکه فاطمه شبیه مریم است

معجزات فاطمه علیها السلام

وعلی وفاطمه را در انوقت مظلوم دانسته وخلافه وفدک را حق ایشان دانسته والا میکرده

بهم سکوت ابوبکر وکلام نکردن وجواب ندادن او در ایراد اخذ فدک وخلافه دلیل قاطع است

که ابوبکر در اخذ خلافه وفدک ملوم علی ولا جواب شده لهذا جوابی نداده **اقول** عقلا نحل وعلما ملل

ازچنین فاضل شهیر وعالم نحریر فخر رازی در تعجب وتحیر اند زیرا که در تفسیر کبیر در ذیل آیه وللذکر

مثل حظ الانثیین از جانب شیعه مسئله غصبیت فدک ومظلومیت فاطمه را با دله قاهره باثبات رسانیده

جواب رکیک بل سفسطه وانکار ضروریات بل کانه انکار بدیهیات کرده والجواب ان فاطمة رضیت

بقول ابی بکر بعد هذه المناظرة وبعقد الاجماع علی صحة ماذهب الیه ابوبکر فسقط

السوال انتهی یعنی فاطمه علیها الصلوة والسلام بقضیه فدک از قول ابوبکر راضی شد واجماع سنیان

بعد آن منعقد شد بر صحة آنچه ابوبکر کرد محل ایراد دعوی فاطمه وسوال او باجماع ایشان ساقط شد در

شرح مشکوة در ذیل اینحدیث عبد الحق میگوید مشکل ترین قضایا قضیه فاطمه زهرا است

اگر بگوییم که فاطمه جاهل بود بحدیثیکه ابوبکر نقل کرده بعید است **و** اگر التزام کنیم که شاید اتفاق سماع

اینحدیث او را نیافتاده پس بازهم مشکل است زیرا که بعد آن از ابوبکر حدیث شنید پس چرا قبول کرد

این حدیث را و غضب آمد **و** اگر غضب او پیش از سماع اینحدیث بود پس بعد سمع حدیث چرا از

غضب خود برنگشت وحال آنکه امتداد وطول کشید غضب او وتا زنده بود مهاجرت ابوبکر کرد واو را

اذن نماز نداد انتهی **باب فاطمه احب اقارب بود و نبی تعظیم او میکرد**

بدانکه **ترمذی** از عایشه و بریده مرویست قالت کان احب النساء الی رسول الله فاطمة

ومن الرجال علی خلاصه آنکه فاطمه دوسترین زنان وعلی دوسترین مردان برسول الله است

در **ترمذی ومشکوة** مرویست که عباس عم پیغمبر از پیغمبر پرسید مع جماعتی دیگر یا رسول الله

ای اهلک احب الیک قال فاطمة بعد کلامی پرسیدند ثم من قال علی ای رسول خدا کدام

یک از اہل بیت تو نزد تو و دوست تر است پیغمبر ص فرموده فاطمه بعد آن پرسید ند فرمود شوہرش
علی و دوست تر است نزد من **در ترمذی** از عائشه رض مروی است **متفق علیہ** است قالت ما رأیت
احداً اشبه رسول الله ص سمتا و دلا و ھدیا برسول الله ص فی قیامها و قعودها من فاطمه
بنت رسول الله قالت وکانت اذا دخلت علی النبی قام الیها فقبلها واجلسها فی مجلسه وکان
النبی ص اذا دخل علیها قامت من مجلسها فقبلته ثم رفعت راسها فبکت ثم کبت علیها فرفعت
راسها فضحکت فقلت ان کنت لاظن ان هذه من اعقل نسائنا فاذا من النساء الخ خلاصه اینکه
عائشه رض میگوید که احدی شبیه تر برسول خدا نیست در سیرت و صورت و در رفتار و طریقه و حسن خلق و شمائل
در قیام و قعود دیگر فاطمه زہرا، و وقتیکه فاطمه نزد پیغمبر ص می آمد پیغمبر ص برپا استاده باستقبال او چند قدم
میرفت و او را بوسیده بجای خود جای میداد و پیغمبر ص ہر گاه بخانه فاطمه میرفت او ہم استاده شده بجای خود او را جای
میداد و می بوسید پس روزی فاطمه سر خود از زیر دہان مبارک پیغمبر ص بیرون کرده گریست بعد آن سر باز
زیر برده بلند کرده خندید عائشه رض میگوید من یقین داشتم که فاطمه عاقل ترین زنان است **تشریح**
مقام مقتضی است **مزید** آنکه ہر گاه ثابت شد که فاطمه پاره از بدن رسول الله است پس این مستلزم
اعجبیت الیست به ثبوت این نتائج از فاطمه و از پیغمبر ص ثابت باشد اما **نتائج فاطمیه** و آن ہم ثابت
اند از جمله آن کردار و رفتار و گفتار و قیام و قعود فاطمه کردار و رفتار و گفتار و قیام و قعود سید ابرار
بود **و لهذا** از فاطمه معجزات باہره و زاہره ظاہر و ملایکه با او کلام و او با ملایکه کلام میکرد و از نشان
بخشم سید و برای او موائد خداوند از جنت میفرستاد چنانچه **مفسرین** در ذیل آیه یا مریم انی
لک هذا قالت من عند الله روایت میکنند روزی سرور انبیا بخانه فاطمه آمد و آنحضرت
بر سجاده بود پیغمبر ص پیش سر او طبقی پر از گوشت و نان با سرپوش دید و پرسید یا فاطمه انی
لک هذا قالت من عند الله پیغمبر سر بخاک انداخته شکر الهی کرد برآنکه فاطمه شبیه مریم است

معجزات فاطمه

ونیغمبر صلعم اہلبیت خود آن غذا نوش جان فرمودند لهذا امامیه او را صدیقه کبری و محدثه میخوانند اما نتایج نبوی هم ثابت اند از جمله آن آنحضرت با وجود آنکه سید و بهم افضل کاینات بود در حال آمدن فاطمه ع استاده برای تعظیم باستقبال او می آمد و پیشانی مبارکش را بوسیده در جای خود می نشاند و اسرار و رازهای مخصوصه مخصوص از جمله زنان بفاطمه و از مردان بشوهرش علی میگفت و اینمرتبه ایست که احدی از اقارب نصیب نشده پس این از فاطمه مرا فاطمیه بخلاف ازواج چه ایشان بجهة عدم عصمة ایشان مکرر مخالفة رسول کردند و عهد و ایذاء رسول خدا آیه وان تظاهرا فان الله مولیه وجبریل وصالح المؤمنین وافشا سر رسول کردند لهذا مطلقه شده بودند بموجب آیه عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منهن و بعد او بجنگ برای ان از مدینه ببصره آمدند تفسیر کشاف و غیره او را ملاحظه کن

باب تسبیح فاطمه بعد از و وقت خواب مقرر شد

بدانکه در بخاری در دو مسلم که در باب کیسری نوائب رسول خدا ص دیگر مناقب علی از علی مرویست ان فاطمة اشتکت ما تلقی من اثر الرحی فاتی النبی سبیی فانطلقت فلم تجده فوجدت عایشة رض فاخبرتها فلما جاء النبی اخبرته عایشه بمجی فاطمة ع فجاء النبی الینا وقد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم فقال علی مکانکما فقعد بیننا حتی وجدت برد قدمیه علی صدری وقال الا اعلمکما خیرا مما سألتما اذا اخذتما مضاجعکما تکبرا اربعا وثلثین وتسبحا ثلثا وثلثین وتحمدا ثلثا وثلثین فهو خیر لکما من خادم وفی روایات آخر فاقراها دبر کل صلوة خلاصه آنکه بسبب کار رحانه و گردانیدن آسیا دستهای مبارک حضرت زهرا آبلها کرده بودند و باراده طلب خادمی بخدمة رسول تشریف بردند پس بعضی در حرم سرا تشریف نداشتند پس عایشه خبر آمدن فاطمه را بسمع مبارک حضرت رسول رسانید پس آنحضرت جانب فاطمه شبانه تشریف برده دیدند که حضرت امیر ع اراده برخواستن از فرش خواب کرد پیغمبر صلعم فرمود

خلاصه ترجمه

باب تسبیح فاطمه بعد نماز و وقت خواب

ندادزیراکه فاطمه وصیت آن کرده بود وتاحیوة فاطمه وجوه مردم توجهی بعلی داشتند اما بعد وفات
فاطمه توجه وجوه وعوام بالکل از علی برگشت وعلی منا کرت ایشان مشاهده فرموده تن بمصالحه
ابوبکر ومبایعت او رادادو این ششماه بیعت ابوبکر نکرده بود پس حضرت امیرع ابوبکر را بخانه خود طلبید
درحالیکه ابوبکر تنها بغیر عمر بیاید **وبخاری ومسلم** میگویند که علی حاضر شدن عمر را مکروه میداشت
بجهة سخت دلی وتندزبانی او پس عمر ابوبکر را سوگند داد که بخانه علی بغیر عمر مرو ابوبکر
قبول نکرد وبخانه حضرت امیر تنها حاضر شد حضرت امیر ابوبکر را شکوه ها کرد از جمله آن خلافت را گرفتی
وما را کناره ومنفرد ساختی بگمان صحابیت خود وحال آنکه ما حق خود میدانستیم بجهة صحابیت وهم قرابت
با رسول ص پس ابوبکر این سخنها را می شنید ومیگریست **وبخاری ومسلم** میگویند بعد ششماه بیعت ابوبکر
کرد انتهی ملخص ترجمه حدیث فدک **تذکره** در اینجا چند امر ثابت شد **اول** دعوای فاطمه ع
بخمس وبفدک ومیراث رسول خدا ص **دوم** ابوبکر تصدیق فاطمه نکرد باثبوت آنکه در آیه تطهیر
خاصة فاطمه داخل است ابوبکر وعمر وجمیع صحابه بالاجماع غیر معصوم بودند کل صحابه عالم با آن بودند **سوم** فاطمه
بانکار ابوبکر از دادن فدک ومیراث غضبناک بر ابوبکر وعمر شده تا وفات خود ششماه غضبناک بوده غضبناک از این عالم
مرده چنانکه وصیت کرد که مشایخ بجنازه من وبقبر من اطلاع نیابند نعوذ بالله من غضب الفاطمة
وایذائها **چهارم** تا بقاء فاطمه بالجمله وجوه مردم توجهی بامیر المومنین داشتند وبوفات فاطمه بالکل منکر علی
شدند **پنجم** تا ششماه علی بیعة ابوبکر اصلا نکرده بود وبعد این ششماه لاچار شده وکل مردم را از خود منکر دیده
تن بمصالحه وبیعة ابوبکر تقیة داده تدبر کن **ششم** حضرت امیر از حضور عمر مطلقا ناخوش وناراض بود زیراکه
بخوی کبرد وتندمزاج بود تشدید با اهل بیت نبوة میکرد **هفتم** شکوه حضرت امیر با ابوبکر بانکه خلافه حق من بود
تو گرفتی دلیل صریح است بانکه ابوبکر بغیر حق گرفته وحضرت معارضه او کرده لهذا تا ششماه بیعة او طوعا ورغبتا نکرد
پس اجماع هم بر خلافة ابوبکر منعقد نشد **هشتم** گریستن ابوبکر بشکوه حضرت امیر دلیل صریح است که خود را ظالم

وعلی وفاطمہ را در انوقت مظلوم دالسته وخلافه وفدک را حق ایشان داشته والامیکرد
نهم سکوت ابوبکر وکلام نکردن وجواب ندادن او در ایراد اخذ فدک وخلافه دلیل قاطع است
که ابوبکر در اخذ خلافه وفدک ملوم علی ولاجواب شده لهذا جوابی نداده **اقول** عقلا نحل وعلماء ملل
از جنابت فاضل شهیر وعالم نحریر فخر رازی در تعجب وتحیر اند زیراکه در تفسیر کبیر در ذیل آیه وللذکر
مثل حظ الانثیین از جانب شیعه مسئله غصبیت فدک ومظلومیت فاطمه را دلائل قاهره باثبات رسانیده بنده
جواب رکیک بل سفسطه وانکار ضروریات بل کانه انکار بدهیات کرده والجواب ان فاطمه رضیت
بقول ابی بکر بعد هذه المناظرة وانعقد الاجماع علی صحة ما ذهب الیه ابوبکر فسقط
السوال انتهی یعنی فاطمه علیها الصلوة والسلام بقضیه فدک از قول ابوبکر راضی شد واجماع سنیان
بعد آن منعقد شد بر صحت آنچه ابوبکر کرد ومحل ایراد دعوای فاطمه وسوال او باجماع ایشان ساقط شد در
شرح مشکوة در ذیل اینحدیث عبد الحق میگوید مشکل ترین قضایا قضیه فاطمه زهرا است
اگر گوییم که فاطمه جاهل بود بحدیثیکه ابوبکر نقل کرده بعید است **و** اگر التزام کنیم که شاید اتفاق سماع
اینحدیث او را نیافتاده بس بازهم مشکل است زیراکه بعد آن از ابوبکر حدیث شنید پس چرا قبول نکرد
این حدیث را و غضب آمد **و اگر** غضب او پیش از سماع اینحدیث بود پس بعد سمع حدیث چرا از
غضب خود برنگشت وحال آنکه امتداد وطول کشید غضب او وتا زنده بود مهاجرت ابوبکر کرد واو را
اذن نماز نداد انتهی **باب فاطمه احب اقارب بود نبی تعظیم او میکرد**
بدانکه **ترمذی** از عایشه وبریده مرویست قالت کان احب النساء الی رسول الله فاطمة
ومن الرجال علی خلاصه آنکه فاطمه دوسترین زنان وعلی دوسترین مردان بر رسول الله است
در ترمذی ومشکوة مرویست که عباس عم پیغمبر از پیغمبر پرسید مع جماعتی دیگر یا رسول الله
ای اهلك احب الیك قال فاطمة بعد کلامی پرسیدند ثم من قال علی ای رسول خدا کدام

یکی از اهل بیت تو نزد تو و دوست تر است پیغمبر صلعم فرموده فاطمه بعد آن پرسیدند فرمود شوهرش
علی و دوست تر است نزد من در ترمذی از عائشه رضی الله عنها مروی است متفق علیه است قالت ما رأیت
احداً اشبه برسول الله صلعم سمتاً و دلاً و هدیاً برسول الله صلعم فی قیامها و قعودها من فاطمة
بنت رسول الله قالت وكانت اذا دخلت على النبي قام اليها فقبلها واجلسها في مجلسه وكان
النبي صلعم اذا دخل عليها قامت من مجلسها فقبلته ثم رفعت راسها فبكت ثم اكبت عليها فرفعت
راسها فضحكت فقلت ان كنت لاظن ان هذه من اعقل نسائنا فاذا من النساء الخ خلاصه آنکه
عائشه رضی الله عنها میگوید که هیچ احدی شبیه تر برسول خدا نیست در سیرت و صورت و در رفتار و طریقه و حسن خلق و شمائل
و در قیام و قعود دیگر غیر فاطمه زهرا و وقتیکه فاطمه نزد پیغمبر صلعم می آمد پیغمبر صلعم برپا استاده باستقبال او چند قدم
پیش رفته او را بوسیده بجای خود او را می نشاند و پیغمبر صلعم هرگاه بخانه فاطمه میرفت او هم استاده شده بجای خود او را جای
میداد و می بوسید پس روزی فاطمه سر خود از زیر دهان مبارک پیغمبر صلعم بیرون کرده گریست بعد آن سر باز
زیر برده بلند کرده خندید عائشه رضی الله عنها میگوید من یقین داشتم که فاطمه عاقلترین زنان است تشریح
مقتضی آنست بعد آنکه هرگاه ثابت شد که فاطمه پاره از بدن رسول الله است پس این مستلزم
است پس ثبوت این نتائج از فاطمه و از پیغمبر صلعم ثابت باشد اما نتائج فاطمه و آن هم ثابت
اند از جمله آن کردار و رفتار و گفتار و قیام و قعود فاطمه کردار و رفتار و گفتار و قیام و قعود سید ابرار
بود و لهذا از فاطمه معجزات باهره و زاهره ظاهر و ملایکه با او کلام و او با ملایکه کلام میکرد و نشانی
بهشتی سید و برای او مواید خداوند از جنت میفرستاد چنانچه مفسرین در ذیل آیه یا مریم انی
لک هذا قالت من عند الله روایت میکنند روزی سرور انبیا بخانه فاطمه آمد و آنحضرت
بر سجاده بود پیغمبر صلعم پیش سر او طبقی پر از گوشت و نان با سرپوش دید و پرسید یا فاطمه انی
لک هذا قالت من عند الله پیغمبر سر بخاک انداخته شکر الهی کرد برآنکه فاطمه شبیه مریم است

و پیغمبر صلعم اهلبیت خود آن غذا نوش جان فرمودند لهذا امامیه او را صدیقه کبری و محدثه میخوانند اما نتایج نبوی هم ثابت اند از جمله آنکه آنحضرت با وجود آنکه پدر و هم افضل کائنات بود در حال آمدن فاطمه ع ایستاده برای تعظیم باستقبال او می آمد و پیشانی مبارکش را بوسیده مرحبا میفرموده بجای خود او را جا میداد و اسرار و رازهای مخصوصه مخصوص از جمله زنان بفاطمه و از مردان بشوهرش علی میگفت و این مرتبه ایست که احدی از اقارب را نصیب نشده پس این از عاطفه مرا فاطمه است بخلاف ازواج چه ایشان بجهة عدم عصمة ایشان مکرر مخالفة رسول کردند در عهد او و ایذاء رسول خدا نمودند آیه و ان تظاهرا فان الله مولیه و جبریل و صالح المؤمنین و افشاء سر رسول ع کردند لهذا مطلقه شده بودند بموجب آیه عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منهن و بعد او بجنگ مروان از مدینه ببصره آمدند تفسیر کشاف وغیر او را ملاحظه کن

باب تسبیح فاطمه بعد از نماز و وقت خواب مقرر شد

بدانکه در بخاری در دو موضع یکی در باب خمس از نوائب رسول خدا و دیگر مناقب علی از علی مرویست ان فاطمه ع اشتکت ما تلقی من اثر الرحی فاتی النبی سبی فانطلقت فلم تجده فوجدت عایشة رض فاخبرتها فلما جاء النبی اخبرته عایشة بمجی فاطمة ع فجاء النبی الینا و قد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم فقال علی مکانکما فقعد بیننا حتی وجدت برد قدمیه علی صدری و قال الا اعلمکما خیرا مما سألتمانی اذا اخذتما مضاجعکما تکبرا اربعا و ثلثین و تسبحا ثلثا و ثلثین و تحمدا ثلثا و ثلثین فهو خیر لکما من خادم و فی روایات آخر فاقراها دبر کل صلوٰة خلاصه آنکه بسبب کار خانه و گردانیدن آسیا دستهای مبارک حضرت زهرا آبلها کرده بودند و باراده طلب خادمی بخدمت رسول تشریف بردند و پیغمبر در حرم سرای تشریف نداشتند پس عایشه خبر آمدن فاطمه بسمع مبارک حضرت رسول رسانید پس آنحضرت بخانه فاطمه شبانه تشریف برده دیدند که حضرت امیر ع اراده برخواستن از فرش خواب کرد پیغمبر صلعم منع فرمود

خلاصه مدرجه

باب تسبیح فاطمه بعد نماز و وقت خواب

وآنحضرت مابین علیؑ و فاطمہؑ دو پای مبارک دراز کرده اجلاس فرمود بنحویکه برودت قدمهای مبارک آنحضرت بسینهٔ علیؑ محسوس شد و فرمود شما را تعلیم چیزی میکنم اگر وقت خواب و بعد هر فریضه بنخوانید بهتر است مر شما را از عطای خادم و آن اینست که سی و چهار مرتبه الله اکبر و سی و سه مرتبه سبحان الله و سی و سه مرتبه الحمد لله بخوانید **تشریح مقام** آنکه این تسبیح فاطمهؑ در شرع مقدس چون آفتاب روشن تر و فوائد و ثواب آن خلایق را الی یوم القیامة عام تر است **امر و لیست** ثواب تسبیح فاطمهؑ افضلست از هزار رکعة یعنی ثواب او زیاده از ثواب هزار رکعة است و این فیض مخصوص از فاطمهؑ و علیؑ بخلق رسیده زیرا که خانوادهٔ کرم اند و هر فیضی بوجود ایشان بفیض است

باب حسنینؑ فرزندان رسول و احب برسول الله اند

بدانکه **در ترمذی و مشکوة** از انس مرویست سئل رسول الله صلعم ای اهل بیتک احب الیک قال الحسنؑ و الحسینؑ وکان یقول لفاطمة ادعی لی ابنی فیشمهما ویضمهما الیه یعنی از پیغمبر پرسیده شد کدام یک از اهل بیتؑ خود ترا دوست تر داری پیغمبرؐ فرمود حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ را و پیغمبر مود لطلب ولد مراد آنها را می بوئید و با سینه خود می چسپانید **در ترمذی و مشکوة** از اسامه مرویست که پیغمبر روزی بر آمد مشتمل بر چیزی عرض کردم این چیست جامه خود برداشت حسینؑ را دیدم فقال هذان ابنای و ابنا ابنتی اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما خلاصه آنکه بعد نمودن ایشان فرمود این دو بچه پسران من و پسران دختر من اند بار خدایا من ایشانرا دوست دارم پس تو هم ایشانرا دوست دار و دوست دار دوستان ایشانرا **در ترمذی** از براء مرویست ان رسول الله صلعم ابصر حسنا و حسینا فقال اللهم انی احبهما فاحبهما یعنی رسول خدا دیدار کرد حسن و حسین را و فرمود بار خدایا من ایشانرا دوست دارم تو هم ایشانرا دوست دار **در مشکوة** از زید بن اسامه مرویست قال رسول الله هذان ابنای و ابنا ابنتی اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما یعنی رسول خدا فرمود ایشان دو پسر من و دو پسر دختر من اند بار خدایا

جناب فاطمہ و تعداد تسبیح

باب حسنین فرزندان رسول الله اند

من ایشانرا دوست دارم تو هم ایشانرا دوست دار و دوست دار هر که ایشانرا دوست دارد در ترمذی
از عبد الرحمان مرویست ان رجلا من اهل العراق سئل ابن عمر عن دم البعوض یصیب الثواب
فقال ابن عمر انظروا الی هذا یسئل عن دم البعوض وقد قتلوا ابن رسول الله ص وسمعت رسول
الله ص یقول ان الحسن والحسین هما ریحانتای من الدنیا یعنی مردی از اهل عراق کوفه ابن عمر را
سوال کرد از کفاره کشتن پشه در مکه پس ابن عمر گفت ببینید این مرد کوفی را که از خون پشه میپرسد و حال
آنکه حسین پسر رسولخدا ص را کشتند و از قتل او خیال نکردند آیا قتل حسین کمتر و حقیرتر از پشه بود و من از رسولخدا ص
بگوش خود شنیدم که پیغمبر فرمود حسن و حسین دو گل خوشبوی من از دنیا اند در بخاری در باب مناقب حسنین از
شیعه مرویست که از عبد الله عمر مرد محرمی از کفاره کشتن مگس میپرسید فقال ابن عمر اهل العراق یسئلون عن قتل
الذباب وقد قتلوا ابن بنت رسول الله ص وقال النبی هما ریحانتای من الدنیا یعنی ابن عمر در جواب
گفت مردم عراق کوفه سوال از کشتن مگس و از خون او می پرسند و حال آنکه ایشان پسر دختر رسولخدا ص
را کشتند و پیغمبر فرمود ایشان دو ریحان من از دنیا اند در ترمذی و مشکوة از ابن عمر مرویست
ان رسول الله ص قال ان الحسن والحسین هما ریحانای من الدنیا یعنی رسولخدا ص فرمود بتحقیق حسن و حسین
دو ریحان من از دنیا اند تشریح مقام مقتضی چند امر است اول علم الیقین حاصل شد که حسنین اولاد
رسول ص اند زیرا که صاحب وحی خبر داده بقوله هذان ابنائی و بقرآن بآیه مباهله تعالوا ندع ابنائنا
وابنائکم در مطالب السئول مرویست خلاصه آنکه حجاج بن یوسف را گفتند که شعبی حسنین را ابنا
رسول ص یاد میکند و بهمین اعتقاد دارد و حجاج شعبی را طلبیده بغیظ آمده در محافل امرا و وزرا
و علما شعبی را ملامت کرد و دران مبالغه بسیار کرد و شعبی گفت یا امیر جز الکلام میکنی چون جاهل از کتاب الله
حجاج گفت تو مثل من چنین میگوئی شعبی گفت بلی اینست جماعت علما قرا قد قال الله تعالی
خاطب عباده باجمعهم بقوله یا بنی آدم و یا بنی اسرائیل وقال عن ابراهیم ومن ذریته

اسمعيل واسحاق الى قوله تعم ويحيى وعيسىٰ افترى يا حجاج اتصال عيسى بآدم ع واسرائيل

وبابراهيم خليل الله بابي آبائه كان او بابي احد دابيه ما كان الآبامه وقد صح النقل

عن رسول الله ص انه قال للحسن ان ابني هذا سيد فخجل حجاج ثم بلاطفه ضراكافر شد نيز

خطاب بلفظ يا بني آدم و يا بني اسرائيل فرمود و از ذريه ابراهيم و اسمعيل و اسحق و يعقوب را تا يحيى و

عيسى شمرد يا حجاج اتصال عيسى با آدم و اسرائيل و ابراهيم فرمود بكدام نسب پدرى فرمود آيا بنظر منتسب

مادرى عيسى نسبى دارد و حال آنكه بنقل صحيح ثابت قطع شده كه رسول خدا ع حسن را فرمود اين پسر من

سيد است حجاج خجل شده شعبى را بملاطفه پيش شد نتيجه اين بسيار است از جمله آن اولاد فاطمه را بغير ابن

رسول الله ياد نبايد كرد زيرا كه منافقين ميگفتند محمد منقطع النسل است عقب ندارد و وارث رسول الله

چه علم چه نبوة چه مال باشد اما بدل نبي اين زمان امام است او نبي معصوم و مطهر است اين بلفظ ابناى كه

منصوص از آنحضرت است آنكه ائمه اثنا عشر باشند معصوم و مطهر اند و بثبوت ابنيت ايشان تعظيم ايشان

واجب و فرض عين است آنچه بدان او اند نسب بثبوت ابنيت ايشان محبت رسول ص نسبت با ايشان

معلوم است پس كافه خلايق را محبت ايشان فرض عين بل عين ايمان است و عبادات خلايق

بى حب ايشان باتفاق صحيح نيست ح قول نبي اللهم احبهما فاحبهما واحب من

يحبهما مصرح دو چيز است يكى آنكه دوست ايشان دوست خدا و دشمن محب ايشان دشمن خدا

و رسول است قطع نظر از مبغض خود ايشان ديگر آنچنين اتحاد پيش خبرى پيغمبر است كه امت

سن حسنين را ميكشند و عداوت با ايشان ميكنند لهذا ترغيب و دعا ميكرد و الاحباء اولاد

از لوازم بشريت است چنانچه كلام ابن عمر مشرح اين مرام است در لفظ ريحان اشاره است با آنكه گل بوئيدن

نه بر يلتجه نزد ريا حين آمده استشمام كرده انتفاع روحانى حاصل ميكنند شقاوت كوفيان

و شاميان و عداوت ايشان ثابت شد چه ايشان برابر شيه و گمس خون فرزند رسول را نشستند

لعنتا لله علی یزید وابائه واعوانه واحزابه **باب بعد منبر خطبه بریده حسنین را برداشت**

بدانکه در ترمذی ومشکوة از بریده مروی است کان رسول الله یخطبنا

اذ جاء الحسن والحسین علیهما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول الله ص

من المنبر فحملهما ووضعهما بین یدیه ثم قال صدق الله انما اموالکم واولادکم فتنة نظرت

الی هذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتهما خلاصه

آنکه پیغمبر ص بالای منبر خطبه میخواند پس حسنین آمدند وایشان جامهای سرخ پوشیده بودند در حال رفتار

پاهای ایشان میلغزید رسول خدا ص ایشان را بشتابی فرمود بی اختیار خطبه را برید ودفعة ایشان را گرفت

وبر منبر پیش روی خود نشاند بعد آن فرمود خدا راست فرمود اموال واولاد امتحان خلایق اند چه دیدم لغزیدن

پاهای این پسران دیدم صبر نکردم تا آنکه خطبه را بریدم ودیدم ایشان را از افتادن گرفتم وبالای منبر بردم

تشریح هرگاه سید البشر لغزیدن پای حسنین را نتوان دید وخطبه را قطع کند تامل کن آن پیغمبر

آیا میتوان دید که بعد تشنگی وگرسنگی سی هزار نفر هزار ونهصد وپنجاه زخم نیزه وشمشیر وتیر بدنش و

بسیزده ضرب سر مبارکش را قطع کرده بالای مرکب نیزه تا شام چهل روز ببرند وچند روز بر دروازه

شام بیاویزند وبدن مبارکش را پایمال سم اسپان بخلد راسازند ودختران مطهره او بی مقنعه وبی سیرایی

از بلوای کوفه وشام ریسمان بسته در محفل یزید حاضر سازند وجماعتی خواهش کنیزی ایشان کنند لعنت الله

علی یزید واتباعه واخزابه واعوانه ومحبیه **باب در عقیقه حسنین ع**

بدانکه در **مشکوة** در باب العقیقه مرویست عق رسول الله ص عن الحسن بشاة وقال یا

فاطمة احلقی راسه وتصدقی بزنة شعره فضة فوزناه فکان وزنه درهما او بعض درهم

خلاصه آنکه عقیقه کرد رسول الله ص از امام حسن بگوسفندی وفاطمه را فرمود این سوی سرش را بتراش

وبوزن آن نقره را تصدق کن پس فاطمه ورسول ص توزین موی‌اش کردند یک درهم یا بوزن بعض درهم

برآمد این سنت الی یوم القیامة باقیست در مشکوٰة از ابن عباس مرویست ان رسول الله صلعم

عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا رواه ابوداؤد وعن النسائی کبشین کبشین یعنی رسولخدا

بذات مبارک خود عقیقه کرد از حسن یک گوسفند و از حسین یک گوسفند این بروایة ابوداؤد است

وبروایة نسائی فی نفر دو گوسفند عقیقه فرمود این سنت هم باقی ماند **باب رسولخدا صلعم حسنین**

را تعویذ بخیر خلیل الله میکرد بدانکه در مشکوٰة از بخاری مرویست

کان رسول الله یعوذ الحسن والحسین اعیذکما بکلمت الله التامة من کل شیطان وهامة ومن کل عین

لامة ویقول ان اباکما کان یعوذ بها اسمعیل خلاصه آنکه پیغمبر حسنین را حرز کرده میخواند بانکه در پناه

دهن میبرم و میگذارم شمارا بکلمات تامات الهیه از شر شیطان جنی وانسی واز جمیع گزندکان واز

چشمهای ضرر رسانند و میفرمود که پدر شما ابراهیم خلیل الله اسماعیل را همین حرز میکرد **تنبیه**

درانجا ثابت شد که وسوسه وضرر شیاطین و ضرر گزندگان و درندگان حسین را مس نمیکرد زیرا که دعا

پیغمبر مجاب است واینه مسلمان ایشان را کشت لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم **باب حسنین**

سید جوانان جنت اند بدانکه در ترمذی و مشکوٰة از سعید خدری

مرویست قال قال رسول الله والحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة وفی اخری و

ابوهما خیر منهما یعنی رسولخدا فرمود حسن وحسین دو سردار جوانان اهل جنت اند و پدر ایشان بهتر

تر از ایشان است در ترمذی و مشکوٰة مرویست قال رسول الله صلعم ان هذا ملک لم ینزل الارض

قط قبل هذه اللیلة استاذن ربه ان یسلم ویبشرنی فان فاطمة سیدة نساء اهل

الجنة وان الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة یعنی رسولخدا صلعم فرمود ای حذیفه

اینملک گاهی الی حین بر زمین نازل نشده پیشتر ازین مگر امشب اذن یافت از خدا برای آنکه بعد سلام

برمن بشارة بدهد مرا که فاطمه سیده زنان الجنة و حسن و حسین ع دو سید جوانان الجنة اند تشریح

باب رسولخدا حسنین را تعویذ بخیر خلیل الله میکرد

باب حسنین سید جوانان جنت اند

مقام مقتضی چند امر است **ا** ماذون شدن ملک در مدت العمر بهمان یکمرتبه و نزول او محض برا
بشارت رسولخدا بسیادت اولاد او نهایت مرتبه عظیم است که فوق براق احدی را از افاریب نصیب نشده
چه خداوند جلشانه اهتمام عظیم فرمود **ب** سید سردار و بزرگ مطاع قوم را میگویند پس بسیادت در دنیا
فایز شده ابد الاباد و سادات کل خلایق اند **ج** اهل جنت چه سیدا شده بهشت چون حور و غلمان
باشند چه مومنین که از دنیا به بهشت داخل شوند شامل هر دو گروه است **تنبیه** اهل جنت از
دنیا باشند در ایشان انبیا و اصفیا و اولیا و صحابی و غیر صحابی اند مع مخلوق بهشت پس حسنین سیدان شدند امو جب عموم
احادیث اند **و** زنان آخرة و زنان دنیا که اهل جنت اند پس هر دو زوجه رسول ص اگر داخل آنها باشند فاطمه سیده کل
آنها است **ی** تخصیص بادله خارجیه بلا ضرورة جایز نیست لهذا امامیه ائمه اطهار را افضل انبیا بعد رسول الله ص
و فاطمه را افضل زنان اولین و آخرین میدانند و اهل جنت در جنت بالاجماع معصوم و مطهر اند پس فاطمه و ائمه اطهار
معصوم تر و مطهر ترین و کامل ترین ایشان در دنیا و آخرة باشند و اگر در وصفی کامل ترین ایشان نباشند سیادت
ناقص شان شود لفظ سید بر ناقص اطلاق نمیشود پس اکملیت ایشان ثابت شد **باب پیغمبر اذان**
بگوش حسنین خواندن بدانکه در **مشکوة** در باب العقیقه از **ترمذی** روایه میکند

ازابورافع رایت رسول الله ص اذن فی الحسن ع بن علی ع حین ولدته فاطمة بالصلوة
یعنی من دیدم رسولخدا ص اذان نماز خواند در گوش حسن ع ابن علی **تشریح** بدانکه در کتب سنی
و شیعه ثابت است که رسول الله ص تسمیه حسنین ع و عقیقه و حلق سر ایشان فرمود اما ختنه ائمه اطهار در کتب
سنیان ندیدم چه اعتقاد امامیه آنست که هر نبی و امام مطهر و مقطوع السرة و مختون از بطن مادر متولد
میشود و او ملوث بخون نفاس و سره و انجاس و ارجاس و اخباث نمیباشد لهذا او را غسل ولادت نمیدهند
بخلاف مردان و زنان امت این یک علامت نبوة و امامة ایشان است **باب رسول**
خدا حسنین را باخود بر مرکب سوار میکرد بدانکه در مسلم در مناقب

حسنین از یزید ایاس مروی است لقد قدت بنبی الله والحسن والحسین علی بغلته الشهباء حتی
ادخلتهم حجرة النبی هذا قدامه وهذا خلفه یعنی من قاطر شهبا مام راکه بر آن رسول خدا ص
و حسن و حسین ع یکی عقب سرش دیگر پیش رویش سوار بودند میکشیدم تا انکه در حجره منوره نبویه
رسانیدم

باب حسنین شبیه رسول ص در خلقت بودند

بدانکه در بخاری
از عقبه مروی است قال رایت ابابکر وحمل الحسن وهو یقول بابی شبیه بالنبی لیس شبیه بعلی
وعلی یضحک یعنی ابوبکر امام حسن را در بغل برداشته میگفت قسم بپدرم این شبیه بنبی است نه بعلی و علی میخندید
از بخاری در مشکوة مروی است لم یکن احد اشبه بالنبی ص من حسن ابن علی وقال فی الحسین
ایضا کان اشبههم برسول الله یعنی هیچ یکی شبیه تر برسول خدا نبود جز حسن بن علی و در حسین
هم روایة کرده که او هم شبیه تر برسول ص بود در ترمذی و مشکوة مروی است الحسن اشبه برسول
الله ص ما بین الصدر الی الراس والحسین ع اشبه بالنبی ما کان اسفل من ذلک یعنی امام حسن
شبیه تر برسول خدا ص بود از سینه تا سر و امام حسین شبیه تر بود از زیر سینه تا پا

باب در انکه امام حسن منفرد است

بدانکه در مسلم از ابوهریره مروی است عن النبی انه قال للحسن
اللهم انی احبه فاحبه واحبب من یحبه یعنی رسول خدا ص برای حسن ع فرمود بار خدایا من دوست دارم
حسن را تو هم دوست دار او را و دوست دار او را در بخاری و مسلم از عدی ابن ثابت از براء مروی است
رایت الحسن ع علی عاتق النبی وهو یقول اللهم انی احبه فاحبه یعنی دیدم حسن را بر شانه پیغمبر
سوار بود پیغمبر میفرمود بار خدایا من دوست دارم حسن را تو هم دوست دار حسن را در ترمذی و مشکوة
از ابن عباس مروی است کان رسول الله ص حامل الحسن ع بن علی علی عاتقه فقال رجل نعم المرکب
رکبت یا غلام فقال النبی ص ونعم الراکب هو یعنی رسول خدا حامل حسن بن علی بالای شانه خود بود
مردی گفت بهتر مرکبی را سوار شدی ای پسر پیغمبر ص فرمود او هم بهتر سوار است در مسلم و بخاری

از ابوہریرہ مرویست خرجت مع رسول اللہ صلعم فی طایفۃ من النہار لا یکلمنی ولا اکلمہ
حتی جاء سوق بنی قینقاع ثم انصرف حتی اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسنا فظننا
انہ تحبسہ امہ لان تغسلہ وتلبسہ سخابا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد
منہما صاحبہ فقال رسول اللہ اللہم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ خلاصہ آنکہ رسول
خدا از خانہ برآمد روزانہ تا آنکہ ببازار بنی قینقاع رسیدیس برگشت بطرف خانہ فاطمہ زہرا و آنجا رسیدہ
دو بار آواز داد امام حسن را ای پسر صغیر و او قدری درنگ کرد ما گمان کردیم کہ او را مادرش گرفتہ برای
شستن بدنش و پوشانیدن لباس و قلادہ عود و عنبر و حسن توقف نکرد کہ جستہ آمد در حالیکہ حسن سنت
و پای سیر و نوز بپای نمیرفت پس یکی دیگر را یعنی حسن رسولخدا را و رسولخدا حسن را معانقہ کردند و پیغمبر
فرمود بارخدایا من حسن را دوست دارم تو حسن را دوست دار **در بخاری** از ابوبکر مرویست سمعت
النبی علی المنبر والحسن الی جنبہ ینظر الی الناس مرۃ والیہ مرۃ ویقول ابنی ہذا سید و
لعل اللہ یصلح بہ بین فئتین من المسلمین یعنی من شنیدم کہ پیغمبر صلعم بر منبر و حسن بپہلوی او
بود گاہی نظر بمردم و گاہی نظر بحسن علیہ السلام کردہ فرمودای مردم این حسن پسر من سید خلق شاید خدا اصلاح بدہد
بسبب حسن میان دو گروہ مسلمانان **در ترمذی** مرویست صعد رسول اللہ صلعم المنبر فقال
ان ابنی ہذا سید یصلح اللہ علی یدیہ بین فئتین یعنی پیغمبر بالای منبر فرمود این پسر من
حسن سید است اصلاح میکند خدا بدست او میان دو گروہ **تشریح مقام** مقتضی امریست
بدانکہ بنقل صحیح و متواتر ثابت شدہ کہ حسن و حسین برکتف رسولخدا بارہا سوار میشدند حتی مرویست
کہ روزی پیغمبر صلعم در سجدہ نماز بود حسن علیہ السلام آمد سوار شدہ و پیغمبر در سجدہ چندان طول داد کہ صحابہ در سجدہ
نماز غائب شدند و صحابہ از سبب طول سجدہ پرسیدند آنحضرت فرمود حسن برگردن من سوار بود نخواستم
مگر آنکہ بخواہش خود فرود آید **تنبیہ** برگاہ سید کائنات مرکب حسنین باشد خصوص در سن مہر نبوت

وخصوص در سجده نماز واجب بر نبی سوار شود رتبه این شهسوارها کجا رسید و حال آنکه از عرش تا فرش
مثل و سماوی و فخر کائنات شی نیست لهذا سید انبیاء در جواب قایل فرمود او هم بهتر سوار است و بهترین
این شهسوارهای منکب نبی را چها کردند باغوای معاویه جعده زوجه او همین امام حسن را زهر داد
و خورانید کتب تواریخ را ملاحظه کن معلوم خواهد شد **ایراد** هرگاه نزد امامیه معاویه اعرابی تو موجب
حدیث بخاری یا عمار تقتلك الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونك الى النار
باغی و ناری اند پس در اینجا چه میگوئید که پیغمبر گروه علی و گروه حسن و گروه معاویه هر دو را مسلمان
شمرده بقوله فئتين من المسلمين **جواب امامیه** آنکه نزد ما حدیث ترمذی مسلم است
که در او فقط فئتین است و لفظ مسلمین نیست **دیگر** بفرض تسلیم در فئتین من المسلمین من
تبعضیه است یعنی فئتین بعضهم المسلمین میان دو گروه که بعضی آنها مسلمانان
اند و آن گروه علی و گروه حسن است باتفاق **باد در لغه حسین بان منفرد**
است بدانکه در **مشکوة** از ام الفضل بنت الحارث مرویست انها دخلت علی رسول
الله فقالت یا رسول الله انی رایت حلما منکرا اللیلة قال وما هو قالت انه شدید
قال وما هو قالت رایت کان قطعة من جسدك قطعت فی حجری فقال رسول الله
رایت خیرا تلد فاطمة ان شاء الله تعالی غلاما یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین فکان فی
حجری کما قال رسول الله خلاصه آنکه بخدمت پیغمبر رفته عرض کردم در شب خواب منکری دیدم
که از بدن مبارکت قطعه گوشتی بریده شد در دامن من افتاد پیغمبر فرمود خواب بهتر دیدی دخترم
فاطمه را پسری متولد میشود یعنی حسین او در دامن تو تربیت می یابد پس چنین شد که حضرت
رسول فرموده بود در **مشکوة** از ام الفضل مرویست قد دخلت یوما علی رسول الله ص
فوضعته فی حجره ثم کانت منی التفاتة فاذا عینا رسول الله تهریقان الدموع فقلت

یا نبی الله بابی و امی مالک قال اتانی جبرئیل ع فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی هذا
فقلت هذا قال نعم واتانی بتربة من تربة حمراء یعنی روزی بر رسول خدا ص داخل شدم
پس حسین را در دامن رسول ص انداختم و باین التفات میفرمودند ناگاه چشمهای آنحضرت پر اشک
شده جاری شد عرض کردم ای نبی الله جریان اشک چه سبب دارد فرمود جبرئیل آمده خبر داد مرا که
امت من این فرزندم حسین ع را میکشند لهذا میگریم عرض کردم آیا این حسین ع را فرمود آری و مراد او
خاکی از خاک سرخ دشت نینوا در ترمذی در باب امر معروف از حذیفه یمانی مرویست قال رسول
الله ص والذی نفسی بیده لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم و یرث
دنیاکم شرارکم خلاصه پیغمبر ص فرمود قسم بخدائیکه جانم در دست اوست قیامت نمیشود تا آنکه امام زمان
خود را قتل میکنید و قتال بسیوف میان خود میکنید و وارث دنیای شما اشرار شما میشوند اول
واقع بعد شهادت سید الشهداء همین شده در ترمذی و مشکوة مرویست قال رسول الله ص
حسین منی وانا من حسین احب الله من احب حسینا حسین سبط من الاسباط بدانکه در ترجمه
و تشریح این حدیث علما مضطرب اند نزد بعضی حسین ع پاره از من و من پاره از حسین ام پس بغیر نبوت
جمیع آنچه بمن شایع و لایق است بهمه آن حسین ع متصف است دوست میدارد خدا کسی را که حسین را
دوست دارد حسین سبطی است یعنی ولد من یا ولد ولد من یا ولد دختر من است نزد بعضی حسین در امت
سبطی است از اسباط اثنی عشر بنی اسرائیل اما از امام پدر امام پدر امام بودند امام خصوص بسیار از اولاد حسین اند
نزد بعضی جمیع مراتب حسین از من حاصل است چه ولد من است اما سبب شهادت حسین مرتبه شهادت
معنویه و اظهار دین در کل عالم بسبب او و کم بهتری از اولاد او مرا حاصل میشود و در نهایت ابن
اثیر در ذیل این حدیث نوشته است والحسین سبط من الاسباط ای امة من الامم فی الخیر یعنی حسین امتی است
از امتهای برگزیده و خیر و میگوید و منه الحدیث الآخر الحسن والحسین سبطا رسول

الله ای طائفتان وقطعتان منه یعنی در حدیث دیگر است که حسنین دو سبط رسول الله اند یعنی دو طائفه و دو قطعه از بدن رسول الله اند **اقول** آنچه فقیر را ازین حدیث شریف مفهوم است اینست مراد از حسنین علیهما السلام مبنی بنوة حسینی است و از ناس حسین علیه السلام ابوة رسول الله صلی الله علیه وسلم است و مراد از سبط من الاسباط اینست که در بنی اسرائیل بموجب آیهٔ اثنی عشر اسباطا دوازده سبط بودند و درین امت هم ائمه دوازده امیه بعوض اسباط اند پس معنی این خواهد شد که حسین جد آیهٔ اثنا عشر از آل مطهر سبط است ثم الله اعلم

باب در بیان حال ما بعد شهادت حسین

بدانکه در **ترمذی و مشکوة** از سلمی مرویست قال دخلت علی ام سلمة وهی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم تعنی فی المنام وعلی راسه ولحیته التراب فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسین انفا یعنی دیدم ام سلمه زوجهٔ مطهرهٔ رسول خدا میگریست پرسیدم چرا گریه میکنی فرمود الحال رسول خدا صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدم بر سر و ریش او خاک بود عرض کردم ای رسول خدا صلی الله علیه وسلم این چه می بینم از تو سبحان فرمود شهادت حسین را الان مشاهده کردم این غبار و خاک کربلا بر روی و موی من نشسته در **مشکوة** از دلایل النبوة بیهقی و از احمد حنبل از ابن عباس مرویست قال رایت النبی فیما یری النایم ذات یوم بنصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم فقلت بابی انت وامی ما هذا قال هذا دم الحسین واصحابه واحبه لم ازل التقطه منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت فاجد ذلک الوقت خلاصه آنکه رسول خدا صلی الله علیه وسلم در خواب دیدم در نصف روز گرد و غبار آلوده بدست مبارک قاروره بود و دران خونی تازه بود عرض کردم با پدر و مادر فدا یت شوم این غبار و این قاروره خون چیست فرمود خون حسین و اصحاب او ست که از ابتدای روز تا اینوقت در دشت کربلا این خون را جمع کردم ابن عباس گفت آن وقت را حفظ کرده میشمردم آخر

در بینها نزد شهادت حسین ع واقع شده بود در ترمذی از انس مرویست گفت کنت عند ابن زیاد

فجیئ براس الحسین فجعل یقول بقضیب فی انفه ویقول ما رایت مثل هذا حسنا

لم یذکر فقال قلت اما انه کان من اشبههم برسول الله ص یعنی پس نزد ابن زیاد بود و سر

سر اقدس سید الشهدا را حاضر کردند پس آن ملعون نوک چوب خود در منفذ بینی آنحضرت داخل کرد و

گفت ما رایت حسنا لم یذکر و در آن دو معنی است اول یعنی در حضرت بصورت

که سر این شخص حسنی نمی یابم چرا حسین بحسن مشهور شده است یعنی حسین ع را بعد مردن

صورت و حسن بیگل و شیر مشاهده میکنم و حال آنکه با این وصف مذکور بر السنه نبود پس بر وجه اول

استفهام و استعلام باشد و بر وجه دوم هم در بذکر لفظ جازم بر فعل مجهول اصح و اقوی

بصورة عار و عیب گفته لهذا در جوابش گفتند که حسین شبیه تر برسول الله بود لعنة الله علی

و بانیه و اعوانه و اصحابه در بخاری از انس مرویست اتی عبید الله ابن زیاد براس

الحسین فجعل فی طست ینکث وقال فی حسنه شیئا فقال انس کان اشبههم برسول

وکان مخضوبا بالوسمة یعنی نزد عبید الله ابن زیاد سر اقدس سید الشهدا را حاضر کردند پس

با بینی او حرکت میداد و منبر و در داخل میکرد و ایراد بر حسن حسین ع کرد انس گفت حسین ع شبیه

خدا ص و در آنوقت سید الشهدا خضاب بوسمه کرده بود در ترمذی از عماره مرویست لما جئ

عبید الله ابن زیاد و اصحابه نضدت فی المسجد فی الرحبة فانتهیت الیهم وهم یقولون

قد جاءت هذه فاذا حیة قد جاءت تخلل الرؤس حتی دخلت فی منخری عبید الله

فمکث هنیئة ثم خرجت فذهبت حتی تغیبت ثم قالوا قد جاءت ففعلت ذلک

او ثلثا خلاصه آنکه سر ملعون عبید الله زیاد مع اصحابش نزد مختار در مسجد چیده بودند

و مردم تماشا میکردند و از ناگاه بلند شد که آمد آمد پس دیدم ماری در میان سرها می

بی کتاب بیکردید کانه شخص کسی میباشد پس عبید الله را یافته از یک سنفذ بینی او داخل شده گم
درون سر توقف کرد بر آمد پس از سنفذ دیگر داخل شده از بینی او بر آمد و غایب شد پس نیز آه ازها بی آمد
بلند شد پس همین مار دو بار یا سه بار همچنان از بینی او داخل شده بر می آمد و غایب شد **تشریح**
مقام آنکه آیا قتله حسین ع مرتد و کفار مطلق در دنیا و آخرة اند یا حکم اسلام بر ایشان جاری
شده است در امة دو قول است **مختار** جم غفیر از متعصبین اهل سنت آنست که مسلمان اند
زیرا که نماز گذارند بر ایشان لعنت کردن جایز نیست اگر چه قتل فرزند سید کائنات کردند **و مختار**
کافه امامیه مع جماعتی از معتزله و جبریه ملعون ناری و در دنیا از اکفر کفار و مشرکین اند و
اصح و اقوی نزد سنت آنست که توبه جمیع ایشان قبول نیست و در اسفل جهنم ابد الآباد با فرعون و نمرود
و شداد میباشند بعقل و نقل اما عقل آن بچند وجه است **اول** صحه حرم مکه و مدینه باجماع امت بجهة مجاورة
با آنها جایز نیست اگر چه سگ درنده و گزنده باشد یا ثبوت آنکه آنها جز حریم مکه و مدینه و تحریم آنها رند نبی سید
الشهدا یا ثبوت حرمت ذاتی خود و جز سید رسل و ساکن حرمین و حجة الله بر خلق بوده و حرمة داشته او را
دانسته کشتند لهذا قتله او عین کفار و مرتد و ملعون و ناری ابد الآباد اند **دوم** بموجب آیه ابناءنا و ابنائکم
هذان ابنای ابنا و اولاد رسول اند و ولد جز سید رسل میباشند و این را ابن نامیده برای آنکه ببناید برائش سنت بر زنده
اعضاء رسول و مجروح بنا و مبنا در رسول بالاجماع کافر و ناریست پس نیز سیدیان کلهم کفار و ناری اند **سوم**
سید الشهدا را اگر کشتند آیا بر دعوی کشتند یا بغیر دعوی اگر بغیر دعوی کشتند پس قتل او بناحق بود
پس بموجب قرآن من قتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیها ناری ابد الآباد اند یعنی
هر که قتل او ای مؤمنی کند عمدا جزای او جهنم ابد الآباد است و سید الشهدا سید شباب اهل
الجنة است قاتل او بالاولی ناری ابد الآباد باشد **تنبیه** بدان نقط من تعریفی احسان است
پس مراد از آن هر کس از مسلمانان مؤمن را بکشد او ابدا در جهنم میباشد **و کافر** در این من داخل نیست

بیان احوال قاتلان حسین ع که بعد شهادت زنده ماندند

زیراکه کافر من حیث الکفر ابداً در جهنم میباشد چه قتل مومن کرده باشد پس بالضرورة یزید با کلیهم را بسفل از
جهنم ابداً میباشند و اگر حسینؑ را بدعوای خلافه کشتند باز هم یزیدیان کفار اند زیرا که فرزند رسول
احق بخلافه رسول است بالنسبة یزید ابن الکلبة الاکباد پس یزیدیان کفار در نار ابداً میباشند چهارم مودت
آل محمدؐ ضروری دین اسلام است و بر آن اجماع امت است معاندین ایشان کفار اند لهذا خوارج که نشان را کشتند
پس یزیدیان دانسته ترک ضروریه دین کردند کفار ناری اند پنجم رسول خداؐ مخاطب بآل عبا فرمود حربکم حرب
و سلمکم سلمی یعنی جنگ شما جنگ منست و جنگ رسولؐ باجماع حرام و محارب او هم بالاجماع کافر نار
پس محارب آل عبا هم بالضرورة کافر ناری است لهذا تفتازانی در شرح عقاید نسبتة یزید میگوید

فنحن لا نتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعن الله علیه و علی انصاره و اعوانه ما شک و توقف در شان

و ایمان یزید نداریم لعنة خدا بر یزید و بر انصار و بر اعوان او باد ششم بموجب آیه الذین یوذون الله

و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الآخرة و اعد لهم عذاباً مهینا یعنی هر که ایذاء خدا و ایذاء رسولؐ او کند
لعنة خدا در دنیا بر ایشان باد و در آخرة مر ایشان را عذاب مهین مهیا کرده شده و خدا و رسولؐ را یقیناً بقتل حسین
بالضرورة متاذی اند پس یزیدیان را در دنیا لعنة خدا از زبان خدا و رسولؐ او و در آخرة عذاب مهین است

باب خلیفة الله مهدی امام دوازدهم

بدانکه در مشکوة در باب اشتراط ساعة از احمد

و از دلایل النبوة بیهقی از ثوبان مرویست قال رسول الله صلعم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان

فاتوها فان فیها خلیفة الله المهدی یعنی رسول خداؐ فرمود وقتیکه علمهای سیاه را از جانب
خراسان می بینید که می آیند پس شما بطرف آنها بروید در آن خلیفة الله مهدی آخر الزمان است
سوال آنچه مشهور است اینست که اول ظهور مهدی از مکه معظمه میشود نه از ایران چه خراسان
یک ملک ایرانست این چه معنی دارد جواب این اشاره بآنچه مروی در صحاح است خصوصاً در اخر ابواب
ترمذی و مشکوة از ابوهریره روایة کردند قال کنا عند رسول الله صلعم حین انزلت

باب خلیفة الله مهدی امام دوازدهم

سورة الجمعة فتلاها فلما بلغ واخرين منهم لما يلحقوا بهم قال له رجل من هؤلاء الذين لم يلحقوا بنا فلم يكلمه قال وسلمان الفارسي فينا قال فوضع رسول الله صلعم يده على سلمان وقال والذي نفسي بيده لو كان الايمان بالثريا لتناوله رجال من هؤلاء

ملخص کلام آنکه ابوهریره میگوید وقت نزول سوره جمعه ما حاضر بودیم پس وقت خواندن آیه و اخرين منهم لما يلحقوا بهم یعنی شخصی از رسولخدا صلعم سوال کرد که این مومنین دیگر کالی حین ملحق نشده‌اند کدام اند و سلمان فارسی در ما حاضر بود پیغمبر صلعم دست بر سلمان نهاده فرمود قسم بخدائیکه جانم بدست اوست این سلمان و گروه اوست چه ایمان اگر در ثریا باشد هر آینه تناول و مستفیض بآن قوم و اهل بیت و اهل ملک این سلمان میشوند پس مراد حضرت پیغمبر آنست معاونین لشکر مهدی و حضرات فرس اند مشاهده ایشان با ایشان ملحق شده اعانت مهدی نمایند

باب در اسم مهدی و او عالم را از عدل پر کند

بدانکه در ترمذی از عبدالله بن مسعود روایتست

قال رسول الله صلعم یلی رجل من اهل بیتی یواطئ اسمه اسمی یعنی پیغمبر صلعم فرمود والی دنیا و مسلط بر کل خلایق میشود از اهل بیت من مردیکه اسم او اسم من یعنی محمد میباشد در مشکوة از ابوداود و ترمذی فی باب ما جاء فی المهدی روایت کردند قال النبی لا تذهب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اهل بیتی یواطئ اسمه اسمی یعنی پیغمبر صلعم فرمود دنیا بانصرام و باختتام نمیرسد تا آنکه مالک عرب مردی از اهلبیت من نشود که اسم او و اسم من یکی میباشد در مشکوة

از ابوداود از ام المومنین ام سلمه روایت کرده قال سمعت رسول الله یقول المهدی من عترتی من اولاد فاطمة یعنی شنیدم رسولخدا صلعم میفرمود مهدی از عترت من از اولاد فاطمه است

در ترمذی از ابوهریره مرویست قال قال صلعم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذلک الیوم حتی یلی بهذا یعنی رجل من اهل بیتی اسمه اسمی یعنی رسولخدا صلعم فرمود اگر از دنیا باقی نماند

باب در اسم مهدی و او عالم را پر از عدل میکند

گر یک روز خدا طویل میسازد آنروز را تا آنکه والی دنیا این مرد شود یعنی مردے از عترت من اسم او اسم
من میباشد **و در مشکوة** مرویست قال صلعم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذلك
حتی یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی
یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یعنی اگر از دنیا باقی نمانده باشد مگر یک روز
هر آئینه آنروز را خدا طویل میسازد تا آنکه برانگیزد خدا در آنروز مردی را پاره من یا از اهلبیت من میباشد
اسم او و اسم من یکی محمد میباشد و اسم پدر او و اسم پدر من هم یکی باشد یعنی عبد الله پس کل دنیا را
پر از عدل و انصاف میسازد و بعد از آنکه پر از ظلم و فساد و بیداد شده باشد **تنبیه** از مضمون
احادیث بسیار متواتر متفق علیه امت اند ایراد در این حدیث است که اسم پدر او عبد الله میباشد و حال آنکه امامیه کل متفق
اند که پدر مهدی حسن بن علی بن محمد بن رضا است اینچه بسعی وارد **جواب اجمالی** بچند وجه است **اول** آنکه
این غلطی فهم راوی باشد زیرا که راوی معصوم نیست **و** در احادیث معصومین بلا خلاف پدر من حسن عسکری است پس احادیث
اهل البیت که مطهر و احد الثقلین اند تمسک بآن واجب و بآنها علم الیقین حاصل است **دوم** اگر غلطی
فهم راوی ثابت نشود پس تاویل آن واجب و ممکن است باینکه مراد پیغمبر از لفظ اسم ابیه اسم ابی جد اعلی
مهدی مراد من است چه امام حسین را ابو عبد الله کنیت چون معلوم است و بودن مهدی از اولاد امام حسین متواتر
کان معلوم و مجمع علیه امامیه است پس منافاتی نماند این مختار ابن **طلحه شافعی** در مطالب السئول است
اما اطلاق اب بر جد اعلی این هم شایع در لسان عرب و در قرآنست **اما قرآن** پس از آن جمله
قوله تعالی ملة ابیکم ابراهیم و حکایة تعالی از یوسف و اتبعت ملة ابائی ابراهیم
واسمعیل واسحق **و** خطاب یا بنی آدم و یا بنی اسرائیل **اما حدیث** معراج که بجبریل گفتم من هذا
یعنی این شیخ کیست قال جبرئیل ابوك ابراهیم پس در اینجا معلوم شد که بر جد اعلی اب اطلاق
میشود **اما اطلاق** اسم بر کنیت و صفت این هم در عرب و در شریعت جاریست چنانچه در بخاری

وتطبیق احادیث بر امام مهدی ع

مسلم مروسیت لعلی ان رسول الله سماه بابی تراب ولم یکن له احب الیه منه
یعنی علی را رسول الله باسم ابوتراب نامیده وعلی را اسمی دوست تر از اسم ابوتراب نبود پس
در اینجا اسم جدا علی مهدی ابوعبدالله الحسین عم ثابت شد والحمدلله **تبصره** در اینجا ثابت شد
که ظلم وستم بالکل والجزو ادیان باطله ومذاهب فاسده را قطعاً مهدی از بیخ وبن زایل میکنند و
از داد وانصاف وایمان واسلام کل دنیا را پر میکنند ومفهوم لیظهره علی الدین کله موقوف
منحصر برآنحضرت است **سوال** در مشکوة از سنن داود روایة کرده ونظر علی الی ابنه الحسن وقال
ان ابنی هذا سید کما سماه رسول الله صلعم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه
فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق ثم ذکر قصته بملاء الارض عدلاً یعنی حضرت امیر نگاه بحسن
کرده فرمود این پسر من حسن سید است چنانچه باین اسم جدش نامیده ز و واز صلب او مردی برمی آید
باسم نبی شما شبیه در خلقت باشد نه در خلق و پر میکند زمین را بعدل وانصاف **ثابت** شد که مهدی
را زاولاد وصلب امام حسن است نه از صلب امام حسین این مخالف ومنافی محققات امامیه است
جواب بتواتر ثابت شده که مهدی آیا از امام حسین است یا از حسن پس از **جمع** بین الادله منافی نیست زیراکه مهدی
بابا از حسین عم است **و اما** بام منتهی الی الحسن میشود چه مادر امام محمد باقر بنت الحسن المجتبی است مسمی فاطمه وکنیتش ام الحسن
یا ام عبدالله است **اما** اثبات اینکه اولاد دختر را پسر صلبی میگویند بقرآن وحدیث وعرف است **اما** قرآن
پس از جمله آن ابناءنا وابناءکم **و** از حدیث ان الحسن والحسین ابنی کافیست والحمدلله
خلیفة الله مهدی حسینی وحسنی است اللهم اجعلنا من اعوانه **باب دوم در مجمل احوال زمان خروج**
او بدانکه در **مشکوة** از ابوسعید خدری مرویست قال ذکر رسول الله صلعم بلاء هذه الامة حتی
لا یجد الرجل ملجأ یلجأ الیه من الظلم فیبعث الله رجلا من عترتی واهل بیتی فیملأ
به الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض

لا تدع قطرها شيئا الا صبته مدرارا ولا تدع الارض من نباتها شيئا الا اخرجته

حتى يتمنى الاحياء الاموات يعيش في ذلك سبع سنين او ثمان سنين او تسع سنين

خلاصه آنکه روزی رسول خدا صلعم بلاهای امت ذکر میفرمودند تا آنکه فرمود تا جائیکه گریز و پناه نمیماند بطرف او پناه از سبب ظلمها

پس درانحال خدا مردیرا از عترت و اهلبیت من برمی انگیزد و او زمین را بالتمام پر از انصاف و عدل میکند

چنانچه پیش ازان بظلم و فجور پر شده باشد اهل آسمان و اهل زمین کل از و راضی و مطمئن میشوند و باران

و قطره او جائی نمیرسد مگر آنکه کثیر میریزد و زمین برگی و برکتی نمیگذارد مگر آنکه آنرا برمی آرد بسبب این یمن و برکت

تمنای زندگی مردگان میکنند و بعد انبساط این امور خلیفة الله زنده تا هفت سال یا هشت سال یا

نه سال میماند در مشکوة از ابوداود از ام سلمه ام المومنین روایت میکنند در قصه مهدی فیخرج رجل

من اهل المدينة هاربا الى مكة فياتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه

بين الركن والمقام ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة

فاذا راى الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه ثم ينشاء رجل من قريش

اخواله كلب فيبعث اليهم بعثا فيظهرون عليهم وذلك بعث كلب ويعمل في الناس بسنة

نبيهم ويلقي الاسلام بجرانه في الارض فيلبث سبع سنين ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون

خلاصه آنکه مهدی از مدینه بمکه در اول خفیه میرود جماعتی از اهل مکه برمی آرند او را و حال آنکه او کاره میباشد

پس ازان بیعت او میکنند مابین رکن و مقام پس درانحال فوج سفیانی عثمان بن عتبه نام بر مهدی

فوج کشی میکنند و فوجش مابین حرمین یعنی بایداء نام خسف میشوند یعنی در زمین فرو میروند درانحال

ابدال شام و سرگروه های اهل عراق نزد او آمده بیعت او میکنند و بعد آن شخصی دیگر قریشی کلبی فوج کشی

بر آنحضرت میکند پس فوج آنحضرت بر ایشان غالب می آید و آنحضرت در مردم بسنت نبی خود حکم میکند

و بقیاس و نه باجتهاد و اسلام را در زمین بجز عزت خود پهن میکنند بنوعیکه مذهب مخالفی از کفار و مبتدعین باقی نمیگذارد مگر آنکه

از روی زمین محو و منتفی میکند بعد آن تا هفت سال مانده میمرد و مسلمانان بر او نماز میخوانند در مشکوة از سعید خدری روایت است قال صلعم والذی نفسی بیده لا تقوم الساعة حتی تکلم السباع الانس وحتی تکلم الرجل عذبة سوطه وشراك نعله ویخبره فخذه بما احدث اهله بعده خلاصه آنکه رسول خدا فرمود قسم بکسیکه جانم بدست قدرة اوست قیامة قایم نمیشود تا آنکه درندگان با انسان و مردم با سر تازیانه خود و تسمه نعلین و ران های خود کلام کنند که چه شده و گاه ران خبر اهل او چه کرده

باب در نزول عیسی ع و نماز خواندن او عقب مهدی ع

بدانکه عیسی ع بیعت مهدی میکند و بفرمان مهدی پیش روی او دجال را میکشد و بنیابت مهدی در روی زمین حکم خاتم النبیین بسط میکند در مسلم از ابو هریره مرویست قال صلعم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد یعنی قسم بخدا ایکه جانم در دست اوست قریب است که ابن مریم عیسی ع در شما نازل میشود و حاکم عادل میباشد پس شکستن صلیب و قتل خنزیر و وضع جزیه بر اهل کتاب و فیض مال میکند بنحویکه فقیری برای گرفتن پیدا نمیشود در سنن داود از عمران بن حصین مرویست لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناواهم حتی یقاتل آخرهم المسیح الدجال و فی مسلم لا یضرهم من خالفهم یعنی از ابتدای اسلام تا آخر زمان یک طایفه از امت من مقابله و مجاهده بر حق میکنند ظفر یابند همیشه بر مخالفان خود میباشند و ایشان را ضرر نمیرساند مخالفت مخالفان یعنی بحجتهای قاهره مخالفان خود را مغلوب و مقهور میسازند و مخالفان بر ایشان ظفر نمی یابند تا آنکه آخر این طایفه مسیح دجال را میکشد **اقول** این طایفه مظاهر حق بحجج بالغه قاهره که با ایشان ضرر نمیرساند حجت مخالف و ایشان ائمه اثنا عشر اند زیرا که از ابتدا خلافت امیر المومنین مخالفان خود را بحجج مغلوب میسازند و حق امامة ایشان را ظاهر میکنند و در آخر زمان دجال را

باب در نزول عیسی ع و نماز خواندن او عقب مهدی ع

گروه امام ثانی معشر خلیفة الله مهدی میباشند بر این مطالب پس بیان از بخاری و مسلم ابن طلحه شافعی

روایت میکند از ابی هریره قال رسول الله صلعم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

یعنی رسول خدا فرمود صلعم چه کیفیت شما میباشد وقتیکه عیسی بن مریم نازل میشود و امام شما مهدی

از شما در میان شما میباشد یعنی مهدی امامت شما میکند و عیسی هم در پس او بین نماز با او میخواند حال و دین

شما چگونه خواهد بود در مسلم از جابر مرویست لا یزال الطائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین

الی یوم القیامة فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرهم تعال صل بنا و هو المهدی فیقول لا ان

بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله هذه الامة یعنی همیشه یک طایفه از امت من مقاتله

برحق میکنند منصور تا قیامت میباشند پس در این احوال عیسی بن مریم نازل میشود امیر این امت است

که مهدی میباشد بعیسی میگوید بیا نماز بجماعت بخوان و امام شو عیسی میگوید امام شما و نمیتوانم زیرا که این دین

خاتم الانبیاء و المرسلین است و تو امام این امتی زیرا که بعض شما امرا و خلفاء الله بر بعض خود هستید یعنی

امام ماموم و امیر و مامور از خود این امت تا قیامت مقرر شده دیگر را دخلی در این نیست این تکریم و تعظیم

خداوند عالم برای این امت مخصوص گشت که نبی و امت دیگر را در این امت دخل نیست تشریح مقام

مقتضی چند امر است اول نزول عیسی از آسمان برای اعانت مهدی و دین محمد است چنانچه بطرق

اهل البیت وارد است اول کسیکه مهدی را بیعت میکند جبرئیل بعد او میکائیل بعد او اسرافیل است و

اول کسیکه از انبیا بیعت مهدی میکند عیسی بعد آن خضر و بعد آن ادریس بعد ان الیاس و از امم

سلف اول کسیکه بیعت او کنند اصحاب کهف میباشند چنانچه جلال الدین سیوطی در رساله منفرده

در این باب مینویسد ان اصحاب الکهف هم وزراء المهدی و هم یحیون فی زمانه بامر الله تعالی

لاعانته و وزارته یعنی بتحقیق اصحاب کهف در زمانه مهدی با مر خدا زنده کرده میشوند برای وزارت

و اعانت او و ابدال و انبیا احیا اصحاب او میباشند اللهم اجعلنا فی زمرتهم و وفقنا لنا فی

احوال مهدی آخر الزمان و اصحاب او و انبیا زنده و وزرای او همین اصحاب کهف

طاعته دارند و لنته للحق تامة برحمتك انك انت المنان الکریم رب عیسی را از نماز

بنیابت مهدی وزیر او و حاکم از جانب او سفر رسیده شود از دین خاتم الانبیاء والمرسلین شریعت بسط

در زمین سازد و برایل کتاب یهود و نصاری جزیه مقرر و انجاس و ارجاس را چون شراب و خوک

و اختلاف ملل زایل و با هر مهدی پیش مهدی مع لشکر اسلام بجهاد رفته دجال را میکشد و او را

واصل جهنم سازد و بمقام باب الد که از مواضع شام باشد زیرا که این دین خاتم الانبیاء والمرسلین است

بنی دیگر را ابداً نه دخلی و لا توجه فی امر ابد الاباد نیست ج نماز خواندن عیسی را ماموین عقب مهدی

دلیل قاطع و برهان ساطع است بر آنکه مهدی افضل از عیسی است و التفضل مفضول لازم

می آید و آن قبیح است عقلاً و نقلاً د ظاهر حق و معاون آن الی ظهور دولت حق الله تعالی بالاخره

این طائفه دجال را میکشد اما باید که همیشه با مخالفان خود مقابله بسیوف اقلام و مجاهده با نسبت اثبات

حق و ابطال بطلان کرده آمدند و ایشان را مخالفت مخالف مغلوب نمیسازد اگرچه همیشه قلیل بودند

باب در اختلاف تولد و وجود مهدی الان

بدانکه آنچه مذکور شد از باب مهدی

این بالجمله مجمع علیه امت است الا بعض متعصبین لعدو اهل البیت ع میگفتند که آخر عیسی در این عالم

خواهد بود و بنا نه **اما اختلاف** در این است که آیا مهدی متولد شده یا نه مختار امامیه با لاجماع مع جماعتی

از علما چون صاحب فصول المهمة مالکی و صاحب مطالب السئول شافعی و شیخ یوسف

صاحب خصائص الائمة و در شواهد النبوة جامی و امثال ایشان بسیاری قائل اند که ابو القاسم

محمد بن الحسن العسکری در سر من رای در زمانه معتمد علی الله عباسی متولد شده و نزد ابن طلحه در سنه

دو صد و پنجاه و هشت متولد شده **اما** اصح نزد ما دو صد و پنجاه و شش است **اما اثبات**

تولدش بوجوه بسیار است **اول** آنکه عمه حضرت مهدی حکیمه خاتون قابله او بود و این امر

متواتر نزد امامیه است **دوم** خود والده ماجده او نرجس خاتون مدعی ولادتش بود **سوم** والد

باب در اختلاف تولد و وجود مهدی الان

تعداد اسماء آنانکه مشرف خدمت مهدی شده اند الی حین

ماجد بن حضرت امام حسن عسکری بنفر ولادت مهد بسیت و مهدی را بکر بجم غفیر از خواص موالیان خود
از عرب و عجم نموده و در بغل گرفته نشان داده و ایشانرا بکر فرموده که این پسرم محمد بهمان سنت
که خدا و رسول او مکرر بانه خبر داد که عالم را پر از عدل میکند بعد از آنکه پر از جور و ظلم شده باشد
و دجال را همین میکشد و عیسی بعة همین و در عقب همین نماز بجماعت میکند چهارم
وزراء او در عرب و عجم معروف بودند و بنیابت آنحضرت نذور و هدایا و خمس از ائمه میگرفتند
و مردم را تعلیم احکام شریعة جد خود میفرمود چنانچه چند نفر از نوابهای آنحضرت در بغداد دفن و
محل زیارة و تردد مومنین قبورهای ایشان اند بجم غفیر متجاوز از هزار نفر بخدمت آنحضرت الی الان مشرف خدمت او
شدند و بزبان مبارک خود ایشان را فرمود من مهدی آخر الزمانم و معجزات بسیار ایشان از آنحضرت
سعه مسائل و ادعیات و توقیعات و زیارات و خطبها نقلکرده در کتب امامیه بعضی محفوظ و مطبوع او
متواتر اند ششم اشخاصی که مشرف خدمت حضرت مهدی شدند چندی را درج بصورة نمونه در اینجا میکنم
از وکلاء و غیر ایشان عثمان عمری و پسر او محمد و حاجز و بلالی و عطار و از کوفه عاصمی و از
اهواز محمد بن ابراهیم بن مهزیار و از قم احمد بن اسحاق و از همدان محمد صالح و از بسطامی و محمد بن عبد الله
و از آذربایجان قاسم بن علا و از نیشابور محمد بن شاذان و ایشان همه وکلاء مهدی بودند و از بغداد ابو القاسم
بن ابی حابس و ابو عبد الله کندی و ابو عبد الله جنیدی و هرون القزاز دنیلی و ابو القاسم بن رئیس
و ابو عبد الله فروخ و مسرور الطباخ و احمد و محمد د پسر حسن و اسحاق کاتب نوبختی و فرا
صاحب الصرة المختومه و از همدان محمد بن کشم و جعفر بن حمدان و محمد بن هرون بن عمران و از دینور حسن بن
ارون و احمد بن اخیم و ابو الحسن و از اصفهان ابن باد سالة و از صمره زیر و از قم حسن بن نصر و محمد
بن محمد و علی ابن محمد ابن اسحاق و پدر او و حسن بن یعقوب و از اهل ری قاسم بن موسی و پسر او
و ابو محمد پسر هرون و صاحب الحصاة و علی ابن محمد و محمد بن کلینی و ابو جعفر قوقار و از فرزند بن

مرداس و علی بن احمد و از فاقبه دو مرد و از شهرزور ابن الخال و از فارس محروج و از مرو
صاحب الف دینار و ابو ثابت و از نیشابور محمد بن شعیب بن صالح و از یمن فضل بن یزید
و حسین و پسر او و جعفری و ابن الاعجمی و الشمشاطی و از مصر صاحب المولودین و صاحب
المال در مکه و ابو الرجاء و از نصیبین ابو محمد بن وجناء و بسیار دیگر اند و جماعتی که ایشان را
توقیعات برآمد و این بصورة نمونه است مختصر موضع ولادتش و غیبتش در سرمن رأی موجود
الآن گنبدی بر آن مکان شریف بنا شده عام و خاص عرب و عجم برای زیارة آنجا می‌روند و آن سرداب
می‌آیند و متولیان آن مکان شریف الی حین اهل سنت اند مسئله دوم خلاف آنست اگر
مهدی متولد شده تا اینوقت که یک هزار و چند سال از ولادتش منصرم شده بقاء انسان بهمین
طول زمان ممکن و جائز نیست و اگر موجود میبود دیده میشد جواب استبعاد در طول عمر الخضر
نیست چه تطویل عمر از ممکنات و مقدورات باری است و تطویل اعمار بسیاری را فرموده اما از
اولیاء و انبیاء سلف بعضی زیاده از یک و دو هزار سال کفته اند ابن طلحه و شیخ یوسف نبیره ابن
جوزی میگویند که ذو القرنین بنص توریة سه هزار سال و بقول مسلمانان دو نیم هزار سال عمر کرد
و لقمان علیه السلام قریب سه هزار سال و عوج پدرش سیحان و مادرش عنق دختر آدم سه هزار
سال کرد و در حضور آدم پیدا شد که در زمانه موسی بدست موسی ع کشته شد و ضحاک بادشاه
نامش بیوراسپ هزار سال زنده بود و طهمورث هم هزار سال و دجال از زمان پیغمبر ص الی حین
یکهزار و قریب سیصد سال عمر دارد و تا زمانه مهدی ع زنده میماند و قینان نهصد سال و مهلائیل
هشتصد سال و نفیل بن عبد الله هفتصد سال و سطیح کاهن نامش ربیع بن عمرو ششصد سال
و عامر بن ضرب پنجصد سال و او حاکم عرب بود و تیم الله بن ثعلبه پنجصد سال و سام بن نوح
پنجصد سال و حرث بن مضاض الجرهمی چهارصد سال و ارفخشد چهارصد سال و قس بن

ساعده سه صد هشتاد سال **و** کعب بن حمجة الدوسی سه صد و نود سال **و سلمان فارسی** نزد بعضی دو صد و پنجاه **و** نزد بعضی سه صد سال عمر کرد **و** بقول صاحب رقات پنجصد سال **اما انبیائیکه** زیاد از یکهزار عمر کردند چون آدم **و** نوح و شیث و غیر ایشان اند **اما انبیائیکه** زنده اند چون الیاس **و** ادریس **و** خضر **و** عیسی تا زمان مهدی زنده خواهند بود **اما اشقیائیکه** از ابتداء ولادت زنده اند چون ابلیس از ابتداء دنیا تا قیامة زنده خواهند ماند **و دجال** بطال هم **اما ملائکه** از ابتداء خلق عالم تا فناء عالم زنده خواهند بود **و** اگر این مسلم الثبوت اهل ملل و نحل باشد پس حجة الله و خلیفة الله المهدی که از وجود و بقاء او چاره نیست چرا تا زمانی زنده نماند که بسبب او دین الله در کل دنیا منبسط و اختلاف ملل و نحل بوجود بیجود او مضمحل و زایل میشود **و در قرآن و** خبر از وجود و بقاء او هم ثابت باشد **مسئله سوم** خلافی در وجود و بقاء او و فواید حاصل نیست بین وجود و عدم وجود او مساوی است زیرا که از وجود غیبت او نفعی حاصل نمیشود **جواب** بچند وجه است **اول** در استتار خضر و ادریس و الیاس و عیسی **و** ایضاً در اختفاء یوسف و ابراهیم و موسی و محمد در غار و شعب ابیطالب فایده متصور بود یا نه جواب شما جواب ما است **دوم** در استتار آفتاب زیر ابر فایده هست یا نه جواب شما جواب ما است

سوم در روایت احمد حنبل است ان اهل بیتی امان لاهل الارض کما ان النجوم امان لاهل السماء فاذا ذهبت اهل بیتی عن الارض اذا ذهبت الارض باهلها یعنی اهل بیت من ...

اهلبیت من امان و نجاة اند مر اهل زمین را از غضب و مسخ و قذف چنانچه ستارگان امان اهل آسمان اند و هنگامیکه اهلبیت من بالکل از زمین بروند و زنده نمانند آنگاه اهل زمین با زمین فانی میشوند پس بقاء زمین و اهل آن بوجود بیجود او ثابت شد **مسئله چهارم** بشر ذی جسم و اکل و شرب دارد اگر زنده و موجود عیناً و جسماً است بنظر نیامدن او سفسطه است **و** از زندگی دیگر غیر از عالم و غیر از زمین است پس در آنجا بی اکل و شرب چگونه زندگی میکند **جواب** مختصر بچند وجه است **اول** خضر ذی

جسم عینا و دجال بطال خبیث ذی جسم عینا بشر اندیا نه وایشان بنظر می آیند یا نه این سفسطه است
یا نه چو اکثر جواب انات ب الیاس و ادریس و عیسی در اینجا لم انبیا در عالم دیگر غیر این زمین و
در آنجا بی اکل و شرب زیست میکنند یا با اکل و شرب اگر بی اکل و شرب باشد ممتنع العادة
است و اگر با اکل و شرب باشد از کجا می آرند و بول و غائط و تطهیر کجا و چگونه میکنند جو اکثر جواب نمی
مسئله پنجم خلیفة الله از اولاد فاطمه از ذریه حسین باسم محمد بن الحسن بلقب مهدی
و بکنیت ابو القاسم تا وقت ظهور بین کل بنی فاطمه در آن مشترک اند و این جا بین تمیز ممتنع میشود
چه اوصاف انسانی مشترک اند جواب بچند وجه است اول اوصاف ممیزه که خدا و رسول او ثبت
بلبسی مقرر کنند حصول آن در غیر او اختلال در نبوة و الهیت لازم می آید این عقیده برهام نمود ندارند
لهذا واجب شد که در شخص معین عینا یافته میشوند اگرچه در اصل مشترک باشند و از جمله اوصاف ممیزه
در سنن ابو داود و ترمذی از سعید خدری مرویست سمعت رسول الله المهدی منی اجلی
الجبهة واقنی الانف یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا و یملک سبع سنین
یعنی رسول خدا ع فرمود مهدی از اولاد من است عاشر ائمه هدی جبین کشاده چون آفتاب روشن
و بینی کشیده میانه بلند در روایة دیگر بر رخ راستش خالی چون ستاره درخشنده است زمین را بانصاف
و داد پر میکند چنانچه قبل از ان پر شده باشد بظلم و جور و بعد آن هفت سال سلطنت و خلافة بر روی
زمین میکند چه ثبوت علامات در دلالت دلیل راجح کافی و احتمال تجدد آن در غیر مرجوح باطل است و الا تعطیل
اکثر قضایا و امور بل بطلان آنها لازم می آید چون معرفة قبله بعلامات و معرفة اشیاء و ادویات بنشانها
و ملاقات عمار و اویس قرنی و قتل ناکثین و مارقین و قاسطین معروف بصفین و جمل و خوارج نهروان
و امثال آن بالکلیه باطل میشوند و حال آنکه بعین صفت و این فرق یگانه بقتل آمدند و این جواب مختار ابن
طلحه شافعی است دوم نزد امامیه حضرت مهدی حجة الله بر خلق و خلیفه او بر زمین است این عقل قاطع است بآنکه حجتی

مسئله ششم در بیان امتیاز باسم و لقب ... جواب اشکال

وفرتبی زاید برکافه خلق داشته باشد لسبب آن ممتاز میشود وآن چند چیز است اول آباید سید بلا واسطه ولد امام حسن عسکری ع وولد نرجس خاتون باشد دوم این کمل خلق است و آ بست که اکمل وافضل اهل زمان خود باشد بنحویکه در آن عصر مساوی او کسی نباشد سوم مطهر و معصوم باشد چهارم از جمیع معاصی واز منفرات عقلیه و متصف بمحاسن و محامد باشد پنجم وجوباً منصوص از امام سابق باشد تا که اختلاف روی نه دهد ششم بعد دعوای خلافه وادعاء مهدیت موعوده تصدیق خود کند بموید آلدنیه وخوارق عادات ار بابیه بنحویکه از آوردن مثل آن اهل اعصار او بالکلیه عاجز باشند ثبوت این آنچه بعز باید بسر وچشم قبول داریم آل وجان خود فدا او سازیم انشاء الله اللهم اجعلنا من اعوانه وارنا دولته الحق القائمة نعزه ابائه وجده وامه علیهم السلام والصلوة والتحیة اما در این کتاب مستطاب بغیر مشکوة وترمذی ومسلم وبخاری از کتب احادیث دیگر سنیان حدیثی نیاوردم مگر نادر بصورة شواهد وفواید والا از مناقب آل محمد اگر دنیا را مملو سکنی میشود چنانچه سیوطی مع دیگر علما از ابن عباس روایة کردند که اگر صفحات افلاک کاغذ و اشجار دنیا اقلام و بحور دنیا سیاهی شوند وجن وانس کلهم کاتبین وملایکه محاسبین شوند البته عشر معاشر فضائل علی ابن ابیطالب نوشته نمیتوانند

تکمیل الابواب

در مناقب بعض ازواج واقارب واصحاب حضرت رسالت مآب ص در آن چند باب اند

باب خدیجة الکبری

احب ازواج واعظم مراتب نزد خدا ورسول الله ص داشت در مسلم وبخاری ومشکوة وترمذی از حضرت علی روایت یقول رسول الله ص خیر نساءها مریم بنت عمران وخیر نساءها خدیجة بنت خویلد واشار وکیع الی السماء والارض یعنی بهترین زنان که ما بین آسمان وزمین میباشند یعنی زنان دنیا وجنة مریم دختر عمران وخدیجه بنت خویلد است در ترمذی ومشکوة از انس روایت حسبك من نساء العالمین مریم بنت عمران وخدیجة بنت خویلد وفاطمه بنت محمد واسیه امرأة فرعون هذا حدیث صحیح وفی اخری ما کمل من النساء الا مریم الخ یعنی

باب خدیجة الکبری

بروایتی از زنان کامل کدامی نشده مگر این چهار زن و بموجب روایة ترمذی در مشکوة بس کافیست
ترا از زنان عالمیان مریم و خدیجه و فاطمه و آسیه زن فرعون در مشکوة و ترمذی و مسلم و بخاری از عائشه
و ابوهریره و غیر ایشان مرویست اتی جبرئیل النبي فقال یا رسول الله هذه خدیجة
قد اتتك معها اناء فیه ادام وطعام او شراب فاذا هي اتتك فاقرأ علیها السلام من ربها
ومنی وبشرها ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیه ولا نصب یعنی جبرئیل نزد پیغمبر آمده
عرض کرد اینست که خدیجه می آید و بدستش ظرفیست دران نان خورش و طعام یا آب پس خدیجه را
از زبان خدا و از زبان من که جبرئیل باشم سلام برسان و بعد آن بشارة ده او را بانکه برای او در جنة قصر
بزرگ از یک دانه مروارید مجوف تیار شده که دران شور و شغب و تعب نیست در مسلم است از اسمعیل پرسیده کان
رسول الله ص بشر خدیجة ببیت فی الجنة قال نعم بشرها ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیه
ولا نصب یعنی آیا پیغمبر خدیجه را بشارة خانه در جنة داده بود پس عبد الله ابی اوفی گفت آری بشارت
خانه در جنة مر او را داده بود و در مسلم از عائشه رض مرویست قالت بشر رسول الله خدیجة ببیت فی الجنة
یعنی پیغمبر ص خدیجه را بشارة خانه قصبی در جنة داده بود و در مسلم مرویست قالت عائشه رض لم یتزوج النبي ص
علی خدیجة حتی ماتت یعنی عائشه رض میگوید که رسول خدا ص زوجه دیگر در عقد خود نیاورد تا وفات خدیجه
برای تعظیم و کسر قلب او و در مسلم از عائشه رض مرویست قالت ما غرت علی احد من نساء النبي ما غرت
علی خدیجة وما رأیتها ولکن کان یکثر ذکرها وربما ذبح الشاة ثم یقطعها اعضاء ثم یبعثها فی صدائق
خدیجة فربما قلت له کانه لم تکن فی الدنیا امرأة الا خدیجة فیقول انها کانت وکانت وکان
لی منها ولد متفق علیه خلاصه آنکه از متفقات علیه محدثین است که عائشه گفته مرا غیرت جاهلیه بر هیچ
زنی از زنان پیغمبر ص روی نمیداد مگر بر خدیجه کبری بجهة آنکه پیغمبر ص محاسن و محامد او اکثر و مکرر یاد میکرد
و برای آنکه آنحضرت ص گوسفندی نمیگشت مگر آنکه آنرا تقسیم بر زنانی میکرد که صداقت و دوستی با خدیجه رض

داشتند پس روزی عایشه رض میگوید که من گفتم یا رسول الله صلعم گویا در دنیا زنی سوای خدیجه رض نبود آنحضرت فرمود
فلان خصلت و فلان صفت خدیجه رض داشت و خدا مرا از بطن خدیجه رض اولاد هم داد قطع نظر از احسانها و سیرت حمیده او
در مسلم از عایشه مرویست ما غرت على نساء النبي الا على خديجة واني لم ادركها قالت وكان رسول
الله صلعم اذا ذبح شاة يقول ارسلوا بها الى اصدقاء خديجة قالت فاغضبته يوما فقلت خديجة
فقال صلعم اني قد رزقت حبها خلاصه آنکه عایشه رض بسبب هیجان غیرت بر خدیجه رض پیغمبر صلعم را عمداً
بغضب و قهر آورد تا یکروز پیش پیغمبر صلعم گفت ای عایشه من در فرط محبته او مرزوق من الله ام نه من
عنه النفس در مسلم از عایشه مرویست ما غرت على امرأة ما غرت على خديجة لقد هلكت
قبل ان يتزوجني بثلث سنين لما كنت اسمعه يذكرها ولقد امره ربه ان يبشرها من قصب
في الجنة وان كان ليذبح الشاة ثم يهديها الى اخلائها خلاصه آنکه عایشه بغیرت آمده طعن بر خدیجه
میکرد و حال آنکه خدیجه قبل از نکاح او سه سال مرده بود بجهت سبب آنکه پیغمبر صلعم محاسن او بکر یاد میکرد و ب
آنکه پروردگار او را بشارت قصر قصبی در جنت داده بود و آنکه هر گوسفند ذبح میکرد به زنانی میداد که صداقت
بخدیجه داشتند در مسلم از عایشه مرویست استاذنت هاله بنت خويلد اخت خديجة على رسول
الله فعرف استيذان خديجة فارتاح لذلك فقال صلعم اللهم هاله بنت خويلد فغرت وقلت وما تذكر
من عجوز من عجائز قريش حمراء الشدقين هلكت في الدهر بدلك الله
خيرا منها خلاصه آنکه روزی هاله دختر خویلد خواهر خدیجه اذن دخول از آنحضرت طلبید چونکه او در سیرت و صورت
و صوت چون خدیجه بود او نهایت خوش شده فرمود بار خدایا این هست هاله دختر خویلد عایشه میگوید در
آنوقت غیرت بحرکت آورد پیغمبر را گفتم چه یاد میکنی بار بار زنی بسیار پیر را از پیره زالهای قریش که بالکل دندان
او از بیخ افتاده سرخی فکهایش چون سرخی لثه طفل میبود و ساقهای او بسبب پیری باریک بود در زمانی
مرده الحین او را یاد میکنی و خدا ترا بدل بهتر از وی داده یعنی مرا بعوض او داد در ترمذی مرویست

قالت ما حسدت امرأة ما حسدت خديجة وما تزوجني رسول الله الا بعد ما ماتت وذلك

ان رسول الله بشرها ببيت في الجنة لا صخب فيه ولا نصب حاصل آنکه عایشه میگویدین

حسد زنی نداشتم آنقدر که حسد خدیجه داشتم و مراد در زوجیت رسول خدا صلعم نیاورد مگر بعد وفات خدیجه

زیراکه او را خدا و رسول علیه السلام فرستاد و بشارة قصر قصبی در جنت داد که دران لعب و تعب نمی باشد

تشریح مقام مقتضی چند امر با الاجمال است آنکه خدیجه افضل کل زنان دنیا و آخرتست زیراکه لفظ

خیر و لفظ اکمل و جسکت در احادیث موجود و هر یکی ازین الفاظ معنی افعل تفضیل با اجماع نحات میدهد پس

کل زنان دنیا و دین مع ازواج النبی غیر خدیجه مفضول گشته چو چنین نصوص جلیله اند بلکه خدیجه را

مساوی مریم و آسیه ساخته درین حرفی نیست **آیا فاطمه زهرا** مساوی ایشانست یا افضل ایشان سابق

با دلیل عقل و نقل ثابت شد که فاطمه افضل این سه گانه و افضل کل زنان دنیا و آخرة است **تنبیه** جماعت

از محققین چون قسطلانی و نووی و قاضی و امثال ایشان میگویند بهذه الاحادیث یستدل

من يقول و يجوز بنبوة النساء و نبوة آسية و مريم والجمهور على انه غير جائز وهن عند

الاكثر وليتان و صليقتان من اولياء الله ولفظة الكمال تطلق على تمام الشئ و تناهيه

في بابه والمراد هنا التناهي في جميع الفضائل وخصائل البر والتقوى فان قلنا انهما انبياء

فلا شك ان غيرهما لا يلحق بهما انتهى خلاصه آنکه کسیکه تجویز نبوة زنان میکند شخص آسیه و مریم را نبی میداند

و جمهور بر خلاف آنچه نزد اکثر ایشان اولیاء الله و بسیار صادق نسبت باقی بودند زیراکه لفظ کمل اطلاق

بر تمام شی و انتهای او میشود و مراد اینجا از اکمل ایشان اینست که در جمیع خصایل و فضایل از بر

و تقوی بدرجه انتهاء رسیدند اگر بنبوت ایشان قایل شویم اگرچه درین زمان بجهت ختم نبوت

بر فاطمه و خدیجه مطلق نبی اطلاق نمیشود بلکه قابل و لایق نبوت بودند اگر نبوة زنان در زمانی جایز

می بود پس درین شک نیست که هیچ یکی در مرتبه با ایشان از زنان عالمیان مساوی شده نمیتواند

بیان آنکه از زبان شیعه اینست که فاطمه و خدیجه و آسیه و مریم قابل نبوة بوده اند

اقول اگرچه نبوت زنان مجوز نیست لیکن باز هم هیچ زنی از اولین و آخرین با ایشان مساوی نمی
توانند شد زیراکه لفظ صریح چون سیده و لفظ تکمیل و آنچه فی الواقع بمعنی افعل تفضیل است چون لفظ خیر
در متواترات النصوص موجود اند والحمد لله بعد فاطمه مادرش خدیجه سیده زنان عالمیان ثابت شد لهذا اصحاب ما
خدیجه صدیقه کبری و فاطمه را بالخصوص محدثه و صدیقه کبری و بعض اصحاب رحمة الله میخوانند ب سلام
فرستادن خدا و سلام دادن جبرئیل از اعاظم و قصوی مراتب است که دیگری را ازین امت از ابتدا تا قیامت
نصیب نشده و نخواهد شد و سلام خدا عنایت مخصوصه برای خاصان خدا است چنانچه یعنی صلواة و سلام سابق
بیان شده ج لفظ خیر نسائها دلیل است بر عصمة و طهارة خدیجه و آسیه چنانچه دو قسم دیگر ایشان که فاطمه
باشد بآیه تطهیر و مریم بآیه یا مریم ان الله اصطفاك وطهرك مطهر اند والا لفظ اکمل و لفظ خیر صحت
نمیبندد اما در ظاهر غیر انبیا علیهم السلام چنانچه بر طهارة فاطمه و مریم نص جلی است چه عصمة و تطهیر محتاج به نص
جلی است والله اعلم و سید انبیا صلعم تا قید حیوة او زنی نگرفت برای تعظیم و کسر قلب او اگرچه موجب و ما ینطق
عن الهوی آنحضرت بوحی نگرفته لکن بر تقدیر وحی و بر تقدیر آنکه خود آنحضرت نگرفت تکریمی نموده پس اینهم
از اعاظم مراتب خدیجه است ه عطاء قصر قصبی بزرگ بلا لعب و بلا تعب خاصه نور رتبه عالی دیگر است که هیچ زوجه
نبی را چنین وعده نشده لهذا عایشه حسد از و برده و اظهار کرده چنانچه خود عایشه گفته که حسد نبردم
بر هیچ زنی مثل حسد بر خدیجه و سلام و بشارة خانه در جنت اعلام بر کمال ایمان خدیجه و بر بهتری عاقبت او است
ز تکرار ذکر خدیجه دلیل است که پیغمبر صلعم از و بدرجه قصوی راضی بود بلکه با صدائق خدیجه هم راضی بود و لهذا انها را
ممتاز بگوشت فرستادن میفرمود ح طعن زدن عایشه و حسد بردن او بر خدیجه دلیل صریح است بر آنکه عایشه
از مطهرین نیست بل طعن بر خدیجه و حسد بر او بل اظهار حسد او انی مومن باتفاق فقها اکبر کبایر است و حدیث
الحسد یأکل الایمان کما تأکل النار الحطب یعنی حسد ایمان را میخورد چنانچه نار چوب را میخورد شاهد
صریح است چنانچه در ترمذی در فصل ازواج نبی زوجه رسول الله صلعم صفیه بنت حیی بن کنانه

له خدیجه چرا تقرب نزد او
اول نباشد باتفاق روایت
اول من امن من الصبیان علی
و من النساء خدیجه و اول کسیکه ایمان
آورد از اطفال علی است و از
زنان خدیجه است و در قرآن فرمود
السابقون السابقون اولئك
المقربون یعنی سابقین مقربان
عفا الله ۱۲

پیغمبر صلعم را عرض نمود که عایشه و حفصه مرا توهین و خود را بهتر از من میدانند پیغمبر صلعم فرمود الا قلت وکیف تکونان
خیرا منی وزوجی محمد وابی هارون وعمی موسی یعنی چرا نگفتی که یا عایشه و حفصه چگونه شما بهتر از من
هستید و حال آنکه شوهرم سید انبیا و پدرم هارون و عمم موسی هر سه اکابر انبیا اند **و در ترمذی** است
قالت صفیة قالت لی حفصة انی ابنة یهودی فقال النبی صلعم انک لابنة نبی وان عمک لنبی وانک
لتحت نبی ففیم تفخر علیک ثم قال صلعم اتقی یا حفصة هذا حدیث صحیح صفیه میگریست و به پیغمبر عرض نمود
که حفصه مرا میگوید که دختر یهود هستی پیغمبر صلعم فرمود تو دختر پیغمبری و عموت پیغمبر و در نکاح پیغمبری ای
حفصه بکدام خصلت بر صفیه فخر میکنی ای حفصه بترس خدا را و مومنات را ایذا مکن **تنبیه** خود عایشه
میگوید اغضبته یوما یعنی دانسته بسبب طعن خدیجه و اظهار حسد براو در غضب و قهر آوردم پیغمبر را تا یک روز
نعوذ بالله من غضب الله و رسوله هر که بغضب آرد پیغمبر را او را ایذا کرده و موذی رسول بعموم آیه قرآنی و ان الذین
یوذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة ولهم عذاب مهین یعنی موذی خدا و موذی
رسول ملعون بزبان خدا در دنیا و آخرة مر ایشان را عذاب ذی اهانت است بنص صریح و شواهد صحیح اند که
ازواج خصوص این دو زن معصوم و داخل آیه تطهیر نبودند بل عاصی و موذیان رسول بودند قطع
نظر از سوره تحریم چه اجماع مفسرین و محدثین خصوص بخاری بر آنست که این دو زن ایذا رسول
الله صلعم کردند و این سوره در نخد برایشان نازل شده حسبک هذا والله یهدی من یشاء الی سواء الطریق

باب فضل جعفر طیار و عبد الله ابن جعفر است در ترمذی و مشکوة

از ابوهریره مرویست قال رسول الله صلعم رایت جعفرا یطیر فی الجنة مع الملئکة یعنی رسول خدا صلعم
فرمود جعفر را دیدم در جنت با ملایکه میپرد **در مشکوة و در بخاری** از ابن عمر مرویست کان رسول الله صلعم اذا سلم
علی ابن جعفر قال السلام علیک یا ابن ذی الجناحین یعنی رسول خدا صلعم بعد فوت جعفر طیار همیشه بر پسر او
عبد الله ابن جعفر سلام میکرد بانکه ای پسر ذو الجناحین یعنی ای پسر کسیکه دو بال او را داده شد **در ترمذی** در مناقب

باب فضل جعفر و عبد الله بن جعفر

جعفر از براء مرویست ان النبی قال لجعفر بن ابی طالب اشبهت خلقی وخلقی یعنی پیغمبر
بجعفر بن ابو طالب فرمود تو شبیه تری با من در خلق و خلقت ایضاً در ترمذی و بخاری
از ابوہریرہ مرویست فکنت اذا سئلت جعفر بن ابیطالب آیۃ لیجیبنی حتی یذھب الی منزلہ
فیقول لامراتہ یا اسما اطعمنا فاذا اطعمنا اجابنی وکان جعفر یحب المساکین ویجلس
الیھم ویحدثھم ویحدثونہ فکان رسول اللہ ص یکنیہ بابی المساکین خلاصہ آنکہ ابوہریرہ
میگوید من وقتیکہ سوال طعام میکردم جعفر طیار را او اجابت میفرمود و بخانہ رسیدہ زوجہ خود را میفرمود کہ ما را طعامی بدہ و میداد
اگر چیزی میبود و جعفر مساکین را بسیار دوست داشت و با ایشان می نشست و حدیث بیان میکرد
لہذا رسول اللہ ص او را ابو المساکین کنیت مقرر فرمود در بخاری در باب الحلوا والعسل از ابوہریرہ مرویست
خیر الناس للمساکین جعفر ابن ابی طالب ینقلب بنا فیطعمنا ما کان فی بیتہ الخ خیار مردم
برای مساکین جعفر طیار بودہ ما را بخانہ میبرد و طعام میداد از جمیع آنچہ در خانہ اش بود از ترمذی در مشکوٰۃ
از حضرت امیر ع روایت کردہ قال رسول اللہ ص ان لکل نبی سبعۃ نجباء رقباء واعطیت انا
اربعۃ عشر قلنا لعلی من ھم قال انا وابنای وجعفر وحمزۃ الی قولہ ص وسلمان وعمار
وعبد اللہ ابن مسعود وابوذر والمقداد یعنی رسول خدا فرمود ہفت نجیب و رقیب برای ہر نبی
بودند و مرا چہاردہ دادہ شدند از جملہ ایشان علی و حسن و حسین و جعفر و حمزۃ تا آنکہ شمرد از ایشان سلمان
و عمار و ابن مسعود و ابوذر و مقداد را در مسلم در حدیث طویلی در باب مناقب جعفر مرویست بہ تلخیص آن لما دخلت اسماء بنت
عمیس علی حفصۃ فقال عمر من ھذہ قالت حفصۃ اسماء قال عمر الحبشیۃ ھذہ البحریۃ ھذہ فقالت
اسماء نعم فقال عمر سبقناکم بالھجرۃ فنحن احق برسول اللہ ص فغضبت وقالت کلمۃ کذبت یا عمر کلا
واللہ کنتم مع رسول اللہ ص یطعم جائعکم ویعظ جاھلکم وکنا فی ارض البعداء البغضاء فی
الحبشۃ وذلک فی اللہ وفی رسولہ وایم اللہ لا اطعم طعاما ولا اشرب شرابا حتی اذکر ما قلت لرسول

افضلیت اسماء بنت عمیس

الله صفقال رسول الله صلعم ليس باحق بی منکم وله ولاصحابه هجرة واحدة ولکم انتم اهل السفینة
هجرتان خلاصه ترجمه آنکه عمر طعن زد زوجه جعفر طیار اسماء بنت عمیس راکه تو حبشیه و بحریه هستی ما سبقت بهجرت نمودیم بر شما
داریم احق برسول غنیمیم اسماء بغضب آمده بعد کلامی فرمود دروغ میگوئی ای عمر شما نه اقرب برسول و نه احق بودیم
هستید و رسول ص گرسنه شما را طعام میداد و جاهل شما را وعظ میفرمود و ما در زمین بعید و مبغوض در حبش بودیم
والله من این سخن تو به پیغمبر ص را میگویم پس پیغمبر فرمود نیست عمر احق بمن بر شما عمر و اصحابش را یک هجرة و برای شما
اهل سفینه دو هجرت است در مسلم است قال عبد الله بن جعفر لابن الزبیر اتذکر اذا تلقینا رسول الله صلعم انا
وانت وابن عباس قال نعم فحملنا وترکک یعنی عبد الله جعفر ابن زبیر را گفت آیا یاد داری رسول خدا ص
مرا و عبد الله عباس را با خود برداشت و ترا گذاشت در مسلم است قال ابن جعفر اذا قدم رسول الله صلعم
من سفر تلقی بصبیان اهل بیته فسبق بی الیه فحملنی بین یدیه ثم جیئ باحد ابنی فاطمة فادخلنا
للدینة ثلثة علی دابة واحدة یعنی عبد الله جعفر میگوید رسول ص از سفر وارد شده ملاقی اطفال اهل بیت
شده مرا و یکی از دو پسر فاطمه ع که سه شدیم بر مرکب واحد سوار کرده داخل مدینه گشتیم در مسلم است قال عبد الله
بن جعفر اردفنی رسول الله صلعم ذات یوم خلفه فاسر الیّ حدیثا لا احدث به احدا من الناس
خلاصه ترجمه آنکه ابن جعفر را رسول خدا ردیف خود ساخته عقب خود بر مرکب خود سوار فرمود سخنی با و
گفت ابن جعفر میگوید که بهیچ آدمی را نخواهم گفت تشریح مقام مقتضی چند امر است اول آنکه جعفر بیچکس را
از کل خلایق بمحض مردن دو بال داده نشد و ابد الآباد در جنت بین ملایکه نصیب نشده سبب جعفر انجیار
صحابه چون برادر خود امیر المؤمنین ع بود که مساکین و فقرا صحابه را شکم سیر میکرد سخی بودن او از اعاظم
مراتب است او اثبات ترجیح برای جعفر و زوجه او و اصحاب او را دو هجرت پیغمبر ص اثبات فرمود و عمر و اصحاب عمر را یک هجرت
و حقیت عمر و اصحاب او سلب فرمود و اسماء روبرو حفصه صریح فرمود که کذابی ای عمر لیس بهجرت عمر و اصحاب
او چگونه احق باشند و صاحب دو هجرت احق نباشد تدبر کن و پسر جعفر را باسم ابن ذو الجناحین

سلام میداد از اعاظم مفاخر اوست هر پسر جعفر و حسنین را بر یک کس سعی کرده این سیر ابیره ثبر وزن
جعفر رازی بیان کرده این دیگر رتبه ایست که از امته کسی با وشریک نیست و بجهة طوالت کتاب بنا بر تعبیر را
تحریر نکردم باب در اسلام ابا نبی و علی بدانکه در کتاب المودة همدانی شافعی در مجلدثانی صحیح مسلم روایه کرد

الی جعفر بن محمد نزل جبرئیل علی رسول الله صلی الله علیه و آله فقال ان ربک یقرئک السلام و یقول انی قد حرمت النار علی
صلب انزلک و بطن حملک و حجر کفلک یعنی امام جعفر صادق علیه السلام فرمود که جبرئیل نازل شد
بر حضرت رسول و فرمود که خدایت سلام میفرستد و میگوید که بتحقیق حرام کردم آتش جهنم را بر پشتیکه ترا فرود آورد یعنی عبدالله
و بر شکمیکه ترا حمل کرفته یعنی مادرت آمنه و بر دامنیکه کفالت تو کرد یعنی ابو طالب و مثل همین در کتاب امامیه هم هست در موده ذیحمدانی

روایه کرده قال ان ابی طالب کان مستقیما بالازهم و لا یعبد الاصنام و لا اکل ما ذبح علی النصب و کان علی ملة ابراهیم
یعنی پیغمبر فرمود بتحقیق ابو طالب قایم بازلام عابد صنم ما آکل مذبوح بر انصاب نبود و قدیما بر ملت اسلام ابراهیم بود
در کبیر و نیشاپوری و غیر اینها روایت متعدد خصوص ذیل آیه و تقلبک فی الساجدین قال رسول الله صلی الله علیه و آله خلقت

من نکاح لا من سفاح ثم قال رسول الله صلی الله علیه و آله لم یزل ینقلنی الله من اصلاب الطاهرین الی ارحام المطهرات حتی اخرجنی فی عالمکم هذا
یعنی پیغمبر فرمود که ولادت من همیشه بر نکاح بوده نه بر سفاح و نه غیر شرایع پس از این فرمود که همیشه نقل میفرمود
مرا حق تعالی از اصلاب پاکیزه بسوی ارحام پاکیزه بهمین حال از ابتدا الی حین نقل شد آمدم تا آنکه باین عالم و زمان شما آورد مرا

در کلینی مثل همین روایت قال الصادق خلق الله نور محمد و علی و لم یخلق شیئا و اجری ذلک فی الاصلاب الطاهرین حتی
افترقا فی اطهر طاهرین عبدالله و ابی طالب یعنی خدا پیدا کرد نور محمد و علی را قبل از ایجاد همه اشیاء و جاری ساخت آن نور را در اصلاب
پاکان تا آنکه در آخر آن نور متفرق شد در اطهر طاهرین عبدالله و ابو طالب و در معالم التنزیل بغوی در سوره شعرا در ذیل

آیه و تقلبک فی الساجدین از ابن عباس روایت کرده او تقلبک فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجک فی هذه الامة و فی روایت
من اصلاب الموحدین الساجدین الی هذا العالم یعنی خدا میگرداند نطفه محمدی را در اصلاب انبیا از نبی بسوی
صلب نبی تا آنکه بر آورد ترا از صلب عبدالله و در بشایر المصطفی و دلایل ابو نعیم و دلایل

بیهقی و مواهب لدنی روایة کردند لما قرب وفاة ابیطالب کان النبی ص یقول عند موته یا عم قل
لا اله الا الله کلمة استحل لک بها الشفاعة یوم القیمة فلما رای ابوطالب حرص رسول الله
قال یا ابن اخی والله لولا مخافة قریش انی انما قلتها جزعا من الموت لاقررتها لا اسرک بها فلما تقارب من
ابیطالب الموت نظر العباس الیه یحرک شفتیه فاصغی الیه باذنیه فقال یا ابن اخی والله لقد
قال اخی الکلمة التی امرته بها و در مواهب و روضة الاحباب و
مدارج و معارج از محمد بن اسحاق روایة کردند که ان اباطالب اسلم عند الموت ملخص آنکه حضرت
رسول ص ابوطالب را فرمود ای عم بخوان کلمه توحید را تا بسبب آن حلال شود برای تو
شفاعت آنرا بروز قیامت ابوطالب عرض کرد ای پسر برادر من بزبان میگفتم آنرا اگر
خوف قریش نبودی که ابوطالب بجزع موت آنرا گفته هر آئینه میگفتم چشم و دلت را بخوانند
آن قرار میدادم و سد تو بان نمیکردم پس وقتیکه نزدیک شد بموت ابوطالب را عباس دید
که ابوطالب لبهائے خود را میجنباند گوش داد شنید که کلمه توحید آهسته میخواند عباس پیش پیغمبر عرض
کرد که ای پسر برادر بتحقیق والله ابوطالب آن کلمه که بآن او را امر کرده بودی میخواند محمد
بن اسحاق گفت که بتحقیق ابوطالب نزدیک موت خود اسلم آورد تشریح مقام مقتضی
امریست بدانکه اسلام و ایمان آبا نبی و آبا ائمه ایا شرط صحت نبوة و امامت هست یا شرط نیست در
دو قول است اول مذهب امامیه است بل نزد ایشان آبا نبوی و علی همه انبیاء بودند یا
اوصیا انبیاء تا عبدالله و ابوطالب ثانی مذهب اهل سنت است زیراکه نزد ایشان در
ائمه ایشان در حال امامت کافیست ظاهر اقرار بکلام اگرچه در باطن منافق کافر باشند و برای
آنکه آئمه ایشان از ابتدا تا انعقاد اسلام همیشه مشرک باتفاق بودند و مذهب اول صحیح بچند
دلیل است اول واجب در عقل بجال رفعت انبیا خصوص بجال نبی ص و ائمه هدی است زیراکه در آن

عدم تنفیر و لا اعتراض و لا منقصه موجب اقبال و اجابت ایشان میباشد پس آنچه موجب ازالت نفرت و اعتراض و سبب اقبال در نبوة باشد بودن آن در آن واجب است **دوم** هر مشرک کافر فی الحقیقه نجس العین فی الدارین است و هر نبی طاهر العین است و ولد خیر والدین میباشد پس چگونه بودن نبی نجس العین بل انجس الاعیان در وقت دون وقت فی الاصلاب و الارحام جایز باشد و چگونه بر اجزاء اصلیه نجس العین نور و طهر اطلاق شود لهذا واجب است که هیچ نبی و هیچ امام نسل مشرک زاده و دیگر انواع مولود بر الواث و ارجاس نباشد **سوم** این صحاح احادیث بطرق خاصه و عامه نص صریح اند که آباء نبی ما از آدم تا محمد هیچ یکی از زنا و از کافر و مشرک بوجود و بعمل نیامدند و الا وصف اصلاب و ارحام عموماً بطهر و مطهر نمیفرمود و بقید حتی اخرجنی فی عالمکم هذا قطع شد که تا این عالم ظهور او از همه مومنین موحدین بل از نبیین شده غیر انبیاء و ائمه فی الحقیقت و الیقین طاهر و مطهر و معصوم نمیباشند **چهارم** حدیث مرویه بغوی صریح است بر آنچه اجماعی اهل بیت عصمت و متفق علیه امامیه است که آباء نبی ما و ائمه هدی تا آدم همه انبیاء مرسلین مطهرین بودند لهذا بنص صریح جلی ذکر کرد که من نبی الی نبی ساجد منتقل از قدیم شده آدم **پنجم** اتفاق امامیه و اجماع اهل بیت عصمت بر آنکه همه آباء ایشان تا آدم مومن موحد بودند آیا ایشان همه انبیاء بودند یا همه اوصیاء یا آنکه بعضی انبیاء و بعضی اوصیاء انبیاء بودند در آن اخبار بالجمله مختلف وارد اند و اجماع ائمه اهل البیت حجت بر کافه خلق است بچند وجه آ برای آنکه ابناء رسول بودند و علوم ایشان از آن حضرت بلا توسط غیری بود ب بجهت آیه تطهیر باجماع امت در ایشان معصوم اند پس ضلالت و غلط و اضلال از ایشان محال است ج بجهت حدیث متواتر متفق علیه امت که حدیث ثقلین باشد و تمسک ایشان را مطلقاً وعده قطعی بعدم ضلالت ابداً است و بحدیث سفینة النجاة و حدیث

علی مع الحق والحق مع علی یدور حیث ما دار پس ایمان آباء نبی و علی علیه السلام واجب گردید اما ابوطالب پس او بر ملت ابراهیم از ابتدا بود چنانچه از مرویه همدانی دانستی و نزد موت هم اعتقاد داشت و هم اقرار باسلام کرد چنانچه از مواهب و نزد جمیع علما سیر ابو اسحاق دانستی و مثل آن از واقدی و از ابن سعد و کلبی میباشد از کتاب خواص الامه سبط الجوزی و بشایر المصطفی و مدارج النبوة و معارج النبوة و روضة الاحباب و غیر آن درین باب و این رساله گنجایش تفصیل ندارد و از تفسیر مواهب التنزیل کل وجز بیاب اشکال در کتب همه اهل سنت وارد است که ابوطالب همیشه تا وقت موت خود ترغیب اطفال خود و بنی هاشم و کفار قریش بدین محمد میکرد و پیغمبر در آن وقت فرمود ای عم چرا خودت بظاهر اقرار نمیکنی در جواب پیغمبر گفت که اگر عار و ننگ از کفار نمی بود البته چشمت را بگفتن آن روشن میکردم و ترک اخبار بسیار و عمل بر خبر واحد چگونه جایز باشد جواب بچند وجه است اول قصاید ابوطالب شاهد ناطق اند که تصدیق داشت و تصدیق اصل ایمان بالاجماع است اما اقرار عند الامکان و عدم التقیه للخلق کشف مما فی قلبه میباشد و ایمان ابوطالب ثابت است منجمله آنچه در خواص الامه سبط الجوزی و واقدی و اسحاق نقل کرده انشد ابوطالب شعر

والله لن یصلوا الیک بجمعهم	حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ما علیک غضاضة	وابشر وقر بذاک منک عیونا
وعرضت دینا لا محالة انه	من خیر ادیان البریة دینا
لولا الملامة او حذار مسبة	لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

صریح است که دین اسلام را خیر الادیان نامیده است

قال علی لما توفی ابو طالب اخبرت رسول اللہ صلعم فبکی بکاء شدیدا ثم قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذهب فغسله وکفنه وواره
غفر اللہ له ورحمه یعنی علی خبر داد نبی از موت ابو طالب پس پیغمبر بسیار سخت گریست و بعلی امر فرمود
که او را غسل بده و کفن و دفن کن خدا او را مغفرت کند و رحمت نماید در مدارج و معارج
و روضة الاحباب نیز مرویست که پیغمبر فرمود اذهب فواره غفر اللہ له ورحمه ایضا
سبط جوزی روایت کرده فقال له العباس یا رسول اللہ صلعم انک لترجوله فقال صلی اللہ علیه وآله
وسلم ای واللہ انی لارجو له وجعل رسول اللہ صلعم یستغفر له ایاما لا یخرج من بیته پس عباس عرض کرد که آیا
تو امید مغفرت او داری پیغمبر قسم بخدا خورد و فرمود که واللہ برای نجات او امیدوارم
پس تا چند روز از خانه بیرون نیامد و برای او درین ایام استغفار میکرد ایضا از واقدی
روایت کرده قال عباس عارض رسول اللہ صلعم جنازة ابیطالب قال صلعم وصلت رحمک وجزاک اللہ
یا عم خیرا یعنی جنازه ابو طالب پیغمبر را عارض ساختند آنحضرت فرمود که ای عم صله رحم
کردی و خدا ترا جزای خیر بدهد و بروایت دیگر تا جون پیغمبر با جنازه شریک بود و بروایت
شافعی همدانی در مودت آخرش اینست خرج ابو طالب من الدنیا علی ملة ابراهیم واوصانی
ان ادفنه فاخبرت النبی صلعم فقال اذهب فواره وانفذ ما اوصاک به فغسلته وکفنته وحملته
الی الحجون وثبت عند قبر عبد المطلب فرفعت الصفح فاذا ابو اجدالی فحمدت اللہ علی ذلک
واطبقت الصفح علیها وهو وصی من الاوصیاء وخیر ورثة الانبیاء انتهی
ملخص آنکه حضرت امیر فرمود که ابو طالب بر ملت ابراهیم رفت و بمن وصیت تدفین کرد و پیغمبر مرا امر
بانجازآن و تغسیل و تکفین و حمل او بمقام حجون نزد عبد المطلب کرد پس او را این امر کرده بردم
و دفنش که صفحه عبد المطلب را اراده برداشتن کردم دفعةً دیدم که او خود بخود برداشته شد بسوی من روی آورد پس
حمد کردم و دران نهاده صفحه بند کردم و ابو طالب وصی ابراهیم و جزو ورثه انبیا بود و سبط الجوزی از واقدی مرتبه علیا در باره ابو طالب روایت کرد

ابوطالب عصمة المستجیر	وغیث المحول ونور الظلم	لقد هدّ فقدک اهل الحفاظ
فصلی علیک ولی النعم	ولقاک ربک رضوانه	فقد کنت للطهر من خیر عم

اینجا دلالت میکند که در انوقت صلوة جنازه هم واجب نشده بود که حضرت رسول بر او خوانده ونقل کند ابل رضوانه و
دلیل دیگر است که از اهل ایمان بود الا بنی جنازه او نمیکرد و مغفرة و رحمة برای او نمیفرمود علی ابن رضوان بلفظ
باو میگفت و در روضة الاحباب آورده و در ترجمه روایت بیهقی و قول محمد ابن اسحاق که نقل اهل البیت
است که ایشان اتفاق دارند بر آنکه ابوطالب با ایمان رفته ولیکن روایت دلائل النبوة و محمد ابن اسحاق مخالف
اهل سنت وجماعت است اما جواب آنکه ابوطالب در ابتدا تصدیق دین اسلام علانی ظاهر کرده و در
آخر اقرار زبانی هم نمود پس این موافقه باشد بصورة قطعی حاصل نه بموجب او فوا بالعهد وف بعهدکم
جزاء اسلام ثابت شد معهذا جمعی از متکلمین ایمان عبارت از تصدیق بالقلب در اصل کافی دانسته اند چه تصدیق لسانی شرط
با نباشد ومویدش مرویات صحیحه در مجلد اول مسلم از عثمان است قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله من مات
وهو یعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة یعنی هر که بمیرد و او بداند مفهوم لا اله الا الله را داخل جنت شود
و دانستن علم تصدیق بقلب دارد و ابوطالب اگر بزبان جاری هم نمیفرمود ظاهرا تصدیق قلب او کافی و وافی
بمطلب بود و حضرات اهل البیت فرمودند که ابوطالب شفاعت بر ربیع و مضر خواهد کرد اما آنکه اخبار بسیار بخبر واحد
لازم میآید این تخیر جایز است جواب آنست که آن اخبار متضمن احوال قبل الفوت اند و این خبر متضمن حالت آخر
موت و فوت او میباشد پس اعتبار آخر حالت دارد اگرچه خبر واحد باشد چه عند تعارض الاخبار خبر آخر حالت
مسموع و مقبول نزد اصولیین و محدثین و اهل درایت میباشد اگرچه واحد باشد چه تعدیل اصل در
مومن است لا سیما عند الاخر معهذا مویدش اخبار اهل بیت عصمت و اجماع ایشان است پس ابوطالب مومن
بالیقین مرده الحمد لله سبحانه ایراد در صحیح مسلم وارد است که ابوطالب بملت عبد المطلب رفت و معلوم است که عبد المطلب
قبل الاسلام مرده پس هر دو بر غیر اسلام مردند جواب آنچه مطابق صحاح متفق علیه است شنا او علم و

غیر مقبول باشند و اینجا تاویل آن ممکن است که عبد المطلب بنص بر ملت ابراهیم خلیل بود چه همه آبای آنحضرت انبیا و تبعه
و اوصیاء ابراهیم بودند و ابوطالب هم از دنیا رفت بر ملت ابراهیم بود و در آخر بعد عنقا دید بر اسلام مقرآن بر من بینی تمنافا لازم تمهید
ثم الله اعلم **باب عباس و عبد الله ابن عباس در ترمذی و مشکوة** مرویست

قال رسول الله صلعم والذی نفسی بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم لله و رسوله

ثم قال ایها الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیه رسول خدا بر سید ای عم چه چیز ترا
بغضب آورد گفت قریش وقتیکه مردم بنی هاشم را می بینند با جبین حبین می بینند و هرگاه بیان خود
می بینند گشاده روی می بینند پیغمبر صلعم بغضب آمده رویش سرخ شده فرمود قسم بخدا ایکه نفسم در دست اوست
در دل هیچ آدمی ایمان داخل و ثابت نمیشود تا وقتیکه شما بنی هاشم را از اقارب من برای خدا و رسول
دوست نمیگذارد ای قریش هر که اذیت عم من میکند اذیت مرا کرده چه عم صنو پدر و دو تن از یک درخت
اندر **ترمذی و مشکوة** است قال رسول الله صلعم العباس اذا کان غداة الاثنین فاتنی انت

وولدک حتی ادعوا لکم بدعوة ینفعک الله بها وولدک فغدا النبی صلعم وغدونا معه والبسنا کسائه

ثم قال اللهم اغفر للعباس وولده مغفرة ظاهرة وباطنة لا تغادر ذنبا اللهم احفظ
فی ولده خلاصه آنکه برای عباس و پسر او عبد الله رسول خدا صلعم دعا فرمود بارخدایا عباس و پسر او را بیامرز
امرزیدن ظاهر و باطن بحدیکه گناه ظاهر و باطن او باقی نماند بارخدایا ولدش را حفظ کن **در ترمذی**
و مشکوة انه رای جبرئیل مرتین ودعی له رسول الله مرتین **و در ترمذی** از ابن عباس مرویست

انه دعی لی رسول الله صلعم بالحکمة وفی اخری علمه الکتاب یعنی ابن عباس جبرئیل را دو مرتبه دیده و
رسول خدا صلعم برای او دو مرتبه دعا کرد که او را علم و حکمة و علم قران بده **تشریح مقام** مقتضی امر بیست
بدانکه بدعای رسول خدا صلعم عباس مغفور و پسرش عبد الله در علم قران بدرجه قصوی رسید که در صحابه ثانی او
نبود و او از رجالی نبود که نزد فریقین مطعون باشد اما از علماء رجال بعضی عبد الله را میگویند که

باب عباس و عبد الله ابن عباس

باب سلمان فارسی رضی

قدری خیانت در خراج بصره در خلافت امیر المومنین کرده بود ثم الله اعلم **باب سلمان**
فارسی رضی انکه از متفقات محدثین و سیر است که هرگاه خدا و رسول رای سلمان در حفر خندق
قبول می پسند فرمود انصار میگفتند السلمان منا و مهاجر میگفتند السلمان منا رسول خدا
این تنازع را شنیده فرمود لا منکم ولا منهم السلمان منا اهل البیت یعنی سلمان
نه از انصار است و نه از مهاجر بل از ما اهلبیت است **تشریح مقام** انکه سلمان از اهلبیت
داخل نیست که زکوة برو حرام و خمس حلال و از قرابت رسول باشد که وارث شود بل محصول
بر آنست که بجهة کمال اخلاص و ملازمت او در رتبه با اهلبیت معدود شد که بعد اهلبیت احدیرا
چنین رتبه نیست پس در اینجا ثابت شد که درجه سلمان تحت عصمت و ما فوق عدالت است و در صحیح مسلم
و **مشکوة** از ابو هریره مروی است که هرگاه سوره جمعه نازل شد و آیه اخرین منهم لما یلحقوا بهم پیغمبر صلعم
خواند سایلی سوال کرد که این مومنین که الی حین بما ملحق نشده اند کیستند و پیغمبر صلعم کلام ما بالفعل نفرمود
سلمان درمیان ما موجود بود فقال فوضع رسول الله صلعم یده علی سلمان فقال والذی
نفسی بیده لو کان الایمان بالثریا وله رجال من هولاء یعنی رسول خدا صلعم دست مبارک
بر سلمان نهاده فرمود قسم بخدا اینکه جانم در دست اوست اگر ایمان بر ثریا باشد هر آینه ایمانرا
مردمان این قوم میگیرند در آخر کتاب **تفسیر ترمذی** است قال ابو هریره لما تلا رسول الله
ایه وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم یعنی هرگاه شما برگشتید از دین
ای اصحاب محمد صلعم و عترت خدا مبدل کند قومی را که غیر شما باشد بعد از ان ایشان امثال شما مرتد و منافق ابد نخواهند شد
فقال قالوا و من یستبدل بنا فضرب رسول الله یده علی منکب سلمان ثم قال هذا و قومه
و هذا و قومه ابو هریره میگوید پس از نزول این آیه صحابه پرسیدند این قوم مبدل بما کیست
یا رسول الله صلعم آنحضرت دست مبارک بر شانه سلمان زده فرمود این سلمان و قوم او این سلمان و

و قوم او است که بعد اسلام مرتد ابدا نخواهند شد **ایضاً در ترمذی** است قال ناس من اصحاب رسول الله
یا رسول الله من هؤلاء الذین ذکر الله ان تولینا استبدلوا بنا ثم لا یکونوا امثالنا
وکان سلمان بجنب رسول الله ص فضرب رسول الله فخذ سلمان وقال هذا واصحابه
والذی نفسی بیده لو کان الایمان منوطا بالثریا لتناوله رجال من فارس یعنی جماعتی از اصحاب
عرض کردند ای رسول خدا ص این جماعتی که خدا ذکر ایشان را کرد که اگر ما اصحاب تو و عرب از دین اسلام برگردیم
آن جماعه را که بدل ما سازند کیست و سلمان بپهلوی رسول ص بود آنحضرت قسم بخدا یاد فرموده گفت در حالیکه بر ران
سلمان دست زده آن جماعه این سلمان و اصحاب او اند پس اگر ایمان بسته به ثریا باشد بر آئینه میگیرند آنرا
مردمان فارس **تشریح مقام** چند چیز است اول خطاب این آیات در ظاهر بصحابه و عرب است که ایشان از اسلام
برگردند و این ثابت شد بعد موت رسول الله ص در ازمنه مشایخ ثلثه و در جنگهای معاویه و عائشه و زبیر
و خوارج صدق الله و رسوله **تنبیه** پس تعجب در ارتداد عرب بلکه صحابه بعد پیغمبر نیست زیرا که جهال
و بی علم و بی ادب بودند و خدا و رسول از ارتداد ایشان صریحا خبر دادند الی حین بیشتر از هزار و صد سال میگذرد که پیغمبر
ادیب و علیم حکیم مبعوث شده که تمام اهل دنیا از دین و قانون او مستادب شدند اما عوام عرب الی حین بر
جهالت اصلیه و بربی ادبی و قساوت قلبی باقی اند چنانچه کسانیکه در عرب آمد و رفت دارند میدانند دوم
ثابت شد مردمان فارس که قوم سلمان باشند بوعده قطعی که لا یکونوا امثالکم یا مثل شما باشند منافق نمیباشند و ابدا مرتد نخواهند شد
و کامل الایمان باشند که با ایمان ایشان اعراب را مناسبت نیست اگرچه ایمان فوق الثریا باشد مردمان فارس او را قطعا
میگیرند و الحمد لله این وعده خدا و رسول او راست و ظاهر شد سیم آنکه علم و ایمان و ادب و علما از آن زمان
الی حین از ایران خصوص از اصفهان و قم و شیراز برخاستند و در فنون علم تالیف و تصنیف
کردند و علم جاری و سائر الی یوم القیامة است **ایضاً در ترمذی و مشکوة** است قال رسول الله ص
ان الجنة تشتاق الی ثلثة علی و عمار و سلمان یعنی رسول خدا ص فرمود جنت مشتاق مخصوص

بسه نفراست وایشان علی وعمار وسلمان اند و در ترمذی و مشکوٰة است قال النبی صلعم ان الله

تبارک وتعالی امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم قیل یا رسول الله سمهم لنا قال علی منهم

یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبهم واخبرنی انه یحبهم یعنی پیغمبر صلعم فرمود

که خدا مرا امر کرد بمحبت چهار نفر وخبر داد مرا بانکه خدا هم ایشانرا دوست دارد صحابه گفتند اسم ایشان بیان کن

آنحضرت سه بار فرمود علی از ایشانست وابوذر ومقداد وسلمان **تشریح مقام** آنکه این هر دو حدیث

شاهد صریح ونص صحیح اند که عاقبت این چهار نفر بالخیر بایمان است و **محبت** خدا ورسول بایشان وبامور

بودن کل خلایق بحب ایشان بجهة کمال ایمان واخلاص واعمال ایشانست واین محبت صداقت است چنانچه

سابق به تفصیل بیان شد و **محبت** فسقه ومنافق حرام است اجا یز با نفاق نیست زیراکه هر فاسق عدو الله است

وآیة لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ناطق است یعنی دشمنان دین که

فسقه وکفره باشند ایشانرا دوست نگیرید اگرچه پدران شما وبرادران شما باشند **باب حذیفه**

در ترمذی است شخصی از ابوهریره سوال کرد الخبر از حدیث شنیده فقال الیس فیکم سعد

بن مالک مجاب الدعوة وابن مسعود صاحب طهور رسول الله ونعلیه وحذیفه

صاحب سر رسول الله وعمار الذی اجاره الله من الشیطان علی لسان نبیه وسلمان

صاحب الکتابین وقال قتادة هما الانجیل والقران یعنی در شما سعد بن مالک مجاب الدعوت

وابن مسعود صاحب مطهره وصاحب نعلین رسول است وحذیفه صاحب سر رسول الله صلعم است وعمار را که خدا او را محفوظ

از شیطان بر زبان نبی او فرموده وسلمان صاحب وعالم دو کتاب است که انجیل وقران باشد در ترمذی است

قالوا یا رسول الله لو استخلفت قال لو استخلفت علیکم فعصیتموه عذبتم ولکن ما

حدثکم حذیفه فصدقوه وما اقرأکم عبدالله فاقرءوه یعنی صحابه عرض کردند اگر خلیفه مقرر

خود میفرمودی آنحضرت فرمود شما عاصی خلیفه وغصب خلافت او میکنید پس معذب بعذاب الیم میشوید

فی البخاری قال ابو الدرداء
قال الیس منکم ابن ام عبد
صاحب النعلین
والوسادة والمطهرة
والذی اجاره الله
من الشیطان علی لسان
نبیه یعنی عمار اولیس
فیکم صاحب السر الذی
لا یعلمه غیره یعنی حذیفه

باب حذیفه

اما آنچه حذیفه شمارا میگوید تصدیق او کنید و آنچه این بر شما میخوانند پس بهمان صورت قرآن را بخوانید کشف ج
مقام بالاجماع مقتضی چند امر است اول آنکه باتفاق حذیفه را در لیلة العقبه پیغمبر صلعم نامهای منافقین علیحده علیحده
علیحده بیان فرموده بود که از اصحاب کدام کدام منافق است و او را منع فرموده بود که بغیر اهل مومنین
نامهای ایشان ظاهر نسازد لهذا در صحابه بلقب حذیفه صاحب سر رسول الله صلعم مشهور شده چنانچه صاحب استیعاب نوشته
اند خصوص غزالی در عینیه و در احیاء العلوم آورده که عمر خطاب مکرر از حذیفه میپرسید آیا پیغمبر
اسم من در منافقین شمرده یا نه دوم آنکه اگرچه نزد ما سبب صحیح نیست که آنحضرت فرموده باشد اگر خلیفه مقرر
میکنیم شما عاصی و غاصب خلافت او میشوید پس معذب خواهید شد لیکن بفرض تسلیم ایشان از تحذیر از
عصیان و ترغیب در تمسک ایشان بخلیفه که حضرت امیر ع باشد فرموده است ابن مسعود و حذیفه [illegible]
منافقین بغیر حضرت امیر ع بودند پس از آنچه این دو صحابی شما را خبر دهند قبول قول هر دو صحابه کنید ایشان
علم خلفاء حق و علم منافقین دارند لهذا ابن مسعود و حذیفه و سلمان و مقداد و عمار و ابوذر و جابر
و امثال ایشان تا وفات خود بخلافت امیر المومنین ع معتقد بودند و در ظاهر تقیه میکردند سوم سلمان
صاحب دو کتاب انجیل و قرآن بود زیرا که سلمان صاحب عمر طویل نزد بعضی قریب سیصد یا ششصد سال
عمر کرده چنانچه در لمعات شرح مشکوة در ذیل این حدیث آورده که انه آمن بالانجیل قبل نزول
القرآن و عمل به ثم آمن بالقرآن ایضا و انه ادرک عیسی لاجل ذلک سماه النبی صاحب الکتابین
انتهی یعنی سلمان ایمان آورد بانجیل قبل نزول قرآن و عمل بآن کرد تا نزول قرآن و بعد نزول قرآن ایمان
بقرآن آورد و عمل بقرآن کرد و میگویند که سلمان خود عیسی را یافته لهذا او را پیغمبر صاحب الکتابین
نام نهاده **تنبیه** در اینجا ثابت شد که سلمان طرفة العین مشرک نبوده بخلاف دیگر صحابه خصوص مشایخ ثلثه
در سالها عبادت را خدا اصنام و عباد اصنام میکردند و قدیم الایمان والاسلام را فضیلت بر جدید الاسلام
معلوم هر کس است پس مثل سلمان هیچ صحابی نیست و ابن مسعود که از اجله صحابه بود مطهر رسول الله و نعلین آنحضرت

۳ و لقد کان عمر رضی الله عنه یسال عن [illegible] و تفتیش
قلبه حتی کان لیسئل حذیفه
انه هل یعرف به من آثار النفاق
شیئا لانه کان قد خصه رسول
الله صلعم بعلم المنافقین انتهی
احیاء العلوم مجلد چهارم
۲ م [illegible]
یعنی عمر تفتیش و تفحص قلب خود [illegible]
[illegible] میپرسید که آیا در من آثار
نفاق است [illegible] زیرا که
پیغمبر خاصه حذیفه را تعلیم
[illegible] فرموده بود [illegible]

محضوص حواله او بود واقرء قراء صحابه بود و در مسلم و ترمذی و مشکوة از ابو موسی اشعری
روایة میکنند ان ابن مسعود رجل من اهل بیت النبی صلعم یعنی ابن مسعود بگمان ابو موسی از
اهل بیت نبی بود لما نری من دخوله واُمه علی النبی صلعم زیرا که ستدیم که عبد الله و مادرش بسیار ملازمت
و خدمت نبی میکردند او را عثمان بسبب آن قرآن برا سوزانیدن و برا اخراج آیات از آن چنان زد
که بسبب آن فتق روی داده شهید شد باب ابو ذر در ترمذی و مشکوة از ابن عمر مرویست
ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق من ابی ذر در ترمذی و مشکوة قال رسول الله صلعم
ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لهجة اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبیه عیسی
ابن مریم فقال عمر بن الخطاب کالحاسد یا رسول الله صلعم افتعرف ذلك له قال نعم فاعرفوه هذا
خلاصه آنکه گنبد نیلگون سایه نیفکند و زمین بر روی خود نه برداشت کسی را که صادق تر از ابو ذر و ذی لهجه
تر از و باشد صاحب عرفان میگویند مراد اینست که گاهی بمعاریض و توریه کلام نمیکرد بل عین حق و
مطابق واقع میگفت اگرچه تلخ بود و غیر او چنانچه همین عادتش بود مراد اوفی آنست که در ادا حق خدا و رسول
یا در ادا کلام خدا و رسول صلعم مطابق واقع عینا بخلق میرسانید شباهت عیسی در سیرت و صورت و در راستگوئی و در
ادائی حق است پس عمر خطاب مانند حاسد ابو ذر گفت ای رسول آیا تو تعریف ابو ذر چنان میکنی پیغمبر
فرمود بلی با شما شناسید ابو ذر را که این قدر رتبه و منزلت دارد در ترمذی مرویست فقال صلعم ابو ذر یمشی
فی الارض بزهد عیسی بن مریم یعنی ابو ذر بر زمین بزهد عیسی رفتار دارد تشریح تقدیم اهم سبقت کرده است
که ابو ذر اصدق از همه صحابه و امت الی یوم القیامة است زیرا که اصدق افعل تفضیل است والا
افعل تفضیل صحت نمی بندد و در گفتار و کردار و رفتار شبیه عیسی است از ادا دوست نمی کند
چنانچه اکثر محدثین و اهل سیر و تفسیر میگویند که ابو ذر در قضایای عثمان در اکثر مجالس رو برو
او و خلایق میگفت که تو حکم بحق نمیکنی و آیه ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الکافرون

باب الغدر

میخوانند یعنی هر که حکم مطابق قرآن نکند کافر است **وکعب الاحبار** روزی عثمان میگرد ابوذر
سنگریزها باو زد که ای کعب مدح باطل میکنی منوز یهودیت در تو باقیست **ظاهرا** عثمان شبیه
عیسی ع ابوذر و دختر ش را بر شتر دیوانه برهنه سوار کرده جلا وطن ساخته در کوهستانی **ربذه** نام
فوت شد و باین طرف پیغمبر اشاره فرموده ای ابوذر تو در ایمان متوحدی و تنها میری و تنها می‌بری
و تنها مبعوث میشوی **تنبیه** ازین حدیث کمالی سد ثابت شد که بسبب زهد و شباهت عیسی ع را ابوذر
عمر حسد ابوذر داشت و حسد از مومن اکبر کبائر باتفاق است قطع نظر از حسد شخصی که زهد عیسی ع و شباهت او را داشته
باشد تدبر کن مطلب بدیهی **سوال** اگر گفته شود بلفظ اصدق ابوذر از پیغمبر ص و ائمه اطهار صادق تر باشد
جواب پیغمبر و ائمه خارج از آن اند باجماع و بسبب وجود نبوت و امامت و ائمه طهارت و اما ابوذر از ائمه و صدقا
رعیت ایشان میباشد **بلی** صاحب مرقات و لمعات گفتند ابوبکر صدیق و پیغمبر ص از این مستثنی
باجماع اند **جواب** اجماع امت بر صدیقیت پیغمبر ص مسلم است اما اجماع بر صدق صدیق کذب بل بخلاف
آن اجماع منعقد است زیرا که خود این حدیث اصدق از مسلمات فریقین است **اولیا** و امامیه و اهل البیت کل
منکر صدق اند پس اصدق صحابه و ائمه ابوذر ثابت شد **باب عمار** در **ترمذی و مشکوة** مرویست
قال صلعم اهتدوا بهدی عمار و تمسکوا بعهد ابن مسعود یعنی رسول خدا ص فرمود هدایت بگیرید از عمار و متمسک
شوید عهد ابن مسعود را **در ترمذی** است از عایشه رض قال رسول الله صلعم ما خیر عمار بین امرین الا اختار ارشدها
یعنی عمار را اختیار در دو امر داده نشد مگر آنکه اختیار و قبول کرد امری را که رشد در آن زیاده تر بود **در بخاری**
در باب معاونت مسجد روایتیست که دلیل از متفقات محدثین است قال رسول الله یا عمار تقتلك الفئة
الباغیة تدعوهم الی الجنة و یدعونك الی النار یعنی ای عمار زود ترا بقتل می آرد ترا گروه ستمکار که تو
ایشان را بهشت می‌طلبی و ایشان ترا بجهنم می‌طلبند **اقول** این اشارت است بآنکه عمار از لشکر حضرت امیر بجنگ معاویه برآمده
بطرف حضرت امیر معاویه و لشکرش را می‌طلبید معاویه و لشکر او را نبیعة معاویه میطلبید نداد و قبول نکرد لهذا

عمار را شهید ساختند پس حضرت امیر ع بذات مبارک خود متوجه تدفین او شد و در معرکه صفین الی الآن دفن است و زواران بزیارت او میروند و وقت شهادت خود عمار و از هر دو لشکر کسانیکه این حدیث از پیغمبر شنیده بودند صدق الله و صدق رسوله خواندند **تنبیه** حضرت رسول در این حدیث حضرت امیر را کنایه بعین جنت و معاویه را باسم نار جهنم یاد فرمود در این رمزی لطیف و دقیق سرّیست که افهام دقیقه بآن میرسند منجمله آن خود حضرت امیر کانه عین جنة است داعی و طالب او عین جنة در دنیا رسیده چه در جنة رنج و هلاکت و ملال و خوف ابدا نیست و معاویه کانه عین جهنم است بس داعی و طالب معاویه کانه عین جهنم است و در آن انواع آلام و عذابها و رنجها ابد الآباد اند و زوال ندارند تدبر کن بمطلب بسی

والحال **رسالهٔ ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ** که سرگروه علماء سنیان و از قدماء ایشان است و جلالت و تبحر در کتب او مشهور در عالم و در ذات خود از عثمانیان و مروانیان و در تعصب فرد اهل زمان بود چنانچه در کتاب **کشف الغمه** آورده و فرموده که این دو رساله جاحظ بود و منقول شده از کتبخانهٔ خلفای عباسیان امیر محمد بن الحسن بن عیسی بن المقتدر بالله العباسی و ما در متن این رساله دوم او را بعین عبارت تحریر کرده خلاصه ترجمه او میکنیم تا اهل عربیت و فارسیت بحسب استعداد خود بدانند که بکدام ادله قاهره فضائل حضرت امیر ع و امامت آنحضرت را اثبات کرده والله ولی التحریر والتقریر

خاتمة الکتاب

در رساله ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ

بسم الله الرحمن الرحیم

قال هذا کتاب من اعتزل الشک و الظن والدعوی والاهواء واخذ

بالیقین والثقة من طاعة الله وطاعة رسوله وباجماع الامة بعد نبیها مما تضمنه الکتاب والسنة

وترک القول بالآراء فانها تخطی و تصیب لان الامة اجمعت ان النبی ص شاور اصحابه فی الاسری ببدر

واتفق رایهم علی قبولها الفداء منهم فانزل الله تعالی ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض

رسالة ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ

الآية فقد بان لك ان الرأي يخطي ويصيب ولا يعطي اليقين **خلاصة ترجمه** آنکه جاحظ

میگوید این کتابیست هر که کناره کند خود را از شک و گمان و خواهشهای نفسانی واخذ یقین و ثبات

از طاعت خدا و رسول او حاصل واخذ یقین باجماع امت بعد پیغمبر کند بجز آنکه کتاب خدا و سنت

رسول الله شامل و ضامن او باشد و ترک قیل و قال و ترک رای باطل کند چه اکثر رای و گمان و قیاس

غیر معصوم غیر معصوم است در ان خطا روی میدهد زیرا که باجماع امت سید البشر مشوره با اصحاب در اسیران

بدر فرموده و رایها قرار گرفتند که از اسیران بدر فدیه گرفته ایشان را رها کنند پس خطاب ذی عتاب در قران

به نبی نازل شد ما كان للنبي ان يكون له اسرى الخ پس در اینجا ثابت شد که رای و قیاس

گاهی صواب و گاهی خاطی است با وجودیکه سید انبیا که معصوم بوده بارایهای ایشان شامل بوده خطا کردند

و برای و قیاس یقین و علم حاصل نمیشود **اقول** موید قول جاحظ قصه موسی کلیم الله مرویست فی القران

که واختار موسى سبعين رجلا لميقات ربه یعنی برای شنیدن کلام الله حضرت موسی

از کل امت خود هفتاد نفر اعلم و اعقل و اکمل بگمان و رای خود منتخب فرموده بر طور برد و ایشان بعد شنیدن

کلام الهی بوی گفتند بار امطمئن نشد که خدا کلام با تو کرده یا شیطان زیرا که هر دو از نظر غایب اند

تا قوله فانا الله جهرة و در آیه دیگر لن نؤمن لك حتى نرى الله جهرة یعنی ابدا نتوانیم ایمان بیاریم

تا آنکه ببینیم خدا را عز و جل را علانیه بچشم و نه تماشای پس منتخبات موسی کلیم هم غیر منتخب بر آمدند و قیاس و رای

او هم مطابق واقع نشد پس از احادیث نبوی و صحابی یا تابعی با شکی مطابق واقع و صحیح باشد **قال**

الجاحظ وانما الحجة الطاعة لله ولرسوله وما اجمعت الامة عليه من كتاب

الله وسنة نبيها ونحن لم ندرك النبي ولا احد من اصحابه الذين اختلفت الامة

في احقهم فيعلم انهم اولى فنكون معهم كما قال تعالى وكونوا مع الصادقين ويعلم انهم على الباطل

فنجتنبهم كما قال تعالى والله اخرجكم من بطون امهاتكم لا تعلمون شيئا حتى ادركنا العلم

بطلان حجیت رای و قیاس

انتفای منصوص

فطلبنا معرفة الدين واهله واهل الصدق **خلاصه ترجمه** آنکه چون طاعت بر خدا و رسول
اوست و آنچه امت بر و اجماع کرده از کتاب الله و سنت رسول و ما دراک غی و ادراک هیچ یک
از صحابی نکردیم تا از حال اختلاف کنندگان بپرسیم که کدام یک از ایشان حق و صدق است
تا با ایشان باشیم بعد اول آیه که خدا فرموده با صادقان باشید و بدانیم کدام یک از مختلفین
بر باطل است تا از ایشان اجتناب کنیم چنانچه در قران فرموده که خدا را بر آورد شما را از شبهها
ما در هیچ چیز بر امید المستبدین در مسئله مختلفه بحسب علم طلب معرفت دین و اهل آن
رصدق و یقین میکردیم و از عذاب ایم رب العالمین محفوظ میمانیم **قال الجاحظ**
فوجدنا الناس مختلفين يبرأ بعضهم من بعض ويجمعهم في حال اختلافهم فريقان
احدهما قالوا ان النبي مات ولم يستخلف احدا وجعل ذلك الى المسلمين يختاروا
واختاروا ابابكر والآخرون قالوا ان النبي استخلف عليا فجعله للمسلمين بعده
وادعى كل فريق منهم الحق **خلاصه ترجمه** آنکه پس امت محمدی مختلف بهفتاد و سه فرقه
در اصل یافتیم بعضی از بعضی تبرا میکنند و اجتماع کل این فرقات در حال اختلاف منقسم
بدو فرقه میشوند **فرقه واحده** میگویند پیغمبر مرد و هیچکس را خلیفه مقرر نکرد و بل مسلمانان
تفویض این امر فرمود که برای و خواهش خود خلیفه بر خود مقرر کنند و ایشان ابوبکر را خلیفه ساخته
و ناستن خلیفه رسول نهادند **و فرقه دیگر** میگویند که خدا و رسول او علی را خلیفه بر خلایق مقرر
فرمودند و هر فرقه از فریقین ادعاء حق میکنند **قال الجاحظ** فلما راینا ذلك اوقفنا
الفريقين لنبحث ونعلم الحق من المبطل **یعنی** هرگاه از فریقین ادعا دیدیم و را دیدیم [illegible] ایستیم
حق [illegible] و طرفین در حال واحد ممتنع است زیراکه اجتماع ضدین در اصول محال است تقسیم
را توقف و تعیین برای بحث کردیم تا حق را از باطل جدا نمائیم و از عذاب ابدی خود را برآریم **قال**

الجاحظ فسئلناهم جميعا هل للناس بد من وال يقيم اعيادهم ويجبي زكوتهم

ويفرقها على مستحقيها ويقضي بينهم ويأخذ لضعيفهم من قويهم ويقيم حدودهم

يعني ايشان همه را پرسيديم آيا خلايق را چاره از والي و حاكم قاهر است تا كه اقامت عيدهاي

ايشان كند و اجتماع زكوة كرده تقسيم بر ايشان و حكم ميان ايشان بحق كند و براي ضعيف

از قوي براي مظلوم از ظالم حق ايشان بگيرد و بر ايشان حدود و تعزير جاري كند **قال**

الجاحظ فقالوا لابد من ذلك فقلنا هل لاحد ان يختار احدا فيوليه بغير نظر

في كتاب الله وسنة نبيه فقالوا لا الا بالنظر يعني هر دو فريق گفتند البته چاره از

حاكم قاهر نيست و ما گفتيم آيا براي كسي جايز هست كه كسي را والي سازد بي نظر و بي تامل از قرآن

و سنت رسول پس همه گفتند بغير نظر جايز نيست **قال الجاحظ** فسئلناهم جميعا

عن الاسلام الذي امر الله به فقالوا انه شهادتان والاقرار بما جاء به من عند الله و

الصلوة والصوم والحج بشرط الاستطاعة والعمل بالقران يحل حلاله ويحرم حرامه

فقبلنا ذلك منهم يعني همه ايشانرا سوال كرديم از اسلاميكه مامور به آن هستيم گفتند شهادتين و اقرار

بجميع آنچه پيغمبر آورد از جانب خدا و صلوة و صيام و حج بعد استطاعت و عمل بقرآن كه حلال

محمد را حلال و حرام او را حرام كند ما قبول قول ايشان كرديم **قال الجاحظ** ثم سئلناهم

هل لله خيرة من خلقه اصطفاهم واختارهم فقالوا نعم فقلنا ما برهانكم فقالوا قوله تعالى

وربك يخلق ما يشاء ويختار يعني بعد آن پرسيديم ايشانرا آيا خدا را برگزيدگان از مردم

اند كه خدا ايشانرا برگزيده باشد همه گفتند بلي ما گفتيم دليل بر آن چيست گفتند قرآن كه فرمايد

پروردگار ميافريند آنچه را ميخواهد و اجتبا و برگزيده ميكند آنچه ميخواهد **قال الجاحظ**

فسئلناهم من الخيرة فقالوا هم المتقون فقلنا ما برهانكم فقالوا قوله تعالى ان اكرمكم

عند الله اتقیکم یعنی پرسیدیم ایشانرا خیار خلق الله کدام اند گفتند متقیان اند گفتیم دلیل شما چیست
بران گفتند قرآن که میفرماید گرامی ترین شما متقی ترین شما است **قال الجاحظ** فقلنا
هل لله خیرة من المتقین فقالوا انهم المجاهدون بدلیل قوله تعالی فضل الله المجاهدین
باموالهم وانفسهم علی القاعدین درجة یعنی گفتیم آیا برای خدا اخیار از متقیان هست گفتند
بلی جهاد کنندگان بدلیل قرآن که تفضیل داده خدا مجاهدین را که مالها وجانهای خود را در احیاء دین
صرف کردند بر کسانیکه نشسته اند بدرجه عظیم **قال الجاحظ** فقلنا هل لله خیرة من المجاهدین
قالوا جمیعا نعم السابقون من المهاجرین الی الجهاد بدلیل قوله تعالی لا یستوی منکم من
انفق من قبل الفتح وقاتل الآیة فقبلنا ذلک منهم لاجماعهم علیه یعنی گفتیم آیا برای خدا در
مجاهدین هم برگزیدگان اند همه ایشان گفتند سابق مهاجرین بجهاد افضل اند زیرا که خدا فرموده برابر
شما نیست هر که در راه خدا انفاق قبل فتح نموده ومقاتله کفار کرده ما قبول کردیم از همه ایشان بجهة
اجماع ایشان براین امور **قال الجاحظ** وعلمنا ان خیرة الله من خلقه المجاهدون
السابقون الی الجهاد یعنی ما دانستیم که برگزیدگان خلایق مجاهدین سابقین بجهاد اند **قال الجاحظ**
ثم قلنا هل لله خیرة منهم قالوا نعم قلنا من هم قالوا اکثرهم عناء فی الجهاد وطعنا وضربا وقتلا فی سبیل
الله بدلیل قوله تعالی فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله
فقبلنا ذلک وعلمنا وعرفنا ان خیرة الخیرة اکثرهم فی الجهاد عناء وابذلهم لنفسه فی طاعة
الله واقتلهم لعدوه یعنی ما گفتیم آیا برای خدا برگزیدگان از ایشان هم هستند همه گفتند بلی ما گفتیم
کیستند ایشان گفتند آنکه در جهاد تحمل محنت شدید ننموده وطعن نیزه وتیر وضرب شمشیر وقتل زیاده در راه خدا
کرده اند زیرا که خدا فرموده هر که یک ذره عمل خیر کرده جزای آن می بیند وآنچه پیش فرستادید برای نفسهای
خود از میراث وخیرات بیابید جزای آنرا نزد خدا پس ما قبول کردیم آنرا ودانستیم برگزیده برگزیدگان

کسی است که در جهاد اکثر تعب ورنج او بسیار بود وبذل نفس خود زیاده تر در طاعة خدا نمود ودشمنان
خدا را قاتل تر بود از دیگران **قال الجاحظ** فسئلناهم عن هذین الرجلین علی ابن ابیطالب رض
وابی بکر ایهما کان اکثر عناء فی الحرب واحسن بلاء فی سبیل الله فاجمع الفریقین علی امیر
المومنین علی ابن ابی طالب انه کان اکثر طعنا وضربا واشد قتلا واذب عن دین الله
ورسوله یعنی باز پرسیدیم از امیر المومنین ع واز ابی بکر کدام یک اکثر در تعب جنگ بود وبیک مشقت تر
درراه خدا پس فریقین باتفاق گفتند حضرت امیر اکثر از همه خلایق طاعن وضارب واشد قاتل
وذاب تر ودافع ترین دشمنان از دین خدا ورسول او بود **قال الجاحظ** فثبت بما ذکرنا
من اجماع الفریقین ودلالة الکتاب والسنة ان علیا افضل یعنی ثابت شد از این تقریرات
واجماع فریقین وبدلالت قران وسنت رسول علی افضل از ابوبکر وافضل امت است **قال الجاحظ**
وسئلناهم ثانیا عن خیرتك من المتقین فقالوا هم الخاشعون بدلیل قوله تعم وازلفت
الجنة للمتقین غیر بعید الی قوله من خشی الرحمن بالغیب وقال تعم اعدت للمتقین
الذین یخشون ربهم یعنی ما دوباره پرسیدیم ایشان را از برگزیده متقیان همه گفتند خاشیان
بدلیل انکه نزدیک واماده است جنة برای متقیان تا قول تعم هرکه بترسد خدای مهربان را در غیب ودیگر
خدا فرموده جنة اماده برای متقیان است که میترسند پروردگار خود را **قال الجاحظ** ثم سئلنا
هم جمیعا من اعلم الناس قالوا اعلمهم بالعدل واهداهم الی الحق واحقهم ان یکون متبوعا
ولا یکون تابعا بدلیل قوله تعم یحکم به ذوا عدل منکم فجعل الحکومة الی اهل العدل فقبلنا
ذلك منهم یعنی پرسیدیم همه ایشان را اعلم خلایق کیست گفتند عالم ترین ایشان عالم تر بعدل است وهادی
ترین ایشان هادی تر بحق است واحق ایشان متبوع ایشانست نه تابع زیرا که خدا فرموده حکم میکنند با آن
صاحبان عدل از شما پس منحصر شد ولایه وحکومة در اهل عدل وما از ایشان قبول کردیم **قال الجاحظ**

ثم سئلناهم عن اعلم الناس بالعدل من هو قالوا ادلهم عليه قلنا من ادل الناس عليه قالوا
اهديهم الى الحق واحقهم ان يكون متبوعا ولا يكون تابعا بدليل قوله تعالى افمن يهدي
الى الحق احق ان يتبع الاية فدل كتاب الله وسنة نبيه ع والاجماع ان افضل الامة بعد
نبيها امير المومنين علي ابن ابي طالب ع لانه اذا كان اكثرهم جهادا واذا كان اكثرهم جهادا كان
اتقاهم واذا كان اتقيهم كان اخشيهم واذا كان اخشيهم كان اعلمهم واذا كان اعلمهم
كان ادل على العدل واذا كان ادل كان اهدى الامة الى الحق واذا كان اهدى كان
اولى ان يكون متبوعا وان يكون حاكما لا تابعا ولا محكوما عليه ++

يعني باز پرسيديم اعلم خلايق بعدل كيست گفتند آن ترين ايشان بر عدل گفتيم ادل ايشان كيست
گفتند هر كه اهداى خلق بحق باشد پس او متبوع خلق است نه تابع زيرا كه خدا فرموده هر كه هدايت
خلق بحق كند او احق است باينكه او متبوع باشد و خلق تابع او شوند پس كتاب خدا و سنت رسول
و اجماع امت دليل است برانكه حضرت امير بعد پيغمبر ص از اكثر مجاهدين است و ازا جهد اتقيا و متقين و او اخشا
خاشين و اخشا اعلم علماست و اعلم ادل بر عدل و ادل اهداى امت بحق و اهدى متبوع و حاكم است
نه تابع و محكوم پس در علي همه اين صفات بدرجه انتها موجود بود پس علي امام مفترض الطاعة است

قال الجاحظ واجمعت الامة بعد نبيها انه خلف كتاب الله تعالى وامرهم بالرجوع
اليه اذا نابهم امر والى سنة نبيه فيتدبرون ويستنبطون منهما ما يزول به الاشتباه

يعني امت اجماع دارد برانكه پيغمبر ص خلف خود قران و سنت خود نهاده و امت را مامور در رجوع بقران
و سنت فرموده كه بعد تدبر استنباط اوامر و نواهي از ان كنند تا كه بان اشتباه زائل شود قال
الجاحظ واذا قرء قاريهم وربك يخلق ما يشاء ويختار فيقال له اثبتها ثم تقرء
وازلفت الجنة للمتقين غير بعيد هذا ما توعدون لكل اواب حفيظ من خشي الرحمن

بالعیب ندلت الایة علی ان المتقین هم الخاشئون یعنی وقتیکه قاری آیه وتخیار را خواند
لغفة شد او را که مدلول آیه را ثابت کن پس قاری از لفة الجنة وآیة من خشی الرحمن خوند پس ثابت
شد که متقین خاشی اند **قال الجاحظ** ثم یقرء حتی اذا بلغ الی قوله نعم انما یخشی الله
من عباده العلماء فیقال له اقرء حتی ننظر هل العلماء افضل من غیرهم ام لا حتی اذا بلغ الی
قوله تعالی قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون علم ان العلماء افضل من غیرهم
یعنی قاری ایشان خونده رفت تا آنکه رسید برین آیه جز این نیست میترسند خدا را علما و گفتیم
به بینیم علما افضل اند یا غیر ایشان پس تا این آیه خوند آیا مساوی اند آنانکه علم دارند و آنانکه علم ندارند
پس عمر جاحظ را علم حاصل شد که علما افضل اند از آنانکه علم ندارند **قال الجاحظ** ثم یقال
اقرأ فاذا بلغ الی قوله تعالی یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات قیل قد دلت
هذه الایة علی ان الله قد اختار العلماء وفضلهم ورفعهم درجات یعنی قاری قرآن هرگاه بر این
آیه رسید که رفیع الدرجات گردانید خدا آنانرا که ایمان از شما آوردند و آنانکه داده شد ایشانرا علم و گفته شد
این آیه دلیل بر آنست که خدا علما را برگزید و ایشانرا تفضیل داد و مرتبت ایشان بلند ساخت **قال
الجاحظ** وقد اجمعت الامة علی ان العلماء من اصحاب رسول الله ص الذین یؤخذ
منهم العلم کانوا اربعة علی ابن ابی طالب ع وعبد الله ابن عباس وابن مسعود و
زید بن ثابت وقالت طائفة عمر ابن الخطاب یعنی اجماع است بر آنکه علما از اصحاب محمدی
که از ایشان کل امت اخذ علوم کردند چهار نفر اند حضرت امیر ع و ابن عباس و ابن مسعود و زید بن ثابت و نزد طایفه
پنجم عمر هم بود **قال الجاحظ** فسئلنا الامة من اولی بالتقدم اذا حضرت الصلوة
فقالوا ان النبی قال یؤم القوم اقرءهم ثم اجمعوا علی ان الاربعة کانوا اقرأ لکتاب الله تعالی
فسقط عمر یعنی پرسیدیم اولی بتقدیم کیست در نماز جماعت همه گفتند پیغمبر ص فرمود امامت بقوم اقرء ایشان

کند بعد آن بالاجماع گفتند اقرا کتاب الله همین چهار نفر بودند پس عمر از ایشان ساقط شد

قال الجاحظ ثم سئلنا الامة ای هؤلاء الاربعة اقرء لكتاب الله وافقه

للدين فاختلفوا فوقفناهم حتى نعلم ايهم اولى بالامامة فاجمعوا على ان النبي قال

الائمة من قريش فسقط ابن مسعود وزيد ابن ثابت وبقي على ابن ابي طالب وابن عباس

فسئلنا ايهما اولى بالامامة فقالوا ان النبي قال اذا كان عالمين فقيهين قرشيين

فاكبرهما سنا واقدمهما هجرة فسقط عبد الله ابن عباس وبقي امير المؤمنين ع

احق بالامامة لما اجمعت عليه الامة ولدلالة الكتاب والسنة هذا اخر رسالة

ابی عثمان عمر بن محمد الجاحظ العثمانی المروانی سید علماء اهل السنة یعنی بعد آن

امة را پرسیدیم از این چهار نفر اقرا کتاب الله وافقه در دین کیست ایشان خلاف کردند و

ما ایشانرا وقوف دادیم تا آنکه بدانیم اولی بالامامت کیست پس باجماع گفتند که پیغمبر ص فرمود

کائمه از قریش اند پس ابن مسعود و زید از این ساقط شدند و علی ابن ابیطالب و ابن عباس باقی ماندند پس

پرسیدیم ایشانرا از این دو نفر اولی بامامت کیست پس گفتند پیغمبر ص فرمود هرگاه دو عالم فقیه قرشی

جمع شوند اولی و اقدم ایشان کبیر السن و اقدم بهجرت است پس ابن عباس ساقط شد و باقی ماند امیر مومنان علی ابن

ابیطالب پس علی احق بامامت است زیراکه اجماع او و قران او و سنت رسول بر جمیع کمالات و فضایل و اقدمیت

و امامت او ناطق است این آخر رساله عمر جاحظی عثمانی مروانی سید علما سنی است و صاحب

کشف الغمه بعد این کلام لطیفی فرموده ملخص آنکه این است کلام عمر اگر عقیده او هم همین بود فهو المراد

اگرچه مذهبش این نیست والا خدا بر زبان و قلم او جاری ساخته که اعتقاد به تحریر او کند نجات یابد

و در محشر خصم او باشد زیراکه مخالفت بیان خود کرده قد تم ترتیب هذا الکتاب علی ید السید

ابی القاسم ابن السید حسین ابن السید نقی ابن السید حسین ابن السید علی

ابن السيد ابى الحسن وزاد فى سلسلة ابن السيد احمد ابن العلامة الفهامة الحاج
السيد محمد ابن السيد حسين القمى ابن السيد محمد ابن السيد احمد ابن السيد مفلح
ابن السيد جلال ابن السيد على وفى سلسله بن السيد حسن بن السيد قاسم فقط بن السيد حبيب الله
وفى سلسله بعد السيد حبيب الله السيد احمد ابن موسى زاد فى سلسله اخرى السيد
حبيب الله ابن السيد عبد الله ابو السيد مهدى ثم انفقت السلسلة انه ابن السيد الموسى المبرقع
وهو متبرقع على وجهه لانه احسن الوجه واملح الناس واصبحهم دفن فى بلدة قم فاذا زرت الرضا فزرت
الموسى ووجدت قبره مقببا فذيما فحول قبره قبورا من العلماء والسادات واتصل بقبره قبر ابنه وكان
من اولاده كثيرا فى القم فقد لقيتهم ودلونى على قبره وكان موسى من مشاهير اولاد الائمة كما ضبط
حاله واسمه الكشى وغيره فى رجالهم والموسى ابن الامام الهمام محمد بن على بن موسى بن جعفر
بن محمد بن على بن حسين بن على بن ابى طالب ولام سيدة النساء فاطمة الزهراء م بنت محمد رسول الله
خاتم النبيين عليه السلام بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد المناف بن قصى بن كلاب بن مره بن كعب
بن لوى بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن خزيمه بن مدركه بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن
عدنان الى ذالك اسمائهم متفق عليه والمشهور عدنان بن ادبن ادر بن اليسع بن الهميسع
بن سلامان بن البنت بن حمل بن قيدار بن اسمعيل بن ابراهيم الخليل بن تارخ بن ناخور بن شروع
بن ارغو ابن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن مالك بن متوشلخ بن اخنوخ بن اليارد
بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث بن آدم عليه السلام اللهم تقبلها منى وثبتها فى اعمالى
واجعلها ذخرا لى يوم يقول كل احد نفسى نفسى وثقلا فى ميزانى وانيسا فى وحدتى وجوازا
على الصراط لى وشفيعا يوم حسابى ونجاة عن عذابى ورفيقا فى جنتى وكفارة لوالدى واخى
وتوبة لاساتذى واولياء نعمى وبقاء للمومنين واولادى وارجو من الله ان يهديهم بها الى معرفة

عترة نبي الى فناء هذا البيت الفاني اللهم لا تخيب رجائي انت حسبي والحمد لربي واصلي على نبي الله آبائي حررته في سنة خمس وتسعين ومائتين بعد الالف في احد وعشرين من الجمادى الاولى يوم الجمعة في البلدة لاهوره

خاتمة الطبع

این خط شریف از بعض اجله علماء کاظمین مسمی بسید حسین مشتمل بتقریظ کتاب ناصر العترة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله القاسم نصرة الدين على العلماء الراشدين والقاصم ظهور المعاندين بالامراء المسترشدين والحاسم شبهة المخالفين بصارم الحق واليقين والصلوة على نبينا سيد المرسلين وعلى آله الطاهرين نواميس السموات والارضين صلوة دائمة متوافرة متناظرة ما دامت النجوم زاهرة ظاهرة بناصر العترة الطاهرة وبعد فالمسئول الاعتناء بابلاغ السلام الى جنابك العلام صحة مزاجك التي هي غاية المرام ونهاية الالمام ثم اني منذ نحوت هذه الناحية ما زلت صرفت الى معاني حسينية مبانية فما افصحت عن بديع وداد ايالك بمنطوق وكتاب وما بلغت سلاما عليك بمعرض وخطابا غير ما كتبت الى حضرتك تشكرا الرسالتين في الكلام وما فيهما من الاصول المتقنة المنقحة بما هو حق في الاسلام وما احسب وصوله اليك وحصوله لديك فكنت انظر في مرايا خيالي وادور في دائرة بالي ان ارسم خطا الى جنابك الذي هو مركز الاقبال في دائرة الفضل الذي هي اوسع الاشكال والنجم اللامع في فلك الكمال والاكمال عند دياجي ظلم اهل الضلال حتى اتاني بعض الاصدقاء الاحباب من سلالة الاطياب باوراق باهرة في نصرة العترة الطاهرة فرأيتها بياضا هو نصرة الداخل للمؤمنين وسوادا هو غفلة على المعاندين وحجر الجحل للمنافقين الذين جعلوا القرآن عضين جامعا بزبره للبينات وحاويا على نزوع الائمة الهداة بالدلالات دون المنزلات او لمساواة كما ظنه اصحاب الضلالات

مشتملا على نظيرات تستنطق من حروف النور في كلمات وسطور وان كانت مستحصلة من مستحقرة اهل الزور الذين لا يهتدون بنور ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور ومحتملا لمحكمات جعلوها متشابهات وروايات هي درايات وصحيحات تضاعف بها حسنات ماخوذة عن صحاح الثقات سقام المنتحلة بدين الاسلام وما اصدق بقوله تعالى فيهم وفي اشباههم واشياعهم حيث قال جلت عظمته يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم فلما جاءني ذلك الكتاب الكريم المؤلف باحسن تاليف وتنظيم ابتهج قلبي وابتهج لبي وقرت باصره عيني واكتحلت بصيرتي فحمدت الله شاكراً وشكرته لذلك ذاكراً فالتزمت تصديعك بعريضتي وتميقتي هذه تشكرا وامتنانا لما اوليت بي احسانا ابقاك الله ووقاك ورزقني لقاك والمرجو من جنابك ان تمنني بنيالك العظيم وتخبرني بكتابك الكريم عن صحة مزاجك وحسن حالك وجميل عزك واقبالك ثم ان جناب النواب المستطاب العلي الالقاب البالغ في طيب ذاته ومحامد صفاته حد النصاب قد ذكرني بابلاغ السلام فالرجاء ان تبلغ جنابه مني السلام والتحية والاكرام حسبما ادبنا كلام الملك العلام وكذلك على ناصر الدين المبين بنصرة العترة الطاهرين وهكذا سائر الاحباب وبقية الاطياب واسئل الله لي ولكم حسن المآب بخير الاياب بمحمد واله الاطياب الاصحاب والحمد لله اولا واخرا وظاهرا وباطنا من الاحقر حسين بن مرتضى الطباطبائي اليزدي مولدا الكاظمي موطنا والنجفي مدفنا

ان شاء الله تعالى

مورخة ٣ ربيع الاول سنة ١٣٩٦ هجرية المقدسة

قطعه تاریخ از نتایج طبع سلطان الشعرا میرزا محمد اکبر خان سیستانی المتخلص به خاور

ستوده سید قدسی شیم شاه ابرار ‏ که او را در فضیلت نیست همتا
کتابی از مناقب کرد ترتیب ‏ بشأن اهل بیت شاه بطحا
یکی دیباچه اش کرده معنون ‏ بنام نامی نواب ذی جا
زهی ناصر علی خان بهادر ‏ که باشد فخر خاقان و خان والا
ز سر خیل قزلباشان کابل ‏ که شروانیش باشد اصل و منشا
تقی و زاهد و مرتاض و مومن ‏ سخی و باذل و بی‌مثل و یکتا
چو این فرخ کتاب آمد بترتیب ‏ برای طبع او شد حکم والا

پی تاریخ سالش گفت هاتف
جزاك الله فی الدارین خیرا
١٢٩٥ ھ

از ذهن وقاد و فکر نقاد کربلائی مولوی میرزا محمد شریف کابلی سلمه الله

لدرتك یا منور الامور ‏ كلامك فی الهند منك نور من النور
ثم فقل حتی یری من رای ‏ فی اللیل نورا من شاهق الطور
كتبت فی ناصر العترة ماهو ‏ لیق ان یکتب فی صفحة الحور بالنور
هلموا معاشر الایمان وابذلوا ‏ جهدكم الی دفاع قول الزور
خذوا من التشیید ترسا ومن ‏ ناصر العترة سیفا لقتل الكفور
صوارم مهرتكم نیزا فوقهم
فهم فی المعارك مرغوم غیر منصور

فہرست کتاب ناصر العترة الطاہرة

مقدمہ در معنی آل و اہل بیت و عترت و ذوی القربی

باب	صفحہ	باب	صفحہ	باب	صفحہ
۱ باب الصلوٰة بر نبی و بر آل او	۸	۲ باب آیمہ دوازدہ اند	۱۶	۳ باب النص بر آیمہ اثنا عشر اجمالاً	۲۴
۴ باب عصمت اہلبیت ع	۲۸	۵ باب افضلیت اہلبیت ع	۳۶	۶ باب وجوب محبت اہلبیت ع	۴۰
۷ باب محاربہ اہل بیت ع	۴۴	۸ باب امامت علی بحدیث غدیر	۴۸	۹ باب امامت علی بحدیث علی مولی کل مومن	۵۳
۱۰ باب امامت علی بحدیث لا یؤدی عنی	۵۳	۱۱ باب امامت علی بحدیث [illegible] ہارون من موسی	۵۴	۱۲ باب امر نبی با عشیرہ بشنیدن کہ علی امام ایشان	۵۷
۱۳ باب [illegible]	۵۹	۱۴ باب اجابت علی الی اللہ در بیان آیت	۶۰	۱۵ باب اخوت علی و نبی علیہم السلام	۶۴
۱۶ باب علی مخصوص بہ راز خدا بود	۷۲	۱۷ باب علی محل در مسجد رسول بود	۷۴	۱۸ باب [illegible]	۷۷
۱۹ باب علی مخصوص بہ آزار خدا و رسول بود	۷۸	۲۰ باب نبی دعا میکرد اگر علی جدا میشد	۸۰	۲۱ باب دشنام علی دشنام سید انبیاء ست	۸۱
۲۲ باب حب علی ایمان بغض او نفاق ست	۸۲	۲۳ باب علی شبیہ عیسی بن مریم ست	۸۵	۲۴ باب علی ممتحن با ایمان ست	۸۶

باب	صفحه	باب	صفحه	باب	صفحه
باب ۲۵ علیؑ اول مسلمانانست	۸۹	باب ۲۶ علیؑ اول نمازگذارانست	۹۲	باب ۲۷ علیؑ از اهل جنت است	۹۳
باب ۲۸ علیؑ باب علم است	۹۳	باب ۲۹ در تسمیه علیؑ بابوتراب است	۹۳	باب ۳۰ ترویج علیؑ با فاطمهؑ	۹۷
باب ۳۱ افضلیت فاطمهؑ رضی الله عنها	۹۸	باب ۳۲ فاطمهؓ بضعه محمد است و فدک	۹۹	باب ۳۳ فاطمهؑ احب رسول الله است	۱۰۳
باب ۳۴ تسبیح فاطمهؑ زهرا رض	۱۰۶	باب ۳۵ حسنینؑ فرزندان رسولؐ اند	۱۰۸	باب ۳۶ پیغمبر خطبه بدیده حسنینؑ را بر منبر نشاند	۱۰۹
باب ۳۷ در عقیقه حسنین علیهم السلام	۱۱۲	باب ۳۸ تعویذ حسنینؑ	۱۱۲	باب ۳۹ حسنینؑ سید اهل جنت اند	۱۱۳
باب ۴۰ پیغمبر اذان بگوش حسنینؑ داد	۱۱۳	باب ۴۱ حسنینؑ با رسولؐ بر مرکب سوار شدند	۱۱۴	باب ۴۲ حسنینؑ شبیه رسول اند	۱۱۴
باب ۴۳ با آنچه امام حسنؑ منفرد است	۱۱۵	باب ۴۴ در آنچه امام حسینؑ منفرد است	۱۱۵	باب ۴۵ در حال بعد شهادت حسینؑ	۱۱۷
باب ۴۶ خلیفة الله مهدی آخر الزمانؑ	۱۱۹	باب ۴۷ در اسم مهدیؑ و حالات او	۱۲۳	باب ۴۸ در مجمل احوال زمان او	۱۳۳
باب ۴۹ [illegible]	۱۲۵	باب ۵۰ در تولد و وجود مهدیؑ	۱۲۷	باب ۵۱ تکمیل الابواب و آن چند باب اند	۱۲۹
باب ۵۲ خدیجة الکبریؑ	۱۳۴	باب ۵۳ فضل جعفر طیار و عبدالله جعفرؑ	۱۳۹	باب ۵۴ در اسلام حضرت ابوطالبؑ	۱۴۳
باب ۵۵ عباسؓ و عبدالله ابن عباسؓ	۱۴۸	باب ۵۶ سلمان فارسی	۱۴۹	باب ۵۷ حذیفه	۱۵۱
باب ۵۸ ابوذر	۱۵۴	باب ۵۹ عمار	۱۵۴	باب ۶۰ [illegible] خاتمة الکتاب	۱۵۵